نایاب

جامع نوٹس

T. M No: 512637/IPO

Reg No: 40268.Copr

# اسلامیات

(لازمی)

برائے فرسٹ ایئر

مؤلف

شیر عالم خان

لیکچرران اسلامیات

گورنمنٹ ڈگری کالج شمر باغ

نظر ثانی شدہ

حافظ سلیم اللہ خان

لیکچرر، گورنمنٹ ڈگری کالج شمر باغ

رابطہ نمبر: 0300-9015577

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

# فہرست اسلامیات

برائے فرسٹ ائیر


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| 01 | ---معروضی سوالات--- | 03 |
| 02 | ---مختصر سوالات--- | 44 |
| 03 | ---جامع سوالات--- | 80 |
| 04 | ---قرآنی آیات کا--- ترجمہ و تشریح | 183 |
| 05 | ---منتخب احادیث کا--- ترجمہ و تشریح | 191 |




﴿پہلا حصہ﴾

# معروضی سوالات

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے لیے درست جوابات کا انتخاب کریں۔

(۱) اسلام کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(الف) عقیدہ (ب) جہاد (ج) حکم ماننا (د) دُعا — (ج)

(۲) اسلام کا اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

(الف) اللہ کے احکام ماننا (ب) قوم کے احکام ماننا

(ج) فطرت کی قوانین ماننا (د) کسی کا نہ ماننا — (الف)

(۳) کون سی چیز نظم و ضبط کا پابند بنا کر پیدا کیا گیا ہے؟

(الف) انسان (ب) حیوان (ج) فطرت انسانی (د) کائنات — (د)

(۴) کس چیز کی پابندی کائنات کی فطرت میں شامل ہے؟

(الف) فطرت (ب) احکام الٰہی

(ج) انسانی احکام (د) نظم و ضبط — (ب)

(۵) کون سی مخلوق کو تمام مخلوقات سے ممتاز پیدا کیا گیا ہے؟

(الف) انسان (ب) گھوڑے (ج) حیوان (د) نباتات — (الف)

(۶) انسان کی کون سی صلاحیت اُسے دوسرے مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے؟

(الف) انسانی دِل (ب) بات کرنے کی صلاحیت

(ج) عقل و فکر (د) اختیارات — (ج)

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(۷) کون سی مخلوق کو محدود دائرے میں اختیار دیا گیا ہے؟

(الف) حیوانات (ب) جمادات

(ج) نباتات (د) انسان (د)

(۸) انسان کو اپنے کس چیز پر اختیار نہیں ہے؟

(الف) سوچ و فکر (ب) عقل

(ج) موت و حیات (د) زبان (ج)

(۹) اسلام انسان کے کس چیز کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کا تابع کرنا چاہتا ہے؟

(الف) عقل (ب) زبان (ج) فکر و عمل (د) نطق (ج)

(۱۰) کس چیز کو اللہ نے اِتمامِ نعمت قرار دیا ہے؟

(الف) روح (ب) غذا (ج) پانی (د) دین (د)

(۱۱) بنیادی ایمانیات کتنے ہیں؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار (ج)

(۱۲) عمل صالح کیا ہے؟

(الف) اللہ کے احکام بجالانا (ب) نماز

(ج) تبلیغ (د) جہاد (الف)

(۱۳) عمل صالح کی کتنی قسمیں ہیں؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار (ج)

(۱۴) عبادت سے کیا مراد ہے؟

(الف) اطاعتِ زندگی (ب) ایمان



(ج) جہاد (د) نماز (د)

(۱۵) معاشرتی حقوق و فرائض کا تعلق کس سے ہے؟

(الف) عبادات (ب) معاملات

(ج) ایمان (د) ارکانِ اسلام (ب)

(۱۶) عمل صالح کی قسمیں کون کون سی ہیں؟

(الف) عبادات، معاملات، اخلاقیات (ب) ایمان

(ج) ارکانِ اسلام (د) نماز، روزہ اور زکوٰۃ (الف)

(۱۷) کون سا نظام ایک مکمل نظامِ حیات ہے؟

(الف) صرف ایمان (ب) دینِ اسلام

(ج) صرف عبادات (د) معاملات (ب)

(۱۸) اعمال کی بنیاد کس چیز پر ہے؟

(الف) ارکانِ اسلام (ب) ایمان

(ج) اقوالِ رسول ﷺ (د) اقوالِ صحابہؓ (ب)

(۱۹) ایمان سے کیا مراد ہے؟

(الف) پختہ عقیدہ (ب) پختہ کار

(ج) پختہ بیج (د) ارکانِ اسلام (الف)

(۲۰) عقیدہ کا لفظ کس سے نکلا ہے؟

(الف) قاعدہ (ب) عقد سے (ج) تعیدہ سے (ب) عاقد سے (ب)

(۲۱) عقیدہ کی جمع کیا ہیں؟

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(الف) قاعدے (ب) عقاد

(ج) عقائد (د) قواعد (ج)

(۲۲) عقیدہ کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) کچھ قواعد (ب) کھولنا

(ج) قول و اقرار اور عہد پیمان کرنا (د) بنیادی عقیدہ (ج)

(۲۳) عقیدہ کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟

(الف) خیالات (ب) غور و فکر

(ج) ہر قسم کے نظریات (د) پختہ نظریات (د)

(۲۴) اعمال کس کے تابع ہوتے ہیں؟

(الف) شیطان کے (ب) عقائد کے

(ج) آزاد ہوتے ہیں (د) عقل کے (ب)

(۲۵) اسلام کے بنیاد عقائد کتنے ہیں؟

(الف) تین (ب) پانچ (ج) چھ (د) سات (الف)

(۲۶) اسلام کا سب سے پہلا عقیدہ کون سا ہے؟

(الف) رسالت (ب) توحید

(ج) آخرت (د) ایمان بالکتاب (ب)

(۲۷) توحید کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) ایک اور یکتا (ب) بہت میں سے ایک ماننا

(ج) کسی کو ماننا (الف)



(۲۸) تمام انبیاء کرام کا مشترکہ عقیدہ کون سا تھا؟

(الف) توحید (ب) ختم نبوت

(ج) حلال و حرام (د) ارکانِ اسلام (الف)

(۲۹) زمین و آسمان کے پیدائش اور دن رات کے چکر سے صاحبانِ عقل کو کیا ملتا ہے؟

(الف) مال و دولت (ب) عقل

(ج) نشانیاں توحید الٰہی (د) آخرت (ج)

(۳۰) تخلیق کائنات اور نظم کائنات کس چیز کی ثبوت اور دلیل ہے؟

(الف) توحید (ب) آخرت

(ج) رسالت (د) تقدیر (الف)

(۳۱) انسان کے لیے سب سے قیمتی چیز کیا ہے؟

(الف) مال و دولت (ب) والدین

(ج) بہن بھائی (د) ایمان (د)

(۳۲) ایمان انسان کا رشتہ کس سے استوار کرتا ہے؟

(الف) صالحین سے (ب) شہداء سے

(ج) ملائکہ سے (د) خدا سے (د)

(۳۳) سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟

(الف) شرک (ب) حقوق والدین

(ج) منافقت (د) دروغ گوئی (الف)

(۳۴) انسان میں عزت نفس کس چیز سے پیدا ہوتی ہے؟

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(الف) عقیدہ توحید سے (ب) کفر سے

(ج) جہاد سے (د) اسلحہ سے (الف)

(۳۵) اللہ کی ذات باقی ہے اور باقی اشیاء کیا ہیں؟

(الف) پانی (ب) فانی (ج) النصر (د) العصر (ب)

(۳۶) خالص توحید کو کس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے؟

(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ الاخلاص

(ج) النصر (ب) العصر (ب)

(۳۷) سب سے پہلا انسان کون تھا؟

(الف) آدمؑ (ب) نوحؑ

(ج) داؤدؑ (د) محمد ﷺ (الف)

(۳۸) اللہ کے سب سے پہلے پیغمبر کون تھے؟

(الف) محمد ﷺ (ب) نوحؑ

(ج) آدمؑ (د) ابراہیمؑ (ج)

(۳۹) اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کے کیا معنی ہیں؟

(الف) بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے

(ب) بے شک کفر بہت بڑا ظلم ہے

(ج) بے شک منافقت بہت بڑا ظلم ہے

(د) کوئی بھی نہیں (الف)

(۴۰) اللہ تعالیٰ کون سی گناہ کو بالکل معاف نہیں کرتا؟



(الف) منافقت (ب) شرک

(ج) حقوق والدین (د) جھوٹ (ب)

(۴۱) شرک کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) حصہ داری (ب) شرک کرنا

(ج) شریک کروانا (د) شریک بنانا (الف)

(۴۲) شرک کے کتنے اقسام ہیں؟

(الف) تین (ب) چار (ج) پانچ (د) چھ (الف)

(۴۳) لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کا معنی کیا ہے؟

(الف) اللہ ایک ہے (ب) کوئی چیز اس کے مثل نہیں

(ج) شرک بہت بڑا ظلم ہے (د) کوئی چیز قرآن جیسا نہیں (ب)

(۴۴) حقیقی شکر کیا ہے؟

(الف) زبان سے شکر ادا کرنا (ب) اللہ کی حقیقی اطاعت کرنا (ب)

(ج) قولی شکر ادا کرنا (ج) زبان سے بار بار شکر کے الفاظ بولنا

(۴۵) شرک کی حقیقت کیا ہے؟

(الف) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے حاجات پوری کرنے کے لیے طمع رکھنا

(ب) صرف غیر اللہ کو سجدہ کرنا (ج) صرف قبروں کو سجدہ کرنا

(د) زیارتِ قبور (الف)

(۴۶) خودداری کس طرح انسان میں پیدا ہو سکتی ہے؟

(الف) عقیدہ توحید سے (ب) عقیدہ آخرت سے

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(ج) عقیدہ رسالت سے (د) شرک کرنے سے (الف)

(۴۷) انکسار اور تواضع کس عقیدے سے پیدا ہوتے ہیں؟

(الف) آخرت (ب) توحید

(ج) رِسالت (د) ایمان بالقدر (ب)

(۴۸) وسعت نظری کس عقیدے کا نتیجہ ہوتی ہے؟

(الف) توحید (ب) ارکانِ اسلام

(ج) آخرت (د) رِسالت (الف)

(۴۹) استقامت و بہادری کس عقیدے سے پیدا ہوتی ہے؟

(الف) عقائد (ب) عقیدہ توحید

(ج) اسلحہ سے (د) مال سے (ب)

(۵۰) عمل صالح کی بنیاد کون سا عقیدہ ہے؟

(الف) توحید (ب) اِطاعت

(ج) فرائض کی ادائیگی (الف)

(۵۱) پرہیز گاری کس عقیدے سے پیدا ہوتی ہے؟

(الف) آخرت (ب) توحید

(ج) رِسالت (د) جہاد (ب)

(۵۲) فلاح و نجات کے لیے کن کن چیزوں کی موجودگی ضروری ہے؟

(الف) ایمان و عمل صالح (ب) نماز و زکوٰۃ

(ج) صوم و صلوٰۃ (د) حج و جہاد (الف)



(۵۳) عقیدہ توحید کے بعد کون سا عقیدہ سب سے زیادہ اہم ہے؟

(الف) توحید (ب) آخرت

(ج) رِسالت (د) بعث بعد الموت (ج)

(۵۴) رسول کے لغوی معنی کیا ہے؟

(الف) رِسالت (ب) نبوت

(ج) پیغمبری (د) پیغام پہنچانے وال (د)

(۵۵) رِسالت کے لغوی معنی کیا ہے؟

(الف) پیغام رسانی (ب) رِسالت

(ج) پیغام پہنچانے والا (د) پیغام وصولی (الف)

(۵۶) رسالت کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

(الف) پہنچانا (ب) بات (ج) پیغام پہنچانا

(د) اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا (د)

(۵۷) رسالت انسان کی کون سی ضرورت ہے؟

(الف) اخلاقی (ب) روحانی

(ج) معاشی (د) معاشرتی (ب)

(۵۸) رسول کا کام کیا ہوتا ہے؟

(الف) شریعت کا نفاذ (ب) شریعت کی تشریح

(ج) تبلیغ دین (د) تہذیب الاخلاق (ج)

(۵۹) عقائد اسلام میں عقیدہ رسالت کون سے نمبر پر ہیں؟

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(الف) پہلے    (ب) دوسرے
(ج) تیسرے    (د) پانچویں    (ب)

(۶۰) انبیاء کرامؑ کے پاس کون وحی لاتے تھے؟
(الف) ملائکہ    (ب) فرشتے
(ج) جبرائیلؑ    (د) میکائیلؑ    (ج)

(۶۱) کل کتنے انبیاء کرامؑ تشریف لائے تھے؟
(الف) تقریباً ایک لاکھ    (ب) تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار
(ج) دو لاکھ    (د) تین لاکھ    (ب)

(۶۲) نبوت کا سلسلہ کس سے شروع ہوا تھا؟
(الف) حضرت نوحؑ    (ب) حضرت آدمؑ
(ج) حضرت ابراہیمؑ    (د) حضرت محمد ﷺ    (ب)

(۶۳) عالمگیر نبوت کس کی ہے؟
(الف) آدمؑ    (ب) نوحؑ
(ج) عیسیٰؑ    (د) محمد ﷺ    (د)

(۶۴) کیا تمام انبیاء کرامؑ پر ایمان لانا ضروری ہے؟
(الف) ضروری ہے    (ب) کوئی ضروری نہیں
(ج) بعض پر ضروری ہے    (د) محمد ﷺ پر ضروری ہے    (الف)

(۶۵) نبوت کا سلسلہ کس پیغمبر پر ختم ہوا ہے؟
(الف) موسیٰؑ    (ب) عیسیٰؑ



(ج) محمد ﷺ    (د) [illegible]    (ج)

(۶۶) تمام انبیاء کرامؑ پاکبازی کی وجہ سے کیا کہلاتے ہیں؟
(الف) غیر معصوم    (ب) معصوم
(ج) معسوم    (د) پاکباز    (ب)

(۶۷) کیا انبیاء کرامؑ بشر ہوتے ہیں؟
(الف) ہاں    (ب) نہیں
(ج) بعض ہوتے ہیں    (د) کوئی بھی نہیں ہوتا    (الف)

(۶۸) خاتم المرسلین کون ہیں؟
(الف) نوحؑ    (ب) ابراہیمؑ
(ج) موسیٰؑ    (د) محمد ﷺ    (د)

(۶۹) کس پیغمبر کے آنے سے پہلے تمام شرائع منسوخ ہوئے؟
(الف) ابراہیمؑ    (ب) موسیٰؑ
(ج) عیسیٰؑ    (د) محمد ﷺ    (د)

(۷۰) کون سی آسمانی کتاب کی حفاظت کی گئی ہے؟
(الف) تورات    (ب) انجیل
(ج) زبور    (د) قرآن مجید    (د)

(۷۱) ختم کے معنی کیا ہیں؟
(الف) مہر بند کر کے فارغ ہو جانا    (ب) ختم قرآن
(ج) آخری    (د) ابتدائی    (الف)

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(۷۲) خاتم کے معنی کیا ہیں؟

(الف) آخری نبی ﷺ (ب) ابتدائی نبی ﷺ

(ج) تمام انبیاءؑ (د) بعض انبیاءؑ (الف)

(۷۳) عقیدہ ختم نبوت کس سے ثابت ہے؟

(الف) عقل (ب) دلیل

(ج) علماء کرام کے اقوال سے (د) قرآن، حدیث، اجماع (د)

(۷۴) سب سے مشہور اور مقرب فرشتے کتنے ہیں؟

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ (ج)

(۷۵) انسانوں کے نگران فرشتے کیا کہلاتے ہیں؟

(لف) نورانی (ب) انسانی (ج) نوری (د) کراماکاتبین (د)

(۷۶) کراماکاتبین کیا ریکارڈ کرتے ہیں؟

(الف) اعمال (ب) مال (ج) اسرار (د) رموز (الف)

(۷۷) ہواؤں اور بارشوں کا انتظام کس فرشتے کے ذمے ہے؟

(الف) جبرائیلؑ (ب) میکائیلؑ

(ج) عزرائیلؑ (د) اسرافیلؑ (ب)

(۷۸) ارواح قبض کرنا کس فرشتے کے ذمے ہیں؟

(الف) جبرائیلؑ (ب) میکائیلؑ

(ج) عزرائیلؑ (د) اسرافیلؑ (ج)

(۷۹) مشہور آسمانی کتابیں کتنی ہیں؟



(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ (ج)

(۸۰) حضرت داؤدؑ پر کون سی کتاب نازل ہوئی؟

(الف) تورات (ب) زبور

(ج) انجیل (د) قرآن مجید (ب)

(۸۱) حضرت موسیٰؑ پر کون سی کتاب نازل ہوئی؟

(الف) تورات (ب) زبور (ج) انجیل (الف)

(۸۲) انجیل کس پیغمبر پر نازل ہوئی؟

(الف) حضرت موسیٰؑ (ب) حضرت داؤدؑ

(ج) حضرت عیسیٰؑ (د) حضرت صالحؑ (ج)

(۸۳) قرآن مجید کس پر نازل ہوا؟

(الف) نوحؑ (ب) موسیٰؑ

(ج) محمد ﷺ (د) عمرؓ (ج)

(۸۴) کس کتاب کی زبان زندہ زبان ہے؟

(الف) قرآن مجید (ب) تورات

(ج) زبور (د) انجیل (الف)

(۸۵) قرآن مجید میں کل کتنی سورتیں ہیں؟

(الف) 110 (ب) 112 (ج) 114 (د) 116 (ج)

(۸۶) مکمل ضابطۂ حیات کون سی کتاب ہے؟

(الف) بائبل (ب) تورات

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(ج) انجیل (د) قرآن مجید (د)

(۸۷) کون سی کتاب دائمی معجزہ ہے؟

(الف) کوئی بھی نہیں (ب) بائبل

(ج) انجیل (د) قرآن مجید (د)

(۸۸) دنیا کا متضاد کیا ہے؟

(الف) آخرت (ب) دنیوی زندگی

(ج) قریب (د) دور (الف)

(۸۹) برزخ کی زندگی سے کیا مراد ہے؟

(الف) دُنیاوی زندگی (ب) آخرت کی زندگی

(ج) موت سے قیامت تک زندگی (د) قیامت کی زندگی (ج)

(۹۰) دُنیا کی حیثیت کیا ہے؟

(الف) پانی (ب) عیش وعشرت کی جگہ

(ج) مصیبت کی جگہ (د) امتحان گاہ (د)

(۹۱) دُنیا آخرت کی کیا ہے؟

(الف) بنیاد (ب) کھیتی (ج) روشنی (د) علامت (ب)

(۹۲) مؤمنوں کے لیے قیامت میں کیا ہے؟

(الف) کچھ بھی نہیں (ب) پلِ صراط

(ج) رحمت (د) جنت (د)

(۹۳) کافروں کے لیے قیامت میں کیا ہے؟



(الف) قبر (ب) آخرت (ج) جہنم (د) جنت (ج)

(۹۴) کون سا عقیدہ سزا و جزا کا تصور پیدا کرتی ہے؟

(الف) توحید (ب) آخرت

(ج) دنیا پر یقین رکھنا (د) ایمان بالقدر (ب)

(۹۵) احساس ذمہ داری کس عقیدے سے پیدا ہوتی ہے؟

(الف) توحید (ب) رسالت

(ج) آخرت (د) کتابوں پر ایمان (ج)

(۹۶) اسلام کی بنیاد کس پر ہے؟

(الف) ارکانِ اسلام (ب) زکوٰۃ

(ج) جہاد (د) قتال فی سبیل اللہ (الف)

(۹۷) ارکانِ اسلام کی تعداد کتنی ہے؟

(الف) چار (ب) پانچ (ج) چھ (د) سات (ب)

(۹۸) اسلام کا پہلا رکن کون سا ہے؟

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) حج (د) کلمہ شہادت (د)

(۹۹) کلمہ شہادت میں کتنے اجزاء ہیں؟

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ (الف)

(۱۰۰) اسلام کا دوسرا رکن کون سا ہے؟

(الف) عقیدہ توحید (ب) نماز

(ج) صوم (د) جہاد (ب)

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(۱۰۱) نماز کس زبان کا لفظ ہے؟

(الف) اُردو (ب) فارسی (ج) عربی (د) فرانسیسی (ب)

(۱۰۲) صلوٰۃ کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(الف) عبادت (ب) صبر (ج) استقامت (د) دُعا (د)

(۱۰۳) صلوٰۃ کس زبان کا لفظ ہے؟

(الف) اُردو (ب) فارسی (ج) عربی (د) فرانسیسی (ج)

(۱۰۴) اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن کا معنی کیا ہے؟

(الف) نماز فرض ہے (ب) نماز واجب ہے

(ج) نماز ضروری ہے (د) نماز دین کا ستون ہے (د)

(۱۰۵) نماز میں ہم چپکے سے اللہ سے کیا کرتے ہیں؟

(الف) عبادت (ب) صلوٰۃ (ج) اطاعت (د) سرگوشی (د)

(۱۰۶) قیامت کے دن سب سے پہلے کس چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا؟

(الف) توحید (ب) رسالت (ج) آخرت (د) نماز (د)

(۱۰۷) نماز کس حالت میں معاف ہے؟

(الف) بیماری میں (ب) سفر میں (ج) جہاد

(د) کسی بھی حالت میں معاف نہیں (د)

(۱۰۸) اجتماعیت کا شعور کس سے پیدا ہوتی ہے؟

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) زکوٰۃ (د) جہاد (الف)

(۱۰۹) گناہوں سے روکنے کا ذریعہ کیا ہے؟



(الف) اجتماعیت (ب) انفرادیت

(ج) صلاحیت (د) نماز (د)

(۱۱۰) باجماعت نماز کا ثواب انفرادی نماز سے کتنے درجے زیادہ ہے؟

(الف) ۲۷ (ب) ۳۰ (ج) ۵۰ (د) ۱۰۰ (الف)

(۱۱۱) صوم کس زبان کا لفظ ہے؟

(الف) اُردو (ب) عربی (ج) انگریزی (د) فارسی (ب)

(۱۱۲) صوم کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(الف) پابند کرنا (ب) پابندی کروانا

(ج) رُک جانا (د) اوقاتِ روزہ (ج)

(۱۱۳) روزہ رکھنے کی حکمت قرآن مجید کے رو سے کیا ہے؟

(الف) حصولِ عبادت (ب) حصولِ تقویٰ

(ج) حصولِ رزق (د) عبادت (ب)

(۱۱۴) ضبطِ نفس کس عبادت سے پیدا ہوتی ہے؟

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) زکوٰۃ (د) جہاد (ب)

(۱۱۵) قرآن مجید کے نزول کا مہینہ کون سا ہے؟

(الف) محرم (ب) رجب (ج) رمضان (د) شوال (ج)

(۱۱۶) روزہ کس مہینے میں فرض ہے؟

(الف) محرم (ب) صفر (ج) رجب (د) رمضان (د)

(۱۱۷) زکوٰۃ کے لفظی معنی کیا ہیں؟

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(الف) زکوٰۃ دینا (ب) حصولِ زکوٰۃ

(ج) پاک ہونا (د) اجتماعی عبادات (ج)

(۱۱۸) حضرت ابو بکرؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف کیا کیا تھا؟

(الف) چھوڑ دیا تھا (ب) کوڑے دیئے تھے

(ج) جہاد کیا تھا (د) کچھ نہیں کیا تھا (ج)

(۱۱۹) زکوٰۃ سے مال کم ہوتی ہے یا زیادہ؟

(الف) کم ہوتی ہے (ب) زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے

(ج) بڑھ جاتی ہے (د) کچھ بھی نہیں ہوتا (ج)

(۱۲۰) زکوٰۃ سے مال کس چیز میں رہتی ہے؟

(الف) گردش (ب) استحصال (ج) سرمایہ کم ہوتا ہے

(د) امیروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے (الف)

(۱۲۱) زکوٰۃ کس شرح سے وصول کی جاتی ہے؟

(الف) اڑھائی فیصد (ب) ڈھائی فیصد

(ج) پانچ فیصد (د) پچاس فیصد (الف)

(۱۲۲) زکوٰۃ کے مصارف کتنے ہیں؟

(الف) پانچ (ب) چھ (ج) سات (د) آٹھ (د)

(۱۲۳) مقدار زکوٰۃ کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) مالِ زکوٰۃ (ب) نصابِ زکوٰۃ

(ج) حصۂ زکوٰۃ (د) ادائیگی کا زکوٰۃ (ب)



(۱۲۴) زکوٰۃ کے لیے کتنا سونا نصاب ہے؟

(الف) ساڑھے سات تولے (ب) باون تولے

(ج) سات تولے (د) پچاس تولے (الف)

(۱۲۵) چاندی کا نصاب کتنا ہے؟

(الف) سات تولے (ب) ساڑھے سات تولے

(ج) ساڑھے باون تولے (د) پچاس تولے (ج)

(۱۲۶) کس مد میں زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کی جا سکتی؟

(الف) مساکین (ب) قرضدار

(ج) مساجد کی تعمیر (د) فی سبیل اللہ (ج)

(۱۲۷) گردش دولت کا ذریعہ کیا ہے؟

(الف) اسلام کا معاشرتی نظام (ب) زکوٰۃ کا نظام

(ج) روحانیت (د) تبلیغ (ب)

(۱۲۸) کیا ماں باپ کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

(الف) ہاں (ب) نہیں (ج) پروا نہیں (د) دی جا سکتی ہے (ب)

(۱۲۹) حج کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) قصد و ارادہ (ب) رُکن نماز

(ج) ارکانِ اسلام (د) بنیادی رُکن (الف)

(۱۳۰) حج زندگی میں کتنی بار فرض ہے؟

(الف) ایک بار (ب) دو بار

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(ج) ہر سال (د) پچاس سال بعد (الف)

(۱۳۱) حج کن کن مسلمانوں پر فرض ہے؟

(الف) تمام پر (ب) غریبوں پر

(ج) صاحب استطاعت پر (ج)

(۱۳۲) احرام باندھنے کے مقام کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) کعبہ (ب) مزدلفہ (ج) عرفات (د) میقات (د)

(۱۳۳) حج کے مخصوص لباس کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) احرام (ب) شلوار قمیص (ج) لباس (د) چادر (الف)

(۱۳۴) وقوف عرفات کہاں ہوتی ہے؟

(الف) بیت اللہ (ب) مسجد نبوی ﷺ

(ج) مزدلفہ (د) عرفات میں (د)

(۱۳۵) خطبہ حج کہاں ہوتا ہے؟

(الف) بیت اللہ (ب) مسجد نبوی ﷺ

(ج) منیٰ (د) عرفات میں (د)

(۱۳۶) حج میں قربانی کس جگہ ہوتی ہے؟

(الف) بیت اللہ (ب) صفاومروہ

(ج) منیٰ (د) مزدلفہ (ج)

(۱۳۷) ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی نشانی کون سی چیز ہے؟

(الف) مسجد نبوی ﷺ (ب) بیت المقدس (ج) قربانی (ج)



(۱۳۸) حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ کا نام کیا تھا؟

(الف) حضرت سارہ (ب) حضرت ہاجرہ

(ج) حضرت مریم (د) حضرت راحیل (ب)

(۱۳۹) حضور ﷺ نے کتنے حج کیے تھے؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) پانچ (الف)

(۱۴۰) حج کے کتنے اقسام ہیں؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار (ج)

(۱۴۱) حج میں کتنے فرائض ہیں؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) پانچ (ج)

(۱۴۲) رمی جمرات کس کی سنت ہے؟

(الف) حضرت ابراہیمؑ (ب) حضرت محمد ﷺ

(ج) حضرت داؤدؑ (د) حضرت یونسؑ (الف)

(۱۴۳) عمرے کی ادائیگی کے لیے کون سا مہینہ ہے؟

(الف) ذی الحجہ (ب) ماہِ رمضان (ج) محرم

(د) کوئی نہیں ہر وقت ادا کیا جاسکتا ہے (د)

(۱۴۴) جہاد کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) جہاد کرنا (ب) کوشش کرنا

(ج) جہاد اکبر (د) جہاد بالنفس (ب)

(۱۴۵) جہاد کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(الف) ملکوں کو فتح کرنا (ب) اللہ کے دین کے غلبہ کیلئے کوشش کرنا

(ج) تبلیغ کرنا (د) قیامِ امن (ب)

(۱۴۶) دینِ اسلام میں جہاد کا مقصد کیا ہے؟

(الف) کافر ملکوں کو فتح کرنا (ب) علاقوں کو قبضہ کرنا

(ج) اللہ کے کلمے کو سربلند کرنا (د) مسلمانوں کو سربلند کرنا (ج)

(۱۴۷) جہاد کا اعلیٰ مقام اور صورت کون سی شکل ہے؟

(الف) مالی جہاد (ب) جہاد بالنفس

(ج) قتال فی سبیل اللہ (د) فکری جہاد (ج)

(۱۴۸) جو اللہ کے بندوں کو اپنی زندگی پر مجبور کرتے ہیں وہ کیا کہلاتے ہیں؟

(الف) شیطان (ب) باغی

(ج) ابلیس (د) طاغوت (د)

(۱۴۹) جنت کس کے سائے تلے ہے؟

(الف) نمازوں (ب) آزمائشوں

(ج) تلواروں (د) بندوقوں (ج)

(۱۵۰) ارکانِ اسلام اور دین کی حفاظت کا ذریعہ کیا ہے؟

(الف) جہاد (ب) نماز (ج) تبلیغ (د) مسلمانوں کی حکومت (الف)

(۱۵۱) حبِ الٰہی سے کیا مراد ہے؟

(الف) اطاعتِ علماء (ب) اطاعتِ عوام

(ج) اطاعتِ امراء (د) اطاعتِ احکامِ الٰہی (د)



(۱۵۲) اطاعتِ رسول ﷺ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

(الف) کچھ بھی نہیں (ب) مال و دولت

(ج) حج پر جانے کی سعادت (د) محبتِ الٰہی (د)

(۱۵۳) حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟

(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ کے حقوق

(ج) رسول ﷺ کے حقوق (د) صحابہ کے حقوق (الف)

(۱۵۴) اللہ کے حق کے بعد کس کا حق مقدم ہے؟

(الف) بندوں کا (ب) والدین کا

(ج) اولاد کا (د) بیوی کا (ب)

(۱۵۵) کون جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا؟

(الف) کوئی بھی نہیں (ب) بے نمازی

(ج) والدین کا نافرمان (د) تبلیغ نہ کرنے والا (ج)

(۱۵۶) انسان کے سب سے بڑے محسن کون ہیں؟

(الف) دوست و احباب (ب) رشتہ دار

(ج) سسرال (د) والدین (د)

(۱۵۷) کس کی خدمت کے عوض جنت حاصل کی جا سکتی ہے؟

(الف) والدین (ب) دوست (ج) رشتہ دار (د) معزور (الف)

(۱۵۸) اولاد کو کس ڈر سے مارنا جائز نہیں؟

(الف) بڑے ہونے (ب) زیادہ ہونے

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(ج) افلاس (د) کثرتِ اولاد (ج)

(۱۵۹) معاشرے کی بنیادی اکائی کیا ہے؟

(الف) مساجد (ب) مدرسہ (ج) گھر (د) محلہ (ج)

(۱۶۰) معاشرتی اصلاح کے لیے زوجین کے بہتر تعلقات کی حیثیت کیا ہے؟

(الف) کوئی ضروری نہیں (ب) بہت ضروری ہے

(ج) غیر اہم (د) بے فائدہ (ب)

(۱۶۱) گھر میں منتظمِ اعلیٰ کون ہوتا ہے؟

(الف) کوئی نہیں (ب) حکومت کا مقرر کردہ شخص

(ج) خاوند یعنی مرد (د) بیوی یعنی عورت (ج)

(۱۶۲) حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کون بنا کر بھیجا گیا؟

(الف) مبلغ (ب) عبادت گزار (ج) معلم (د) ذاکر (ج)

(۱۶۳) قرآن مجید میں پڑوسیوں کے کتنے اقسام بیان ہوئے ہیں؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار (ج)

(۱۶۴) پڑوسیوں کو تنگ کرنے والا کہاں جائے گا؟

(الف) جنت (ب) جہنم (ج) جیل (د) اعراف (ب)

(۱۶۵) کیا غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں آزادی عبادت حاصل ہوتی ہے؟

(الف) ہاں (ب) نہیں (ج) چھپکے سے (د) بالکل نہیں (الف)

(۱۶۶) اسلامی ریاست کو جزیہ کون ادا کرتا ہے؟

(الف) مسلمان (ب) منافق



(ج) غیر مسلم (د) کوئی بھی نہیں (ج)

(۱۶۷) اسلامی ریاست کے غیر مسلم رعایا کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) منافقین (ب) کافر

(ج) غیر مسلم (د) ذمی (د)

(۱۶۸) ذمیوں کی مال کی حفاظت کس کی ذمہ داری ہے؟

(الف) کسی کی نہیں (ب) اپنا

(ج) اسلامی ریاست کا (د) ان کے دوستوں کا (ج)

(۱۶۹) دیانت داری کا فائدہ کیا ہے؟

(الف) کوئی نہیں (ب) مالی منفعت

(ج) معاشی و معاشرتی ترقی (د) نقصان ہی نقصان (ج)

(۱۷۰) حدیث کے مطابق کس شخص کا ایمان مکمل نہیں ہے؟

(الف) جو بے وضو ہو (ب) بے نمازی

(ج) گناہگار (د) جس میں امانت نہیں (د)

(۱۷۱) حدیث کے مطابق کس شخص کا دین مکمل نہیں؟

(الف) جس میں ذوق جہاد نہ ہو (ب) جو نماز نہ پڑھے

(ج) جو وعدے کا پابندی نہ کرے (د) تارک الزکوٰۃ (ج)

(۱۷۲) اکثر معاملات کی بنیاد کس چیز پہ ہوتی ہے؟

(الف) ایمان (ب) اسلام (ج) وعدہ (د) ادائیگی نماز (ج)

(۱۷۳) انسان کے تمام وعدوں میں اہم ترین وعدہ کون سا ہے؟

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(الف) ایک دوسرے کے ساتھ وعدے (ب) عہد الست

(ج) صلح حدیبیہ (د) معاہدہ تاشقند (ب)

(۱۷۴) ایفائے عہد کا مطلب کیا ہے؟

(الف) عہد کرنا (ب) وعدہ پورا کرنا

(ج) امانت رکھنا (د) امانت سپرد کرنا (ب)

(۱۷۵) صلح حدیبیہ کے موقع پر کس کو کفار مکہ کے حوالے کیا گیا تھا؟

(الف) حضرت سلمانؓ (ب) حضرت ابو بصیر

(ج) حضرت ابو جندلؓ (د) کسی کو بھی نہیں (ج)

(۱۷۶) سچائی کا سرچشمہ کیا ہے؟

(الف) اللہ کی ذات (ب) انبیاء کرام

(ج) صحابہ کرام (د) تابعین **(الف)**

(۱۷۷) قرآن حکیم نے تمام انبیاء کرامؑ کے کس خاص صفت کا ذکر کیا ہے؟

(الف) نمازی ہونے (ب) مبلغ ہونے

(ج) صادق (د) کوئی بھی نہیں (ج)

(۱۷۸) کون سی چیز باعثِ نجات ہے؟

(الف) دیانت داری (ب) صدق

(ج) کذب (د) وعدہ خلافی (ب)

(۱۷۹) دشمنی اور بغض کس چیز کے راستے میں حائل نہ ہونے چاہیے؟

(الف) دینداری (ب) عدل وانصاف



(ج) ناپ تول (د) بات چیت (ب)

(۱۸۰) اسلامی حکومت کا اصل مقصد کیا ہے؟

(الف) روزگار کی فراہمی (ب) علاج

(ج) تعلیم (د) نظام عدل کا قیام (د)

(۱۸۱) اسلام اپنے پیروکاروں میں کون سا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے؟

(الف) فراموشی (ب) جواب دہی

(ج) احساسِ گناہ (د) احسان فراموشی (ب)

(۱۸۲) کسبِ حلال سے کیا مراد ہے؟

(الف) محنت کرنا (ب) حلال کمانا

(ج) جو بھی ملے ہتھیانا (د) اپنے ہاتھ سے کمانا (ب)

(۱۸۳) قبولیت عبادت کے لیے کون سی چیز ضروری ہے؟

(الف) حلال کھانا (ب) نمازی ہونا

(ج) مبلغ ہونا (د) مجاہد ہونا **(الف)**

(۱۸۴) دنیا پرستی انسان کو کیا سکھاتی ہے؟

(الف) خود غرضی و مفاد پرستی (ب) مال و دولت جمع کرنا

(ج) دینداری (د) دیانتداری **(الف)**

(۱۸۵) دین داری انسان کو کیا سکھاتی ہے؟

(الف) کثرتِ نماز (ب) کثرتِ ذکر

(ج) کثرتِ تلاوت (د) ایثار (د)

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(۱۸۶) ایثار کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) ترجیح دینا (ب) دوسروں کو کم تر سمجھنا

(ج) مساوات (د) برابری (الف)

(۱۸۷) بدترین اخلاق انسان کو کس درجہ میں گراتا ہے؟

(الف) اونچے درجے (ب) ادنیٰ درجے

(ج) درجہ بدترین (اسفل سافلین) (د) درجہ ضلالت (ج)

(۱۸۸) کون سی چیز انسان کو بھلائی سے محروم کر دیتے ہیں؟

(الف) اخلاقِ فاضلہ (ب) اخلاقِ رزیلہ

(ج) خوش اخلاق (د) وعدہ خلافی (ب)

(۱۸۹) سچ کا متضاد کیا ہے؟

(الف) جھوٹ (ب) کذاب (ج) صدق (د) کذب بیانی (الف)

(۱۹۰) کون سی بُرائی بہت سے بُرائیوں کی بنیاد ہے؟

(الف) وعدہ خلافی (ب) غیبت

(ج) بُغض (د) جھوٹ (د)

(۱۹۱) کون سی خصلت مومن کی خصلت نہیں ہو سکتی؟

(الف) خیانت اور جھوٹ (ب) غیبت

(ج) بُخل (د) حسد (الف)

(۱۹۲) غیبت کا مطلب کیا ہے؟

(الف) کسی کی موجودگی میں بُرا بھلا کہنا



(ب) کسی کی غیر موجودگی میں وہ بات کہنا جو اگر وہ سنے تو بُرا مانے

(ج) کسی کو بُرا بھلا کہنا (د) کسی سے پوشیدہ بات کرنا (ب)

(۱۹۳) کون سی گناہ بدترین اور سخت ہے؟

(الف) زِنا (ب) بُخل (ج) غیبت (د) چوری (ج)

(۱۹۴) کون سی گناہ اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے؟

(الف) زِنا (ب) بداخلاقی

(ج) غیبت (د) بہتان (ج)

(۱۹۵) کیا غیبت بعض صورتوں میں جائز بھی ہے؟

(الف) ہاں چند صورتوں میں (ب) کسی صورت میں بھی نہیں

(ج) نہیں (د) ہر صورت میں (الف)

(۱۹۶) بہتان کا مطلب کیا ہے؟

(الف) غیبت کرنا (ب) الزام / غیر موجود عیب کی بیان

(ج) اشارے کرنا (د) آنکھوں سے اشارے کرنا (ب)

(۱۹۷) منافقت کا مطلب کیا ہے؟

(الف) جھوٹ بولنا (ب) زبان و دل سے انکار کرنا

(ج) زبان سے اقرار اور دل سے انکار

(د) زبان سے انکار اور دِل سے اقرار (ج)

(۱۹۸) منافقت کی کتنی قسمیں ہیں؟

(الف) ایک (ب) دو (ج) تین (د) چار (ب)

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(۱۹۹) منافق کی پہچان کے لیے کتنی نشانیاں حضور ﷺ نے بتائی ہیں؟

(الف) دو (ب) تین (ج) پانچ (د) چھ (ب)

(۲۰۰) جہنم میں سب سے بدترین عذاب کس کا ہوگا؟

(الف) کافر (ب) مشرک (ج) یہود (د) منافق (د)

(۲۰۱) کون سی چیز نیکیوں کو جلا کر رکھتی ہے؟

(الف) غیبت (ب) منافقت (ج) حسد (د) برائی (ج)

(۲۰۲) تکبر کے معنی کیا ہیں؟

(الف) خود کو بڑا سمجھنا (ب) دوسروں کو بڑا سمجھنا

(ج) دوسروں کو اپنے سے بڑا سمجھنا (د) دوسروں کو کمتر سمجھنا (الف)

(۲۰۳) شیطان کس وجہ سے دربارِ خداوندی سے نکالا گیا؟

(الف) منافقت (ب) کفر (ج) خیانت (د) تکبر (د)

(۲۰۴) کس کا سر نیچا ہوتا ہے؟

(الف) غرور کا (ب) منافقت کا

(ج) بُخل (د) ریاء کاری (الف)

(۲۰۵) اُسوۂ حسنہ کس کو کہتے ہیں؟

(الف) انبیاء کرام کی زندگی (ب) رسول اللہ ﷺ کی زندگی

(ج) صحابہ کرام کی زندگی (د) اولیاء کی زندگی (ب)

(۲۰۶) مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ کون ہے؟

(الف) رسول اللہ ﷺ (ب) صحابہؓ



(ج) تابعینؒ (د) خلفائے راشدین (الف)

(۲۰۷) رحمت اللعالمین کے معنی کیا ہیں؟

(الف) رحمت کا پیغمبر (ب) تمام جہانوں کے لیے رحمت

(ج) امت کے لیے رحمت (د) انسانوں کے لیے رحمت (ب)

(۲۰۸) کیا رسول اللہ ﷺ کافروں کے لیے بھی رحمت تھے؟

(الف) ہاں (ب) نہیں

(ج) بعض کے لیے (د) مخصوص رشتہ داروں کے لیے (الف)

(۲۰۹) حضور ﷺ نے اُمت کے لیے کون سا دین پیش کیا؟

(الف) مشکل (ب) آسان (ج) ناقابلِ عمل (د) مشکل ترین (ب)

(۲۱۰) الجنۃ تحت اقدام الامہات کس کا قول ہے؟

(الف) حضور ﷺ کا حدیث (ب) ابو بکرؓ

(ج) عمرؓ (د) عثمانؓ (الف)

(۲۱۱) جو رحم نہیں کرتا وہ کس چیز کے قابل نہیں؟

(الف) رحم (ب) ظلم (ج) عدل (د) انصاف (الف)

(۲۱۲) تمام مومن آپس میں کیا ہیں؟

(الف) پڑوسی (ب) رشتہ دار

(ج) بھائی (د) کچھ بھی نہیں (ج)

(۲۱۳) مساوات کا مطلب کیا ہے؟

(الف) برابری (ب) نابرابری

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(ج) ذات پات (د) بھائی بندی (الف)

(۲۱۴) صبر کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) خاموشی اختیار کرنا (ب) روکنا اور برداشت کرنا

(ج) غصہ پی جانا (د) غصہ نہ کرنا (ب)

(۲۱۵) استقلال کے معنی کیا ہیں؟

(الف) بے قراری (ب) ثابت قدمی

(ج) جمود اختیار کرنا (د) امتحان (ب)

(۲۱۶) رسول اللہ ﷺ کے پشت مبارک پر کس نے اوجھڑی ڈال دی تھی؟

(الف) ابو جہل (ب) ابو لہب

(ج) عقبہ ابن ابی معیط (د) کسی نے نہیں (ج)

(۲۱۷) حضور ﷺ کے راستے میں کون کانٹے بچھاتی تھی؟

(الف) ہندہ (ب) ام جمیل (ج) ام طلحہ (د) زینب (ب)

(۲۱۸) ابو لہب کا رسول اللہ ﷺ سے کیا رشتہ تھا؟

(الف) رشتہ دار (ب) چچا بھتیجا (ج) وطنی (د) زندگی (ب)

(۲۱۹) حضور ﷺ اور بنو ہاشم کتنا عرصہ شعب ابی طالب میں محصور رہے؟

(الف) دو سال (ب) تین سال

(ج) چار سال (د) پانچ سال (ب)

۲۲۰) عفو و درگزر کا مطلب کیا ہے؟

(الف) طاقت کے باوجود بدلہ نہ لینا (ب) مجبوری کی حالت میں بدلہ نہ لینا



(ج) برائی کا بدلہ برائی سے دینا (د) عدم استطاعت (الف)

(۲۲۱) عفو و درگزر کس کی صفت بیان ہوئی ہے؟

(الف) منافقین (ب) مشرکین

(ج) مؤمنین (د) یہود (ج)

(۲۲۲) فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

(الف) بدلہ لیا (ب) غلام بنا لیا

(ج) ان سے جرمانہ لیا (د) معاف کیا (د)

(۲۲۳) ذکر کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) ذکر کرنا (ب) یاد کرنا

(ج) تلاوت (د) تسبیحات بیان کرنا (ب)

(۲۲۴) ذکر کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

(الف) یادِ الٰہی (ب) تقربِ الٰہی

(ج) نماز پڑھنا (د) تلاوت کرنا

(الف)

(۲۲۵) ذکرِ الٰہی کا کیا فائدہ ہے؟

(الف) اطمینان قلبی (ب) حصول لذت

(ج) مال و دولت کی فراوانی (د) کثرتِ اولاد (الف)

(۲۲۶) صبح صادق سے پہلے نفلی نماز کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) رات کی نماز (ب) قیام الیل

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(ج) تہجد (د) شب بیداری (ج)

(۲۲۷) کس کتاب کے مطابق قرآن کریم کے پچپن نام آیات قرآنی سے ماخوذ ہیں؟

(الف) کتاب التوحید (ب) قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں

(ج) کتاب البرہان (د) الاتقان فی علوم القرآن (ج)

(۲۲۸) قرآن مجید کے ایک حرف تلاوت کا کتنا اجر ہے؟

(الف) دس نیکیوں کے برابر (ب) بیس نیکیوں کے برابر

(ج) ایک نیکی کے برابر (د) تین نیکیوں کے برابر (الف)

(۲۲۹) کون سی چیز دین و دنیا کی کامیابی کا ذریعہ ہے؟

(الف) جدید ٹیکنالوجی (ب) کثرتِ افواج

(ج) کثرت علم و اسلحہ (د) قرآن پر عمل (د)

(۲۳۰) قرآن مجید کتنی مدت میں نازل ہوا؟

(الف) بیس سال (ب) بائیس سال

(ج) تئیس سال (د) پچیس سال (ج)

(۲۳۱) سب سے پہلے کون سے آیات نازل ہوئے؟

(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ علق کے ابتدائی پانچ آیات

(ج) سورۃ المدثر (د) آیت الکرسی (ب)

(۲۳۲) سب سے آخری آسمانی کتاب کون سی ہے؟

(الف) تورات (ب) زبور

(ج) انجیل (د) قرآن مجید (د)



(۲۳۳) قرآن مجید کا نام کون سا ہے؟

(الف) الرحمٰن (ب) القدوس (ج) السلام (د) الفرقان (د)

(۲۳۴) قرآن مجید کا نزول کہاں شروع ہوا تھا؟

(الف) بیت اللہ (ب) مسجد نبوی ﷺ

(ج) مسجد اقصیٰ (د) غارِ حرا (د)

(۲۳۵) وحی کا معنی کیا ہے؟

(الف) آواز دینا (ب) وحی کرنا

(ج) دل میں چپکے سے بات ڈالنا (د) خفیہ بات چیت (ج)

(۲۳۶) اصطلاح شریعت میں وحی سے کیا مراد ہے؟

(الف) حضرت جبرائیلؑ کی بات (ب) اللہ کا پیغام جو پیغمبر پر نازل ہو جائے

(ج) رسول اللہ ﷺ کی بات چیت (د) انبیاء کرام کے پیغامات (ب)

(۲۳۷) وحی کے ذریعے حاصل ہونے والے علم کی حیثیت کیا ہے؟

(الف) ظنی (ب) یقینی (ج) علمی (د) وجدی (ب)

(۲۳۸) قرآن مجید نزول سے پہلے کہاں پر محفوظ تھا؟

(الف) بیت اللہ (ب) لوحِ محفوظ

(ج) آسمانی دُنیا (د) آسمانی جہاں (ب)

(۲۳۹) ابتداء وحی کے بعد کچھ مدت کے لیے وحی کا نزول نہ ہوا تھا اس زمانے کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) ابتداء وحی (ب) نزولِ وحی

(ج) فترۃ الوحی (د) اخفائے وحی (ج)

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(۲۴۰) قرآن مجید کے کل کتنے پارے ہیں؟

(الف) تیس (ب) چالیس (ج) بیس (د) پچاس    **(الف)**

(۲۴۱) قرآن مجید میں کل کتنے سورت ہیں؟

(الف) 112 (ب) 114 (ج) 110 (د) 120    **(ب)**

(۲۴۲) مکی سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

(الف) 82 (ب) 85 (ج) 87 (د) 88    **(ج)**

(۲۴۳) مدنی سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

(الف) 22 (ب) 25 (ج) 27 (د) 29    **(ج)**

(۲۴۴) مکی سورتوں سے کیا مراد ہے؟

(الف) جو بیت اللہ میں نازل ہوئیں (ب) جو مکہ میں نازل ہوئیں

(ج) جو ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں

(د) جو فتح مکہ کے بعد نازل ہوئیں    **(ج)**

(۲۴۵) مدنی سورتوں سے کیا مراد ہے؟

(الف) جو مدینہ میں نازل ہوئیں (ب) جو ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں

(ج) جو فتح مکہ کے بعد نازل ہوئیں (د) جو جنگ بدر کے بعد نازل ہوئیں    **(ب)**

(۲۴۶) قرآن مجید کی سب سے طویل سورت کون سی ہے؟

(الف) البقرہ (ب) ال عمران

(ج) النساء (ب) الاعراف    **(الف)**

(۲۴۷) قرآن مجید کی سب سے طویل ترین آیت کون سی ہے؟



(الف) آیت الکرسی (ب) سورۃ الرحمان

(ج) سورۃ البقرہ کی آیت دین (د) آیت رجم    **(ج)**

(۲۴۸) قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ کس نے لیا ہے؟

(الف) صحابہؓ (ب) انبیاء

(ج) رسول اللہ ﷺ (د) اللہ تعالیٰ    **(د)**

(۲۴۹) قرآن مجید کی تدوین کا مشورہ سب سے پہلے کس نے دیا تھا؟

(الف) ابو بکرؓ (ب) عمرؓ

(ج) عثمانؓ (د) زید بن حارثؓ    **(ب)**

(۲۵۰) کس کے عہد میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کا کام شروع ہوا؟

(الف) ابو بکرؓ (ب) عمرؓ

(ج) عثمانؓ (د) علیؓ    **(الف)**

(۲۵۱) کتابت قرآن پاک کے لیے کس کو سربراہ بنایا گیا تھا؟

(الف) عمرؓ (ب) عثمانؓ

(ج) زید بن حارثؓ (د) اسحاق بن زیدؓ    **(ج)**

(۲۵۲) کتابت قرآن کے لیے املا کا کام کس کے ذمے تھا؟

(الف) زید بن ثابتؓ (ب) عمرو بن العاصؓ

(ج) سعید بن العاصؓ (د) عمرؓ    **(ج)**

(۲۵۳) "مصحف امام" کس کے زمانے میں تیار ہوا تھا؟

(الف) ابو بکرؓ (ب) عمرؓ

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(ج) عثمانؓ　(د) علیؓ　(ج)

(۲۵۴) ایک ہی لہجے اور لغت میں قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کس نے کیا تھا؟

(الف) ابو بکرؓ　(ب) عمرؓ

(ج) عثمانؓ　(د) زید بن ثابتؓ　(ج)

(۲۵۵) مسلمانوں کی موجودہ پستی و ذلت کا سبب کیا ہے؟

(الف) اسلحہ کی کمی　(ب) افواج کی کمی

(ج) تربیت یافتہ افراد کی کمی　(د) ترک قرآن　(د)

(۲۵۶) حدیث کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(الف) وحی　(ب) بات چیت

(ج) حدیثِ جبرائیلؑ　(د) فرشتے کی بات چیت　(ب)

(۲۵۷) حدیث کا اصطلاحی مطلب کیا ہے؟

(الف) اقوالِ صحابہؓ　(ب) اقوالِ محدثین

(ج) اقوالِ جبرائیلؑ

(د) حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات　(د)

(۲۵۸) شریعت کے بنیادی ماخذ کتنے ہیں؟

(الف) دو　(ب) تین　(ج) چار　(د) پانچ　(ج)

(۲۵۹) حدیث شریعت کا کون سا ماخذ ہے؟

(الف) پہلا　(ب) دوسرا　(ج) تیسرا　(د) چوتھا　(ب)

(۲۶۰) حدیث کی حیثیت کیا ہے؟



(الف) کوئی نہیں　(ب) ضروری ہے

(ج) غیر ضروری ہے　(د) دین کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے　(د)

(۲۶۱) تدوین حدیث کا آغاز کب ہوا؟

(الف) حضور ابو بکرؓ کے عہد میں　(ب) حضرت عمرؓ کے دور میں ہوا

(ج) حضور ﷺ کے عہد میں ہی ہوا تھا

(د) حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہوا　(ج)

(۲۶۲) کس نے احادیث مبارکہ کو لکھنے کا فرمان جاری کیا تھا؟

(الف) ابو بکرؓ　(ب) عمرؓ

(ج) عثمانؓ　(د) عمر بن عبدالعزیزؒ　(د)

(۲۶۳) حدیث کی مستند کتابوں کی تعداد کتنی ہے؟

(الف) دو　(ب) چار　(ج) چھ　(د) آٹھ　(ج)

(۲۶۴) حدیث کی مستند چھ کتابوں کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) اصول حدیث　(ب) اصول رابعہ

(ج) صحاح ستہ　(د) صحاح اربع　(ج)

(۲۶۵) حدیث کی سب سے مستند ترین کتاب کون سی ہے؟

(الف) بخاری　(ب) مسلم

(ج) اصول رابعہ　(د) ترمذی　(الف)

(۲۶۶) صحیح بخاری کس کی تصنیف ہے؟

(الف) امام مسلم　(ب) امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

(ج) عمر بن عبدالعزیز (د) محمد بن مسلم شہاب زہری **(ب)**

(۲۶۷) صحیح مسلم کس کی تصنیف ہے؟

(الف) عمر بن عبدالعزیزؒ (ب) ابو ہریرہؓ

(ج) ابو بکرؓ (د) امام مسلم بن حجاج بن مسلم **(د)**

(۲۶۸) جامع الترمذی کے مصنف کا نام ہے؟

(الف) عبداللہ (ب) محمد بن عیسیٰ الترمذی

(ج) عبدالرحمان (د) سلیمان **(ب)**

(۲۶۹) سب سے بڑے راوی حدیث کون ہیں؟

(الف) ابو بکرؓ (ب) عبداللہ بن مسعودؓ

(ج) حضرت ابو ہریرہؓ (د) حضرت علیؓ **(ج)**

(۲۷۰) صحیحین کن کن کتابوں کو کہتے ہیں؟

(الف) بخاری و مسلم (ب) بخاری و ترمذی

(ج) مسلم و ترمذی (د) ترمذی و نسائی **(الف)**

(۲۷۱) سنن ابو داؤد کس کی تصنیف ہے؟

(الف) محمد بن عمر (ب) ابو داؤد

(ج) امام ابو داؤد سلیمان بن اشعثؒ **(ج)**

(۲۷۲) سنن نسائی کے مصنف کون ہیں؟

(الف) امام ابو عبدالرحمان احمد بن علی النسائی

(ب) امام ابو عبداللہ (ج) امام ابو حنیفہؒ



(د) امام مالکؒ **(الف)**

(۲۷۳) سنن ابن ماجہ کس کی تصنیف ہے؟

(الف) ابو عیسیٰ (ب) ابو داؤد

(ج) امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (د) حجاج بن مسلم **(ج)**

(۲۷۴) اصول اربعہ کس کی مستند ترین ذخائر حدیث ہیں؟

(الف) اہل سنت والجماعت (ب) اہل تشیع (ج) اہل حدیث **(ب)**

(۲۷۵) الکافی کس نے تالیف کی ہے؟

(الف) محمد بن خزیم (ب) ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی **(ب)**

(۲۷۶) من لا یحضرہ الفقیہ کے مؤلف کا نام کیا ہے؟

(الف) ابو جعفر محمد علی بن بابویہ قمیؒ (ب) ابو جعفر محمد بن الحسن

(ج) امام علی (د) امام جعفر صادق **(الف)**

(۲۷۷) الاستبصار کا مصنف کون ہے؟

(الف) ابو جعفر محمد بن الحسن لطوسی (ب) ابو جعفر محمد بن علی

(ج) امام بخاری (د) امام مسلم **(الف)**

(۲۷۸) تہذیب الاحکام کا مصنف کون ہے؟

(الف) محمد بن یعقوب الکلینی (ب) ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ

(ج) محمد بن علی (د) محمد بن علی الطوسیؒ **(ب)**

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

﴾دوسرا حصہ﴿

# مختصر سوالات

سوال1: اسلام کا لفظی اور اصطلاحی معنی لکھیں

**جواب: اسلام کا لفظی معنی:** اسلام کے لفظی معنی حکم ماننے' گردن جھکانے اور اپنے آپ کو کسی کے سپرد کرنے کے ہیں۔

**اسلام کا اصطلاحی معنی:** اصطلاحی معنی کے لحاظ سے انبیاء کرام کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے' اللہ کے سامنے گردن جھکانے اور خود کو اللہ کے سپرد کرنے کو اسلام کہتے ہیں یعنی اسلام اُس دین کا نام ہے جس کی تبلیغ و ترسیل کے لیے حضرت آدمؑ سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انبیاء کے بعد دیگرے دُنیا میں تشریف لائے۔

سوال2: تشریعی اسلام سے کیا مراد ہے؟

**جواب: تشریعی اسلام:** انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل و فکر دے کر محدود اختیارات اور آزادی دی ہے۔ اگر انسان اپنے ان اختیارات اور آزادی کو رضائے الٰہی کی خاطر اللہ کے احکام کی تعمیل میں استعمال کرے اور اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کا تابع ہو جائے تو یہ اطاعت اس کی تشریعی اسلام ہے۔

سوال3: ایمان اور عمل صالح سے کیا مراد ہے؟

**جواب: ایمان:** زبان سے توحید' رسالت اور آخرت کا اقرار اور دل سے ان عقائد پر یقین رکھنا' ایمان کہلاتا ہے۔ لفظ اسلام کے مقابلے میں لفظ ایمان کا تعلق دِل اور باطن سے ہے۔

**عمل صالح:** ایمان کی بنیاد پر حصول رضائے الٰہی کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکام پر حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے عمل کرنے کو عمل صالح کہتے ہیں۔



سوال4: عمل صالح کی کتنی قسمیں ہیں؟

**جواب:** عمل صالح کی تین قسمیں ہیں (۱) عبادات (۲) معاملات (۳) اخلاقیات

سوال5: عقائد سے کیا مراد ہے؟

**جواب: عقائد:** عقائد جمع ہے عقیدہ کی، عقیدہ سے نکلا ہے جس کے معنی گرہ لگانے' عہد و پیمان باندھنے اور قول و اقرار کے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں عقائد سے مراد انسان کے وہ پختہ نظریات اور خیالات ہیں جو دِل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

سوال6: اسلام کے بنیادی عقائد کون سے ہیں؟

**جواب:** اسلام کے بنیادی عقائد درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ پر ایمان (۲) رِسالت پر ایمان (۳) آخرت پر ایمان (۴) ملائکہ پر ایمان (۵) آسمانی کتابوں پر ایمان (۶) تقدیر پر ایمان (۷) موت کے بعد زندگی پر ایمان۔

سوال7: عقیدۂ توحید سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** عقیدۂ توحید کے لفظی معنی ہیں ایک ماننا اور یکتا جاننا۔ عقیدۂ توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات اور عبادت میں ایک' یکتا ماننا ہے۔ عقیدۂ توحید ایمان کی بنیاد ہے۔

سوال8: وجود باری تعالیٰ پر دلائل پیش کریں۔

**جواب:** وجود باری تعالیٰ پر سب سے بڑی دلیل یہ کارخانہ کائنات ہے۔ جس طرح ایک چھوٹی عمارت بغیر معمار کے تعمیر نہیں ہو سکتا ہے تو کس طرح یہ عظیم الشان کائنات خود بخود وجود میں آسکتے ہیں۔ پھر جس طرح یہ کائنات ایک نامعلوم وقت سے ایک خاص نظم کے تحت چل رہے

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

ہیں یہ اس بات کی بہت واضح دلیل ہے کہ اللہ موجود ہے۔ وہ اس کائنات کا واحد خالق اور مدبرو منتظم ہے۔

سوال 9: سورۃ التوحید یا سورۃ الاخلاص کا لفظی ترجمہ کریں۔

**جواب:** سورۃ الاخلاص کا ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس کی کوئی اولاد ہے' نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

سوال 10: توحید فی الذات سے کیا مراد ہے؟

**جواب: توحید فی الذات:** توحید فی الذات سے مراد یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا اور تنہا ہے۔ کوئی اس کا ہمسر اور برابر نہیں۔ اللہ احد ہے' صمد ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، الحی القیوم ہے۔

سوال 11: توحید فی الصفات سے کیا مراد ہے؟

**جواب: توحید فی الصفات:** جس طرح اللہ تعالیٰ ذات میں یکتا و تنہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ صفات میں بھی یکتا و تنہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ صفات میں بھی یکتا و تنہا ہے۔ اللہ جیسے صفات کسی اور کے نہیں ہے۔ اللہ کے صفات ذاتی ہیں۔

سوال 12: توحید کے تقاضے کیا ہیں؟

**جواب: توحید کے تقاضے:** اللہ تعالیٰ ذات و صفات میں یکتا' تنہا اور بے نظیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسی توحید کا تقاضا ہے کہ اللہ کو مالک' حاکم' رازق اور معبود اکیلا مانا جائے۔

سوال 13: شرک سے کیا مراد ہے؟

**جواب: شرک:** شرک کے معنی شریک کرنے کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذات' صفات اور



تقاضائے صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے۔ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ شرک کو اللہ معاف نہیں کرتا ہے۔ شرک توحید کی ضد ہے۔

سوال 14: شرک کے کتنے اقسام ہیں؟

**جواب: شرک کے اقسام:** شرک کے تین اقسام ہیں۔ (۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات (۳) شرک فی تقاضائے الصفات۔

سوال 15: شرک فی الذات سے کیا مراد ہے؟

**جواب: شرک فی الذات:** کسی کو اللہ تعالیٰ کے ہمسر اور برابر سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کا اولاد یا اللہ کو کسی کا اولاد سمجھنا شرک فی الذات ہے۔

سوال 16: شرک فی الصفات بیان کریں۔

**جواب: شرک فی الصفات:** شرک فی الصفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی دوسرے کے لیے ماننا یعنی اللہ جیسا علم' قدرت' ازلی و ابدی ہونا یا قادر مطلق ہونا کسی اور کے لیے ماننا شرک فی الصفات ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔

سوال 17: صفات کے تقاضوں میں شرک کیا ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ کی صفات کے تقاضوں میں کسی کو شریک کرنا' صفات کے تقاضوں میں شرک ہے یعنی اللہ رزاق ہے۔ تمام مخلوق کو وہ رزق دیتا ہے۔ کسی اور کے لیے یہ صفت ماننا یا اس جیسے دوسرے صفات ماننا صفات کے تقاضوں میں شرک کہلاتا ہے۔ کیونکہ جب یہ صفات اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں تو اس کے تقاضے بھی اس ذات کے لیے خاص ہونا چاہیے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**سوال18:** شکر کیا ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ مُنْعِمِ حقیقی ہے۔ اس کے شکر کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ صرف زبان سے اللہ کا شکر ادا کیا جائے بلکہ اطاعت اور بندگی اس کے لیے خاص کر دیا جائے۔

**سوال19:** شرک کی حقیقت کیا ہے؟

**جواب:** شرک صرف یہی نہیں کہ پتھر یا لکڑی کے بت بنا کر ان کو پوجا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ ہر چھوٹی بڑی حاجت پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے لو لگائی جائے۔ اپنے مسائل کو انسانوں کے سامنے اسی عاجزی اور اُمید سے پیش کرنا جس طرح اللہ تعالیٰ سے پیش کیا جاتا ہے بھی شرک میں داخل ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی باطل رضا طلب کرنا اور اُمید رکھنا شرک میں داخل ہے۔

**سوال20:** انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات بیان کریں۔

**جواب: عقیدۂ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات:**

عقیدۂ توحید سے انسانی شخصیت کو بہت مستحکم بنیادیں مل جاتی ہیں۔ انسانی زندگی کے سارے پہلو سنور جاتے ہیں۔ دیگر اثرات میں انسان کے اندر یہ چند نمایاں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خودداری، انکساری، وسعت نظر، استقامت و بہادری، رجائیت اور اطمینان قلب، پرہیزگاری اور توکل علی اللہ وغیرہ۔

**سوال21:** عقیدۂ رسالت سے کیا مراد ہے؟

**جواب: عقیدۂ رسالت:** رسالت کے لفظی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اللہ کے منتخب کردہ مخصوص شخصیات کو آسمانی وحی دے کر انسانیت تک پہنچانے کے لیے دنیا میں بھیجنے کے سلسلے کے رسالت کہتے ہیں۔ عقیدۂ رسالت اسلام کے بنیادی عقائد میں بہت اہمیت



کی حامل ہے کیونکہ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اللہ کے احکامات اور مرضی معلوم کر سکتے ہیں۔

**سوال22:** رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟

**جواب: رسول:** رسول سے مراد وہ شخص جو کسی نئی شریعت کی دعوت دے اور نئی کتاب لے کر آئے۔ دنیا میں بھیجے گئے رسولوں کی تعداد تقریباً 313 ہیں۔

**نبی:** نبی کا لفظ عام ہے۔ وہ شخص جو اللہ کا پیغام حاصل کرے وہ نبی ہے۔ نبی کے لیے نئی شریعت و کتاب ضروری نہیں بلکہ عموماً وہ پچھلے پیغمبر کے معاون، شارح یا بھولے ہوئے سبق کے یاددہانی کرنے والا داعی ہوتا ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے البتہ ہر نبی کے لیے ضروری نہیں کہ وہ رسول ہو۔

**سوال23:** رسول کی ضرورت پر مختصر نوٹ لکھیں۔

**جواب: رسولوں کی ضرورت:**

آسمانی احکامات کی توضیح و تشریح کے لیے ضروری تھا کہ ایک ہم جیسا انسان ہو اور انسانی و بشری زبان میں مخاطب کر کے سمجھائے کیونکہ نہ تو ہم کتاب اور وحی خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ براہِ راست فرشتے سے۔ انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے عقل کا تقاضا ہے کہ انسان ہی راہنما ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رسول بنا کر بھیجے ہیں۔ کیونکہ رسول بھیجنے کا مقصد صرف ہدایات دینا نہیں ہوتا بلکہ اپنی ہدایات کی روشنی میں معاشرے کا تشکیل کرنا بھی ہوتا ہے۔

**سوال24:** انبیاء کرام کی خصوصیات بیان کریں۔

**جواب: انبیاء کرام کی خصوصیات:**

انبیاء کرام کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔ بشریت یعنی کہ وہ انسان ہی ہوگا۔ امانت، تبلیغ احکام الٰہی، معصومیت اور واجب اطاعت۔ تمام انبیاء کرام انتہائی ہی راست باز، پاکباز، بے غرض و بے لوث اور اعلیٰ اخلاقی صفات سے متصف ہوتے ہیں۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**سوال 25:** حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی خصوصیات بیان کریں۔

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے جو صفات اور خصوصیات پہلے انبیاء کرام کو علیحدہ علیحدہ دیئے تھے حضرت محمد ﷺ کی ذات میں وہ تمام شامل کرالیے۔ رسالت محمدی ﷺ کی چند نمایاں خصوصیات میں عمومیت، پہلی شریعتوں کا نسخ، کاملیت، حفاظت کتاب و سنت، جامعیت، ہمہ گیری اور ختم نبوت شامل ہیں۔

**سوال 26:** وحی سے کیا مراد ہے؟

**جواب: وحی:** وحی کے معنی دل میں چپکے سے کوئی بات ڈالنے، ارشاد کرنے یا کسی فرشتے کے ذریعے پیغام پہنچانے کے ہیں جبکہ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو اس نے اپنے کسی رسول پر فرشتے کے ذریعے نازل کیا ہو یا براہ راست اس کے دل میں ڈال دیا ہو یا کسی پردے کے پیچھے سے اُسے سنوادیا ہو۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا۔

**سوال 27:** ختم نبوت کا مطلب بیان کریں۔

**جواب: ختم نبوت:** ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے کئی انبیاء کرامؑ آئے۔ یہ سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر آکر ختم ہوا۔ آپ ﷺ پر ایک جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کو کامل شریعت دی گئی۔ آپ ﷺ پر دین کی تکمیل ہو کر پچھلے تمام شریعتیں منسوخ کردی گئی۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ یہ عقیدہ رکھنا ایمان کا بنیادی جز ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ۔



**سوال 28:** ملائکہ کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیں۔

**جواب:** ملائکہ یا فرشتے آسمانی مخلوق ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کے ذمے مختلف کام لگائے گئے ہیں جو وہ بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ چار فرشتے حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت عزرائیلؑ اور حضرت اسرافیلؑ مقرب فرشتے ہیں۔ ان کے علاوہ کراماً کاتبین انسانوں کے نامۂ اعمال مرتب کرتے ہیں۔ بعض فرشتے انسانوں کو مختلف آفات و مصیبتوں سے بچاتے ہیں اور بعض فرشتے نیکوکاروں کو بشارت بھی دیتے ہیں۔ وجود ملائکہ پر ایمان رکھنا عقائد اساسیہ میں سے ہے۔

**سوال 29:** فرشتوں پر ایمان لانے کا کیا کیا فائدہ ہے؟

**جواب:** فرشتوں پر ایمان لانے کا فائدہ یہ ہے کہ انسان میں احساس نگرانی کا شعور بڑھ جاتا ہے۔ اچھائی کی طرف رجحان' عظمت خداوندی کا شعور' احساس ذمہ داری اور عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

**سوال 30:** آسمانی کتابوں پر مختصر نوٹ لکھیں۔

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بے شمار آسمانی کتابیں اور صحف نازل فرمائے ہیں۔ ان میں سے چار کتابیں مکمل طور شریعت جدیدہ پر مبنی ہونے کی وجہ سے معتبر اور مشہور ہیں۔ ان میں تورات حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ انجیل حضرت عیسیٰؑ پر' زبور حضرت داؤدؑ پر اور قرآن مجید حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ بعض انبیاء کرامؑ پر صحیفے نازل ہوئے۔ قرآن مجید کے علاوہ باقی تمام کتابوں میں تحریف و تبدل کیا گیا ہے۔ قرآن مجید محفوظ ترین آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ------- ۔ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔

**سوال 31:** قرآن مجید کی چند اہم خصوصیات بیان کریں۔

**جواب:** قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

اور قیامت تک تمام انسانوں کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔ قرآن مجید کی چند اہم خصوصیات یہ ہیں: (۱) محفوظ ہونا (۲) قرآن کی زندہ زبان (۳) عالمگیر کتاب (۴) جامع کتاب (۵) عقل و تہذیب کی تائید کرنے والی کتاب (۶) کتاب انقلاب (۷) معجز کتاب (۸) حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (۹) متواتر سند رکھنے والی کتاب وغیرہ۔

**سوال 32: عقیدۂ آخرت سے کیا مراد ہے؟ مختصراً بیان کریں۔**

**جواب:** آخرت کے معنی بعد میں ہونے والی چیز کے ہیں۔ عقیدۂ آخرت کا مفہوم یہ ہے کہ دُنیا کی یہ زندگی عارضی ہے۔ آخر کار تمام انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں انسانوں کے اعمال کا حساب کتاب ہو گا۔ نیکوکار جنت میں اور بدکار جہنم میں جائیں گے۔ پھر اس کے بعد موت نہیں ہو گی بلکہ موت خود مر کر ختم ہو جائے گا۔

**سوال 33: آخرت کی ضرورت کیوں ہے؟ بیان کریں۔**

**جواب:** اللہ تعالیٰ حکیم و دانا ذات ہے۔ اس نے یہ کارخانہ کائنات بے فائدہ اور بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اس کا مقصد انسان کی آزمائش ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ ہر کام کا بدلہ ہونا چاہیے۔ اچھے کام کا بدلہ اچھائی کی صورت میں اور بُرائی کا بدلہ بُرائی کی صورت میں ہونا چاہیے۔ بدلے کا یہ نظام دنیا کی اس مختصر زندگی میں مکمل نہیں ہو سکتا لہٰذا ایک ایسے دِن کی ضرورت ہے جس میں سب کو تمام اعمال کا بدلہ مل جائیں۔ اسی بدلے کے خوف سے گناہ سے اجتناب کیا جائے اور اسی بدلے کی اُمید سے نیک عمل کیا جائے۔

**سوال 34: عقیدۂ آخرت کی اہمیت بیان کریں۔**

**جواب:** آخرت پر ایمان رکھنا انتہائی اہم ہے کیونکہ اگر سزا و جزا کا تصور نہ ہو تو انسان خود غرضی اور نفس پرستی میں ڈوب کر تہذیب و شرافت اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو بھول جاتا ہے۔ نتیجتاً معاشرے میں جنگل کا قانون رائج ہو جاتا ہے۔ عقیدۂ آخرت ہی انسان میں انسانیت پیدا کرتی ہے۔



**سوال 35: عقیدۂ آخرت کے انسانی زندگی پر اثرات بیان کریں۔**

**جواب:** عقیدۂ آخرت انسانی زندگی پر بہت دور رس اثرات مرتب کرتے ہیں۔ سزا و جزا کا یہ تصور انسان میں نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت پیدا کرتی ہے۔ بہادری و سرفروشی کا جذبہ، صبر و تحمل، مال خرچ کرنے کا جذبہ اور احساس ذمہ داری بھی عقیدۂ آخرت کے اثرات ہیں۔

**سوال 36: اسلامی تشخص سے کیا مراد ہے؟**

**جواب: اسلامی تشخص:** اسلامی تشخص سے مراد ایسے تمام عقائد و نظریات اور اعمال و اخلاق ہیں جو ایک مسلمان کو دوسرے تمام انسانوں سے ممتاز کرتے ہیں جیسے ارکانِ اسلام، جہاد فی سبیل اللہ کا تصور، حقوق و فرائض کا تصور، حقوق العباد کی ادائیگی، اخلاقِ حسنہ کا حصول اور اخلاق رزیلہ سے پرہیز وغیرہ۔ امتیازی طریقہ عبادت اور لباس وغیرہ۔

**سوال 37: ارکانِ اسلام سے کیا مراد ہے؟**

**جواب: ارکانِ اسلام:** ارکان جمع ہے رُکن کا۔ معنی ہے ستون گویا اس سے مراد وہ بنیادی اعمال ہیں جن کی مثال ستونوں کی ہے۔ ارکانِ اسلام سے مراد دین کے وہ بنیادی اُصول و اعمال ہیں جن پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے۔ یہ اُصول و اعمال کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد ہیں۔ چونکہ جہاد کی ضرورت کبھی کبھی پیش آتی ہے لہٰذا عام احادیث میں پہلے پانچ ارکان کا ہی ذکر ہے ورنہ جس عمارت کی حفاظت کا انتظام نہ ہو اور جس نظریے کو آگے پہنچانے اور دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا انتظام نہ ہو وہ جلد ہی مِٹ جاتے ہیں۔ یعنی ان ستونوں پر عمارت کی قیام کا انحصار ہے اور جہاد عمارت کے حصار کی حیثیت رکھتا ہے جو باہر کے خطرے کو روک دیتی ہے۔

**سوال 38: کلمۂ شہادت پر مختصر نوٹ لکھیں۔**

**جواب: کلمۂ شہادت:** اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

**ترجمہ:** " میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

کلمۂ شہادت وہ کلمہ ہے جس کے پڑھنے سے انسان دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اس کلمے کی بدولت انسان کفر و شرک سے نجات پاتا ہے اور جنّت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ یہ انسانی عظمت کا ضامن عقیدہ اور کلمہ ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اللہ کی وحدانیت اور دوسرے حصے میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور بشریت کا اقرار ہے۔

## سوال 39: نماز کے فوائد بیان کریں۔

**جواب:** نماز ادا کرنے سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

(۱) احساسِ بندگی (۲) اللہ تعالیٰ کی معصیت سے اجتناب کا احساس یا اللہ کی رضا کا احساس (۳) گناہوں سے اجتناب (۴) محبت و یگانگت کا حصول (۵) اجتماعیت کا شعور (۶) مساوات کا عملی درس (۷) بے نمازیوں کو نماز اور بندگی کی ترغیب ملتی ہے (۸) اجتماعی نظم و ضبط کا شعور (۹) فرض شناسی (۱۰) پابندیٔ وقت (۱۱) صفائی و پاکیزگی کا حصول۔

## سوال 40: ضبط نفس سے کیا مراد ہے؟ روزہ کس طرح ضبط نفس پیدا کرتا ہے؟

**جواب: روزہ اور ضبطِ نفس:**

انسان کو بُرائی کے راستے پر ڈالنے والی ایک اہم چیز خواہش نفس ہے۔ خواہش نفس پر قابو نہ پانے کے نتیجے میں انسان حیوانیت کے درجے سے بھی نیچے گر تا ہے اور جب نفسانی خواہشات پر قابو اور کنٹرول کیا جائے تو انسان کے لیے نیکی کے راستے پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ خواہشات



نفسانی پر قابو پانے کو ضبطِ نفس کہتے ہیں اور روزہ اس کا بہترین طریقہ ہے کیونکہ روزے کے دوران ایک مسلمان حلال اشیاء سے محض خوفِ خدا کی وجہ سے تھوڑے وقت کے لیے باز رہتا ہے اور خواہشاتِ نفس کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہی مشق باقی ایام میں اس کو قابو میں رہنے کا سبق سکھاتا ہے۔

## سوال 41: روزے کے فوائد بیان کریں۔

**جواب:** (۱) روزے سے ضبطِ نفس اور صبر و تحمل کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

(۲) روزہ دار میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۳) قناعت و ایثار جیسے صفات پیدا ہوتے ہیں۔

(۴) روزہ جسمانی صحت کے لیے بھی مفید ہے۔

(۵) مختلف حالات مثلاً بھوک وغیرہ سے نمٹنے کا بہترین مشق ہے۔

## سوال 42: قرآن مجید، رمضان اور پاکستان کا باہمی کیا تعلق ہے؟

**جواب:** رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لیے قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ اسی رمضان مبارک میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے آزادی دے دی اور پاکستان 27 رمضان المبارک کی رات معرضِ وجود میں آیا۔ ہم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں قرآن مجید کا قانون ہو گا۔ اب اسی بات کو پورا کرنے کے لیے ہمیں اپنی اسی وعدے کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اس طرح رمضان مبارک ہمارے لیے دوہری نعمتوں کے حصول کا مہینہ ہے۔

## سوال 43: زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** زکوٰۃ کا لغوی معنی پاک کرنے، بڑھنے اور پھلنے پھولنے کے ہیں۔ جبکہ اصطلاحی لحاظ سے زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر خاص مقدار میں سال میں ایک بار فرض ہوتا ہے۔ یہ اسلام کا دوسرا رُکن ہے۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

جب ایک مسلمان زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو وہ اپنا مال پاک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت ڈال کر بڑھا دیتا ہے۔

## سوال 44: زکوٰۃ کی اہمیت بیان کریں۔

**جواب:** زکوٰۃ کو اسلام کے معاشی نظام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ نماز اگر بدنی عبادت ہے تو زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے مال گردش میں رہتا ہے اور چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو صحابہ کرامؓ نے متفقہ طور پر اُن کے خلاف تلوار اُٹھا کر جہاد کیا تھا۔

## سوال 45: زکوٰۃ کے فوائد بیان کریں۔

**جواب:** زکوٰۃ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اس کے ذریعے مسلمانوں میں امداد باہمی' مال میں برکت' گردشِ دولت' معاشی توازن' جرائم کا خاتمہ' غریبوں کی کفالت' دین کی ترقی' معاشی ترقی' باہمی محبت اور بخل سے نجات وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

## سوال 46: زکوٰۃ کے مصارف بیان کریں۔

**جواب:** زکوٰۃ کے مصارف آٹھ ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱) فقراء (۲) مساکین (۳) نظام زکوٰۃ کے کارندے (عاملین) (۴) مؤلفۃ القلوب یا اسلام کی طرف مائل غیر مسلم (۵) غلاموں کو آزاد کرنے (۶) قرضدار (۷) فی سبیل اللہ اور (۸) مسافر۔

## سوال 47: نصاب سے کیا مراد ہے؟

**جواب: نصاب:** نصاب سے مراد مال کا وہ کم از کم خاص مقدار ہے جس پر اگر ایک سال گزر



جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے مثلاً سونے کے لیے نصاب $7\frac{1}{2}$ تولے جبکہ چاندی کے لیے $52\frac{1}{2}$ تولے اور تجارتی مال یا نقدی ان میں سے ایک کے مقدار کے برابر۔ اس طرح دیگر اشیاء میں الگ الگ نصاب مقرر کیا گیا ہے۔

## سوال 48: حج سے کیا مراد ہے؟

**جواب: حج:** حج لغوی اعتبار سے قصد کرنے اور ارادہ کرنے کے کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاحاً اس سے مراد ذی الحجہ کے مخصوص ایام میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے جانا اور وہاں ضروری افعال و مناسک اور مختلف عبادات بجا لانا ہے۔ حج اسلام کا ایک بنیادی رُکن ہے اور ہر بالغ صاحب استطاعت مالدار مسلمان پر عمر بھر میں ایک بار فرض ہے۔ حج سے انکار کفر اور باوجود استطاعت ادا نہ کرنا سخت ترین گناہ ہے۔

## سوال 49: حج کو جامع العبادات کیونکر کہتے ہیں؟

**جواب: حج کی جامعیت:** حج کو جامع العبادات اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر تمام عبادات کی روح شامل ہے۔ حج کے سفر کے دوران نماز کے ذریعے قُربِ الٰہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ نماز ایک بدنی عبادت ہے جبکہ حج بھی ایک طرح کا بدنی عبادت ہے۔ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے اس طرح حج کے لیے بھی مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ روزے کے ذریعے خواہشات نفس پر قابو پانا اور اخلاقی بُرائیوں سے اجتناب کا روح بھی حج میں داخل ہے۔ گھر سے دور اور سفر کی صعوبت جہاد کا رنگ ہے اس طرح اگر دیکھا جائے تو حج اکبر ایسی عبادت ہے جس میں تمام عبادات کی روح شامل ہے۔

## سوال 50: حج کے فوائد بیان کریں۔

**جواب: حج کے فوائد:** حج کے فوائد درج ذیل ہیں:

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

(۱) یادِ الٰہی (۲) اصلاح اور تزکیہ نفس کا سبب (۳) مساوات کا درس (۴) تجارتی اور معاشی فوائد (۵) سادگی کا درس (۶) ملی نظم وضبط کا شعور (۷) اجتماعیت کا شعور (۸) اتحاد عالم اسلام کا سبب (۹) مسائل عالم اسلام کے حل کا فورم۔

**سوال 51: جہاد کا مفہوم بیان کریں۔**

**جواب: جہاد کا مفہوم:** جہاد کے لغوی معنی کوشش کے ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ کوشش ہے جو دین کی حفاظت' فروغ اور اُمتِ مسلمہ کے دفاع کے لیے کی جائے اور ان تمام کوششوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی ہو۔ یہ کوشش زبان' قلم' مال' فکر اور خود اپنی جان کا نذرانہ دے کر کیا جاتا ہے۔

**سوال 52: جہاد کی اقسام بیان کریں۔**

**جواب:** جہاد کی تقسیم دو طرح سے ہے۔ پہلی تقسیم بدی کے قوتوں کے لحاظ سے اور دوسری تقسیم ان بدی کی قوتوں کے خلاف جدوجہد کے وسائل کے لحاظ سے ہے۔ بدی کے قوتوں کے حوالے سے جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خواہش نفس کے خلاف جہاد (۲) باطل اور طاغوت کے خلاف جہاد۔ وسائل ذرائع کے لحاظ سے جہاد کی چھ قسمیں ہیں۔ (۱) جہاد بالقلب (۲) جہاد بالقلم (۳) جہاد باللسان (۴) جہاد بالسیف یا مسلح جہاد یعنی قتال (۵) فکری جہاد (۶) مالی جہاد۔

**سوال 53: جہاد بالسیف کے کتنے اقسام ہیں؟**

**جواب:** جہاد بالسیف کے دو بڑے اقسام ہیں۔ (۱) اقدامی جہاد (۲) دفاعی جہاد

- اقدامی جہاد مسلم دُنیا کے غلبے سے مشروط ہے کہ مسلمان غالب ہو کر کفار کو زیر نگین لانے کے لیے ان کے ملک کو فتح کریں گے یا ان پر جزیہ لگائیں گے اور مغلوب زندگی گزارنے پر مجبور کریں۔



- یہ مظلومیت کی حالت میں جب کفار مسلمانوں کے ملک دین یا عقائد و عبادات پر حملہ آور ہو تو ملک میں رہ کر کفار کا راستہ روکیں گے۔ یہ فرض ہو جاتا ہے۔

**سوال 54: جہاد اور جنگ میں کیا فرق ہے؟ واضح کریں۔**

**جواب: جہاد اور جنگ میں فرق:**

جہاد ایک خالص دینی اصطلاح ہے اور اس کے ساتھ فی سبیل اللہ کی شرط لگی ہوئی ہے۔ جہاد کا مقصد حق کا دفاع اور فروغ ہے۔ اس کا مقصد ذاتی اغراض و مقاصد' ہوس ملک گیری' معاشی غلبہ یا جذبہ برتری کی تسکین بالکل نہیں ہوتا جبکہ جنگ ایک عام اور خونی اصطلاح ہے۔ جس کا مقصد مخصوص فرد' گروہ یا قوم کی ہوس ملک گیری جذبہ' برتری یا معاشی غلبے کے جذبے کی تسکین ہوتا ہے۔ جنگ کے کوئی اُصول نہیں ہوتے جبکہ جہاد کے لیے اسلام نے اُصول متعین کیے ہیں اور یہی ان میں بنیادی فرق ہے۔

**سوال 55: جہاد کے فضائل بیان کریں۔**

**جواب: جہاد کے فضائل:** قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاد کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں۔ ان میں چند ایک درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ جہاد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔
- جہاد دردناک عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔
- جہاد میں شہید ہونے والوں کو زندہ قرار دیا گیا ہے۔
- شہید کو تمام گناہ (سوائے قرض کے) معاف کیے جاتے ہیں۔
- پہرہ دینے والے آنکھ کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔
- دورانِ جہاد ایک نماز کی فضیلت ستر نمازوں سے زیادہ ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

- شہداء کو انعام یافتہ لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔
- جہاد کے ذریعے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی امداد شامل حال ہوتا ہے وہ فتح حاصل کر کے کفار پر اپنا رُعب جماتے ہیں۔
- جہاد عزت' نصرت اور قوت کا ذریعہ ہے۔
- جہاد کے شہداء قیامت میں دوبارہ شہادت کی آرزو کریں گے۔

**سوال 56: اللہ تعالیٰ کے احسانات کیا ہیں؟**

**جواب:** اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہمیں زندگی بخشی ہے بلکہ زندگی کے لیے تمام لوازمات بھی ہمیں عطا کیے ہیں اور سب سے بڑھ کر احسان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شمار ممکن نہیں۔ ان احسانات کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کریں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔

**سوال 57: رسول اللہ ﷺ کے احسانات کیا ہیں؟**

**جواب:** رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت دولت دین میسر آئی۔ آپ ﷺ نے خود تکالیف برداشت کیں تاکہ اُمت آخرت کی تکلیف سے بچ جائے۔ آپ ﷺ اُمت پر اس قدر شفیق ہیں کہ خود اللہ نے فرمایا کہ آپ بالمؤمنین رؤوف الرحیم ہیں۔ آپ ﷺ نے کسی بھی موقع پر بد دُعا نہیں فرمائی اور اُمت کے بارے میں دُعا کی کہ اللہ ان کو دُنیا میں رسوا نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے ان احسانات کا تقاضا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔ اس طرح ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل ہو جائے گی۔



**سوال 58: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟**

**جواب:** رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بغیر کوئی مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں ارشاد ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے منکر کے لیے جنت کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

**سوال 59: حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟**

**جواب: حقوق العباد:** حقوق العباد سے مراد وہ حقوق ہیں جو دوسرے بندوں کے ایک بندے پر واجب ہوتی ہیں۔ بندوں کے حقوق کی ادائیگی بہت ضروری ہے کیونکہ بندے کا حق اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ حقوق العباد میں والدین' اولاد' زوجین' رشتہ دار' اساتذہ' پڑوسی' مساکین وغیرہ اور غیر مسلموں تک کے حقوق شامل ہیں۔

**سوال 60: حقوق العباد کی ادائیگی میں کیا فلسفہ ہے؟ کیوں ضروری ہے؟ یا حقوق العباد کی ادائیگی کے ثمرات بیان کریں۔**

**جواب:** حقوق العباد کی ادائیگی کی صورت میں ماحول خوشگوار ہوتا ہے۔ ہر ایک بندہ اپنی صلاحیتیں معاشرے کی ترقی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح حسنِ معاشرت کا ایک ماحول بن جاتا ہے جبکہ اس کے برعکس صورت میں معاشرے کا نظم وضبط بگڑ جاتا ہے اور تخریبی رجحانات تعمیری صلاحیتوں کو مفلوج کر دیتے ہیں۔ اس طرح معاشرے کا امن وسکون ختم ہو جاتا ہے۔

**سوال 61: والدین کے حقوق کیا ہیں؟ یا اولاد کے فرائض بیان کریں۔**

**جواب: والدین کے حقوق یا اولاد کے فرائض:**

اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین فرمائی ہے۔ والدین کا

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

نافرمان جنّت کے خوشبو سے محروم رہے گا۔ والدین کے چیدہ چیدہ حقوق یا اولاد کے فرائض یہ ہیں:
(۱) قولِ حسنہ (۲) حسنِ سلوک (۳) ادب و احترام (۴) شکر گزاری (۵) خدمت (۶) دُعائے مغفرت (۷) والدین کے رشتہ دار سے حسنِ سلوک (۸) اطاعت (۹) والدین کی نافرمانی سے بچنا (۱۰) والدین کی مالی امداد۔

**سوال 62: اولاد کے حقوق یا والدین کے فرائض بیان کریں۔**

**جواب: اولاد کے حقوق یا والدین کے فرائض:**

اسلامی تعلیمات کے تحت والدین پر اولاد کے حقوق (والدین کے فرائض) حسبِ ذیل ہیں: (۱) زندگی کا حق (۲) بنیادی ضروریات کی فراہمی مثلاً کھانے پینے، رہائش اور علاج کا حق (۳) بہترین نام رکھنا (۴) عقیقہ وختنہ (۵) رضاعت (۶) اولاد کے درمیان عدل و انصاف (۷) شفقت و رحمت (۸) حسبِ مقدور بہتر تعلیم و تربیت بمعہ علمِ دین (۹) نکاح (۱۰) وراثت کا حق

**سوال 63: خاوند کے حقوق (بیوی کے فرائض) کیا ہیں؟**

**جواب خاوند کے حقوق (بیوی کے فرائض):**

اسلامی تعلیمات میں بیوی کے ذمے شوہر کے چیدہ چیدہ حقوق درج ذیل ہیں: (۱) اطاعت (۲) تحفظ مال و عصمت (۳) شوہر کی خوشنودی اور اس کے راحت و سکون کا خیال رکھنا (۴) قناعت و شکر گزاری (۵) شوہر کے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک۔

**سوال 64: بیوی کے حقوق (شوہر کے فرائض) کون کون سے ہیں؟**

**جواب: بیوی کے حقوق (شوہر کے فرائض):**

بیوی کے چند اہم حقوق درج ذیل ہیں: (۱) حسنِ سلوک (۲) ادائیگی مہر (۳) عدل و انصاف (۴) نان و نفقہ (۵) دینی و اخلاقی تربیت (۶) حق خلع (۷) رازداری (۸) حق وراثت



(۹) بیوی کے جذبات و احساسات کا پاس کرنا (عزت کرنا) (۱۰) بیوی کے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک۔

**سوال 65: رشتہ داروں کے حقوق کیا ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔**

**جواب: رشتہ داروں کے حقوق:**

اسلام میں صلہ رحمی اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ رشتہ داروں کے چیدہ چیدہ حقوق و فرائض ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ (۱) حسنِ سلوک (۲) صلہ رحمی (۳) امداد و تعاون (۴) وراثت کا حق۔

**سوال 66: اساتذہ کے حقوق کون کون سے ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔**

**جواب: اساتذہ کے حقوق:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے اس لیے اساتذہ کا مقام بہت بلند ہے۔ ایک حدیث شریف میں اُستاد کو باپ (روحانی) قرار دیا گیا ہے۔ اساتذہ کی عزت و احترام نہ کرنے والے کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اساتذہ کے چند حقوق یہ ہیں: (۱) ادب و احترام (۲) اطاعت و خدمت (۳) حسنِ ظن (۴) معاشی تحفظ (۵) معاشرتی وقار (۶) دُعائے خیر و مغفرت (۷) استاد کی قابلیت پر اعتماد (۸) بے کار اور بے فائدہ سوالات سے اجتناب (۹) توجہ "شاگرد استاد کی بات توجہ سے سنے" (۱۰) تنقید برائے تنقید نہ کرنا۔

**سوال 67: ہمسایوں کے حقوق مختصراً بیان کریں۔**

**جواب: ہمسایوں کے حقوق:** اسلام نے پڑوسی کے حقوق پر بڑا زور دیا ہے۔ پڑوسیوں کے چند حقوق حسبِ ذیل ہیں: (۱) حسنِ سلوک (۲) مالی مدد اور تعاون (۳) عیادت (۴) ایذاء رسانی سے پرہیز (۵) جان، مال اور عزت کی حفاظت (۶) تبادلہ تحائف (۷) نیکی کی تلقین اور بُرائی سے منع کرنا (۸) پردہ پوشی (۹) کفن دفن میں شرکت۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**سوال 68:** ہمسایوں کے کتنی قسمیں ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔

**جواب: ہمسایوں کے حقوق:** قرآن مجید نے تین قسم کے ہمسائے بیان کیے ہیں۔ یعنی (۱) رشتہ دار پڑوسی (۲) وہ پڑوسی جو رشتہ دار نہیں (۳) وہ تمام افراد جن سے عارضی طور پر تعلقات قائم ہوں مثلاً ہم پیشہ' ہم جماعت یا شریک سفر افراد وغیرہ۔

**سوال 69:** غیر مسلموں یا ذمیوں کے حقوق کیا ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔

**جواب: غیر مسلموں کے حقوق:** اسلامی معاشرہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے درج ذیل حقوق ہیں: (۱) جان' مال اور عزت و ناموس کی حفاظت (۲) مذہبی اور شخصی آزادی (۳) معاشی حقوق کی حفاظت جو غیر مسلموں کو تمام معاشی حقوق حاصل ہوں (۴) معاہدات کی پابندی: ان کے ساتھ جو معاہدے کیے جائیں ان کی پابندی لازم ہے کیونکہ اسلام ہر قسم کے معاہدوں کی پابندی کا درس دیتا ہے۔

**سوال 70:** دیانت داری سے کیا مراد ہے؟

**جواب: دیانت داری:** دیانت کا لفظ امانت کے ہم معنی ہے کیونکہ دیانت ہے دین سے اور امانت ہے ایمان سے۔ اس کا متضاد خیانت ہے۔ امین شخص کے لیے دیانتدار کا لفظ بولا جاتا ہے اور خائن کو بد دیانت کہتے ہیں۔ اس طرح دیانت داری کا مطلب امانتداری کے ہیں۔ معاشی اور معاشرتی تعلقات کی استواری کے لیے دیانتداری ایک بنیادی شرط ہے۔ دیانتداری کا دائرہ صرف مالی معاملات تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں شامل ہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی دیانتداری میں شامل ہیں۔

**سوال 71:** ایفائے عہد سے کیا مراد ہے؟

**جواب: ایفائے عہد:** ایفائے عہد سے مراد وعدہ پورا کرنا ہے۔ ایفائے عہد کو اسلامی



تعلیمات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اکثر معاملات کی بنیاد وعدوں پر ہوتی ہے۔ اگر معاہدوں کی خلاف ورزی شروع ہو جائے تو سارے معاملات بگڑ جاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "وعدے پورے کرلیا کرو بیشک وعدوں کے بارے میں باز پرس ہوگی"۔ اور اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے سخت سے سخت حالات میں بھی عہد کی پابندی فرمائی ہے۔ ایفائے عہد حکم الٰہی' دین کی بنیاد اور مؤمن کی نشانی ہے۔

**سوال 72:** سچائی کی اہمیت بیان کریں۔

**جواب:** حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ

**ترجمہ:** سچائی انسانی کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے اور جھوٹ ہلاک کر ڈالتا ہے۔

سچائی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تمام انبیاء کرامؑ نے وہیں سے سچائی حاصل کی اور دُنیا میں پھیلائی۔ سچائی باعثِ نجات' وسیلۂ جنّت اور باعثِ عزت و ترقی ہے۔

**سوال 73:** عدل و انصاف سے کیا مراد ہے؟ مختصراً بیان کریں۔

**جواب:** عدل و انصاف کے لفظی معنی برابر بانٹنے اور نصف نصف کرنے کے ہیں۔ جبکہ اسلامی اخلاقیات میں عدل و انصاف کا معنی ہے۔ ہر شخص کے ساتھ وہی معاملہ کرنا جس کا وہ دراصل حقدار ہے۔ عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ ہر شخص کو اس کا جائز حق آسانی سے دیا جائے۔ عدل کا تعلق زندگی کے ہر گوشے سے ہے۔ کائنات کا یہ نظام عدل ہی کی بدولت قائم ہے۔ عدل و انصاف باعثِ امن' حصولِ جنّت کا ذریعہ' معاشی ترقی اور حصول تقویٰ کا ذریعہ ہے۔

**سوال 74:** اسلامی نظام عدل کیا ہے؟ اختصار سے بیان کریں۔

**جواب: اسلامی نظام عدل:** قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

**ترجمہ:** بیشک اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔

اسلامی نظام عدل کے طفیل دُنیا عدل و انصاف کے اس اعلیٰ معیار سے آشنا ہوئی جس نے رنگ و نسل اور قوم و وطن کے امتیازات کو مٹا کر رکھ دیا اور انسان کو بلا امتیاز تمام نسل انسانی کے درمیانی مساوات قائم کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین انتہائی عادل تھے۔ قبیلہ بنی مخزوم کی فاطمہ نامی خاتون کی چوری کی سزا پر حضرت اُسامہؓ کی سفارش پر آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اسلامی حکومت کا اصل مقصد ہی نظام عدل کا قیام ہے۔

## سوال 75: قانون کا احترام نہ کرنے کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟

**جواب:** احترام قانون سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تاہم پھر بھی دنیا میں قانون کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ خصوصاً ہمارے معاشروں میں لوگ یہ بہادری سمجھتے ہیں۔ اس کی بنیادی طور پر دو وجوہات ہیں: (۱) خود غرضی اور مفاد پرستی (۲) خود کو قانون سے بالا سمجھنا

اسلام نے ان دونوں وجوہ کا تدارک کر کے مسلمانوں کو قانون کا پابند بنایا ہے۔ جوابدہی کا احساس اور شعور انسان کو قانون کا پابند بناتا ہے۔

## سوال 76: کسبِ حلال پر مختصر نوٹ لکھیں۔

**جواب:** کسبِ حلال کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ، مؤمنین اور عام لوگوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ ارشاد فرمایا کہ پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ۔ عبادات کی قبولیت کے لیے کسبِ حلال بنیادی شرائط میں سے ہے۔ کسبِ حلال حکم خداوندی کے مطابق فرض ہے اس کی بدولت مال میں برکت ہوتی ہے اور معاشی ترقی ہوتی ہے۔ جس معاشرے میں ناجائز ذرائع آمدنی عام ہو جائے تو وہ معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اس لیے اسلام نے معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لیے کسب معاش کے تمام غلط طریقوں سے بچنے کی تلقین کی ہے اور ناجائز ذرائع اختیار کرنے والوں کو جہنم کی خبر دی ہے۔



## سوال 77: ایثار سے کیا مراد ہے؟ یا ایثار کیا ہے؟

**جواب: ایثار:** ایثار کا مطلب خود تکالیف اُٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانے کے ہیں۔ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینے کے ہیں۔ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ دنیا پرستی کے نتیجے میں خود غرضی اور مفاد پرستی پیدا ہوتی ہے جبکہ دینداری کے نتیجے میں باہمی محبت پیدا ہو کر روحانیت مضبوط ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی ایثار کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ انصارِ مدینہ کا ایثار تاریخ عالم میں ایک یادگار ہے۔

## سوال 78: اخلاقِ رزیلہ سے کیا مراد ہے؟

**جواب: اخلاقِ رزیلہ:** ایسے اخلاق و کردار جن کو اختیار کر کے انسان حیوانی درجے میں جا گرتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلام ایسے تمام اخلاق رزیلہ سے بچنے کی تلقین کرتا ہے جس سے انسان کی شخصیت داغدار ہوتی ہے اور اُسے ہر قسم کی نیکی اور بھلائی سے محروم کرتا ہے جیسے جھوٹ، غیبت، بہتان، منافقت، تکبر اور حسد وغیرہ۔

## سوال 79: "جھوٹ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے" واضح کریں۔ یا جھوٹ کے نقصانات بیان کریں۔

**جواب:** جھوٹ وہ قبیح گناہ ہے جو نہ صرف خود بُرائی ہے بلکہ بہت سی دوسری اخلاقی بُرائیوں کا سبب بھی ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا دوزخ میں لے جانے والا عمل ہے اور اسی وجہ سے جھوٹ تمام بُرائیوں کی بنیاد ہے۔ جھوٹ بولنا منافقت کی علامت ہے۔ جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں کرتا۔ جھوٹ لعنت خداوندی، جہنم اور بے وقاری کا سبب ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

سوال80: غیبت سے کیا مراد ہے؟ مختصراً بیان کریں۔

**جواب: غیبت:** کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی ایسی بُرائی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو اور اگر اس کے سامنے بیان کی جائے تو اُسے تکلیف پہنچے۔ اخلاقی بیماریوں میں غیبت بہت بُری بیماری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے زِنا سے بدتر اور سخت قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اُسے اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ غیبت سے باہمی نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور دُشمنی کے جذبات اُبھرتے ہیں۔

سوال81: غیبت اور بہتان میں فرق بیان کریں۔

**جواب: غیبت اور بہتان میں فرق:** غیبت پیٹھ پیچھے موجود عیب کو بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر وہ شخص جس کی غیبت کی جائے اُسے بُرا مانے جبکہ بہتان سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسا عیب بیان کیا جائے جو اس میں موجود نہ ہو اور اس کے دامن پاک کو بلاوجہ داغ دار بنایا جائے۔

سوال82: منافقت سے کیا مراد ہے؟ یا منافق کون ہوتا ہے؟

**جواب: منافقت:** منافقت کا لفظ نفاق اور نفق سے نکلا ہے۔ جو لغت میں سرنگ کے لیے بولا جاتا ہے اور اس کا مقصد بوقت ضرورت دھوکے سے اس خفیہ راستے کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ تو منافقت کا مطلب ہے "قول و فعل کا باہم مطابق نہ ہونا" یعنی بوقت ضرورت چور دروازہ استعمال کرنا۔ منافق انسان کے دو چہرے ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ قرآن پاک نے مشرکین اور کفار سے بھی زیادہ منافقین کی مذمت کی ہے اور ان کا مقام جہنم کے سب سے نچلے طبقے کو قرار دیا ہے۔



سوال83: منافقین کی کتنی قسمیں ہیں؟

**جواب: منافقین کے اقسام:** منافقین کی دو قسمیں ہیں:

۱) **اعتقادی منافق:** وہ منافق جو دِل سے اسلام کی صداقت و حقانیت کا قائل نہیں لیکن کسی مصلحت یا شرارت کی بناء پر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ جس طرح کہ عبداللہ ابن ابی مدینے میں نماز بھی پڑھتا تھا۔

۲) **عملی منافق:** عملی منافق وہ ہوتا ہے جو اگرچہ خلوص نیت سے اسلام قبول کرتا ہے لیکن بعض بشری کمزوریوں کی وجہ سے اسلام کے عملی احکام پر چلنے میں تساہل یا کوتاہی کرتا ہے یا اس میں علامات نفاق ہو مثلاً وعدہ خلافی' جھوٹ' گالیاں اور خیانت گری۔

سوال84: منافقین کی نشانیاں بیان کریں۔

**جواب:** حضور ﷺ نے منافق کی پہچان بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بولے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (۳) جب کوئی امانت اس کے سُپرد کی جائے تو اُس میں خیانت کرے۔ ان نشانیوں کے ہوتے ہوئے چاہے وہ نماز اور روزے کا پابند ہو وہ منافق ہی ہوتا ہے۔

سوال85: تکبر کے بارے میں مختصراً اظہارِ خیال کریں۔

**جواب: تکبر:** تکبر کے معنی خود کو برتر اور بڑا سمجھنے اور ظاہر کرنے کے ہیں۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ۔۔۔۔ الخ مخلوقات میں سب سے پہلے تکبر شیطان نے کیا اور کہا کہ میں حضرت آدمؑ سے افضل ہوں۔ جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہوا۔ تکبر اور عاجزی کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ تَوَاضَعَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ارْتَفَعَ عَلَيْهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ۔ جو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ عاجزی اور تواضع

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

سے پیش آتا اللہ تعالیٰ اس کو بلند رُتبہ دیتا ہے اور جو مسلمان بھائی کے ساتھ تکبر سے پیش آئے اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتا ہے۔ قرآن کریم میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جس کے دل میں رائی برابر غرور اور تکبر ہوگا وہ انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ تکبر فتنوں کی جڑ' جہنم کا باعث' رحمتِ خداوندی سے محرومی اور ذلت کا سبب ہے۔

سوال86: حسد سے کیا مراد ہے؟ حسد کے نقصانات واضح کریں۔

**جواب: حسد:** کسی سے زوال نعمت کی آرزو کرنا حسد ہے یعنی دوسروں کو جب کوئی نعمت یا سکون حاصل ہو تو اس نعمت کو دیکھ کر جلنا اور اس سے اس نعمت کے زوال کا خواہش کرنا حسد ہے۔ حسد بہت ہی بُری اخلاقی بیماری ہے جس کے نتیجے میں حاسد اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ حسد کے نتیجے میں سابقہ اُمتیں تباہ ہو چکے ہیں۔ یہود حسد ہی کی وجہ سے نورِ ایمان سے محروم رہے۔ حسد نیکیوں کو ختم کرتا ہے۔ حسد باعثِ ہلاکت ہے۔ نیکیوں کا ضیاع ہے اور بربادی و زوال کا سبب ہے۔

سوال87: اُسوہ حسنہ کا مفہوم بیان کریں۔

**جواب: اُسوۂ حسنہ:** اُسوہ ایسے جامع اور کامل نمونے کو کہتے ہیں جس کی تقلید کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ مبارکہ کو اُسوۂ حسنہ کہتے ہیں چونکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی تشریح و تفسیر ہے اسی لیے مسلمانوں کو آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب)

**ترجمہ:** تم لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

سوال88: رحمتُ اللعالمین کا مطلب کیا ہے؟

**جواب: رحمتُ اللعالمین:** رحمتُ اللعالمین کا معنی ہے تمام جہانوں کے لیے رحمت'



اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء)

**ترجمہ:** ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت جن وانس سمیت تمام مخلوقات عالم کے لیے رحمت ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کو رحمتُ اللعالمین کہتے ہیں۔

سوال89: اخوت اسلامی سے کیا مراد ہے؟

**جواب: اخوتِ اسلامی:** اخوت کا معنی بھائی چارہ کے ہیں۔ اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اہل اسلام میں ایک ایسی اخوت قائم کی ہے جس کے اثرات خونی اور مادی رشتوں سے بھی مضبوط تر ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب معاشرے میں فتنہ و فساد اور جنگ وجدل روزمرہ کا معمول تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی ایسی تربیت کی کہ ان کا مزاج بدل کر دشمن بھی آپس میں دوست ہو گئے۔ مکے سے آئے ہوئے مہاجرین اور مدینے کے انصار کے درمیان "مواخات" کا ایک ایسا رشتہ قائم فرمایا جس کی دُنیا میں مثال نہیں ملتی۔ اسلام نے تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی قرار دیئے ہیں۔

سوال90: اسلامی مساوات سے کیا مراد ہے؟

**جواب: اسلامی مساوات:** مساوات لغوی اعتبار سے برابری کو کہتے ہیں۔ اسلامی مساوات سے مراد یہ ہے کہ مسلمان تمام پہلوؤں سے برابر ہیں یعنی قانونی اور معاشرتی لحاظ سے۔ تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ معاشرہ کے تمام افراد کو معاشی' معاشرتی اور علمی ترقی کے یکساں مواقع مہیا کیے جائیں گے۔ کسی کو کسی قسم کی سماجی یا مذہبی تقریبات میں اولیت' برتری یا فضیلت حاصل نہیں۔ اسلام میں امیر' غریب' حاکم و محکوم' آقا اور غلام' سُرخ و سفید' عجمی و

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

عربی میں کوئی امتیاز نہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابہؓ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ساری دُنیا کو مساوات کا پیغام دیا۔

**سوال 91: صبر و استقلال کیا ہے؟ مختصراً واضح کریں۔**

**جواب: صبر و استقلال:** صبر کے لغوی معنی روکنے اور برداشت کرنے کے ہیں اور استقلال کے لغوی معنی استحکام اور مضبوطی کے ہیں۔ صبر و استقلال ’دل کی مضبوطی‘ اخلاق بلندی اور ثابت قدمی کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں صبر و استقلال کی بڑی فضیلت بیان ہوئی اور اُسے بڑے اُمور میں سے بتایا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور کفار کی طرف سے طرح طرح کی تکالیف برداشت کر کے دین اسلام کے تبلیغ کے مشن کو جاری رکھا۔ ابو لہب اور اُم جمیل کے بے حد دشمنی‘ سفر طائف میں شدید تکالیف اور جنگِ اُحد و حوازن میں آپ ﷺ نے صبر و استقلال کے وہ نقوش چھوڑے کہ دُنیا میں کہیں بھی اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

**سوال 92: عفو و درگزر پر مختصر نوٹ لکھیں۔**

**جواب:** عفو و درگزر کا معنی معاف کرنے‘ نظر انداز کرنے یا سزا نہ دینے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد قدرت رکھنے کے باجود انتقال نہ لینا ہے۔ عفو و درگزر ایک بہترین اخلاقی صفت ہے۔ اس سے دُشمن دوست ہو جاتے ہیں اور دوستوں میں محبت بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے اوصاف میں ایک صفت عفو و درگزر بھی ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی عفو و درگزر کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی جانی دُشمنوں کو بھی معاف فرمایا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے تمام کفار کو معاف فرمایا۔ جو عرصہ دراز سے آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے رہتے تھے۔

**سوال 93: ذکر سے کیا مراد ہے؟ اختصار سے بیان کریں۔**

**جواب: ذکر:** ذکر کا لغوی معنی ہے یاد کرنا‘ بار بار یاد رکھنا اور ذہن میں کسی چیز کو دُہرانا۔ دین



کی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ قرآن کریم میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (احزاب)

**ترجمہ:** ”اے ایمان والو! تم اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو“۔

ذکر اسلامی عبادت کی روح ہے۔ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ ہے۔ ذکر افضل عبادت ہے جو دِل کی زندگی ہے اور اس سے دِلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

**سوال 94: ذِکر کی کتنی قسمیں ہیں؟**

**جواب: ذکر کی قسمیں:** ذکر کی دو بڑی قسمیں ہیں:

۱) **ذکر قلبی (خفی ذکر):** وہ ذکر جو دِل ہی میں ہو اور زبان پر الفاظ نہ ہو۔ تفکر اور مراقبہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

۲) **ذکر لسانی (جلی ذکر):** یہ ذکر زبان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بلند کلمات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ذکر انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً۔

**سوال 95: قرآن مجید کے چند اسماء تحریر کریں۔**

**جواب: قرآن مجید کے اسماء:** قرآن مجید کے چند اسماء مبارک درج ذیل ہیں:

(۱) الکتاب (۲) الفرقان (۳) نور (۴) شفاء (۵) تذکرہ (۶) العلم (۷) البیان وغیرہ۔ اس طرح قرآن کریم کی چند اوصاف یہ ہیں: (۱) حکیم (۲) مجید (۳) مبارک (۴) العزیز (۵) المبین (۶) کریم

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

سوال 96: نزولِ قرآن پر مختصر نوٹ لکھیں۔

**جواب:** قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر تیئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں آہستہ آہستہ حسبِ ضرورت نازل ہوئی۔ قرآن مجید پہلے لوحِ محفوظ میں مکتوب تھا۔ پھر لیلۃ القدر میں جو رمضان المبارک میں ایک رات ہے یہ پورے کا پورا لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل ہوا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حکمت اور فیصلے کے مطابق اس کا نزول جبرائیلؑ کے ذریعے خاتم النبیین محمد ﷺ پر شروع ہوا۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً 40 سال تھی پہلی وحی کے نزول کے وقت آپ ﷺ مکہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر فاران نامی پہاڑ کے حرا نامی غار میں مصروفِ عبادت تھے کہ حضرت جبرائیلؑ نے سورۃ العلق کے ابتدائی پانچ آیات لاکر قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد حالات و مسائل کے مطابق احکامات نازل ہوتے رہے حتیٰ کہ یہ سلسلہ مکمل ہوا۔

سوال 97: "فترۃ الوحی" سے کیا مراد ہے؟

**جواب: فترۃ الوحی:** رسول اللہ ﷺ پر سورۃ العلق کے ابتدائی پانچ آیات کے نزول کے بعد تین سال تک مزید وحی نہیں آئی۔ اس عرصے کو "فترۃ الوحی" کا زمانہ کہتے ہیں۔ فترۃ کا مطلب ہے چھپنا یا چھپانا۔ اس کے بعد سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات سے وحی کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ پھر مسلسل قرآن مجید موقع اور محل کے مطابق تقریباً بیس سال تک نازل ہوتا رہا۔ اس طرح نزولِ وحی کا کل زمانہ 22 سال 2 ماہ اور 14 دن ہے۔

سوال 98: مکی اور مدنی سورتوں سے کیا مراد ہے؟

**جواب: مکی اور مدنی سورتیں:** جس طرح رسول اللہ ﷺ کی نبوی زندگی کے



دو دور تھے۔ قبل از ہجرت کا مکی دور اور بعد از ہجرت مدینہ مدنی دور اسی طرح نزولِ قرآن کے بھی یہی دو دور ہیں مکی اور مدنی۔

**مکی سورتیں:** وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ سے پہلے مکی دَور میں نازل ہوئیں خواہ وہ حدودِ مکہ سے باہر ہی نازل ہوئی ہوں۔ مکی سورتوں کی تعداد 87 ہے۔

**مدنی سورتیں:** وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ کے بعد مدنی دَور میں حضور ﷺ کی رحلت کے زمانے تک نازل ہوئیں۔ مدنی سورتوں کی تعداد 27 ہے۔

سوال 99: مکی اور مدنی سورتوں میں کیا فرق ہے؟

**جواب: مکی اور مدنی سورتوں میں فرق:**

مکی اور مدنی ادوار میں چونکہ احوال جدا جدا تھے لہٰذا مکی اور مدنی سورتوں میں طرزِ بیان، معانی اور مضامین وغیرہ کے لحاظ سے کافی فرق ہے۔ مکی سورتوں کا مرکزی موضوع توحید، رسالت اور آخرت ہے۔ اس لیے مکی سورتوں کی خصوصیات میں ایمانیات کا بیان عقائدِ باطلہ کی تردید، پیشن گوئیاں، قسمیہ اسلوب، اختصار و جامعیت اور پرانے اُمتوں کے احوال وغیرہ کا بیان ہے۔ جبکہ مدنی سورتوں کا مرکزی موضوع معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی مسائل ہیں اس لیے مدنی سورتوں کی خصوصیات میں طوالت، منافقین کا تذکرہ، جہاد عبادات کے احکامات، سادہ اسلوب، مؤمنین سے خطاب اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ خطاب اور مناظرہ وغیرہ کا بیان ہوا ہے۔

سوال 100: قرآن مجید کی حفاظت و تدوین پر مختصر نوٹ لکھیں۔

**جواب: حفاظت و تدوینِ قرآن مجید:** قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

نے لیا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۞ (الحجر)

**ترجمہ:** "بیشک ہم ہی نے قرآن کو اُتارا اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

آج غیر مسلم بھی اپنی تجربات کی بناء پر قرآن مجید میں تحریف ہونے سے محفوظ ہونے کی شہادت دیتے ہیں (ڈاکٹر حمید اللہ)۔ قرآن مجید کی حفاظت دونوں طریقوں صدری حفاظت اور کتابی حفاظت سے ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر جو آیات نازل ہوتے آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو یاد بھی کرواتے اور ساتھ کاتبین وحی کو بلا کر لکھواتے بھی۔ پھر ابو بکرؓ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ نے متفقہ نسخہ تیار کروایا اور پھر حضرت عثمانؓ کے عہد میں ایک ہی لغت قریش میں امام مصحف تیار کیا گیا۔ جس کو تاریخ اسلام میں مصحفِ عثمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سوال101: قرآن مجید کی خوبیاں بیان کریں۔

**جواب: قرآن مجید کی خوبیاں:** قرآن مجید میں بے شمار خوبیاں موجود ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

- قرآن مجید سچی کتاب ہے۔ دعوت اور پیغام بھی سچا ہے اور دلائل انتہائی مضبوط اور تضاد سے پاک ہے۔
- قرآن مجید نے افراد اور اقوام کی کامیابی کی ضمانت دی ہے۔ قرآن مجید ایک کتاب انقلاب اور دِلوں کو متحرک کرنے والی کتاب ہے۔
- قرآن مجید تربیت اور تزکیۂ نفس کرنے والی کتاب ہے۔ اس کی تلاوت سے دِلوں میں خشوع اور عزم و یقین پیدا ہوتی ہے۔
- قرآن مجید معجز کتاب ہے۔ کوئی آج تک اس کی نظیر نہیں پیش کر سکی ہے اور نہ کر



سکے گی۔

سوال102: حدیث سے کیا مراد ہے؟ حدیث کے اقسام بیان کریں۔

**جواب: حدیث:** لغت میں حدیث سے مراد خبر' بات چیت یا نئی چیز ہے لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے ہدایت کردہ اقوال' افعال اور تقریرات ہیں۔ حدیثِ وحی خفی اور وحی غیر متلو ہے۔

## حدیث کی قسمیں

احادیث کی تین قسمیں ہیں:

۱) **حدیث قولی:** جس میں حضور ﷺ نے کسی بات کو کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کچھ فرمایا ہو۔

۲) **حدیث فعلی:** جس میں راوی نے حضور ﷺ کا اختیار کردہ کوئی عمل اور طریقہ بیان کیا ہو۔

۳) **حدیث تقریری:** ایسے اُمور جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے واقع ہوئے ہوں اور آپ ﷺ نے ان پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا اس کی تحسین و آفرین کا اشارہ دیا ہو۔

سوال103: سنت سے کیا مراد ہے؟

**جواب: سنت:** سنت کے لفظی معنی طریقے اور راستے کے ہیں خواہ اچھا ہو یا بُرا۔ اصطلاح شریعت میں سنت رسول کے معنی حضور ﷺ کے اختیار کردہ اور ہدایت کردہ طریقے ہیں۔ جمہور محدثین کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے تمام اقوال' افعال' تقریرات' اخلاق جلیلہ' مغازی حتیٰ کہ بعثت سے قبل کے احوال بھی سنت کے ضمن میں آتے ہیں۔ اس کی جمع سنن ہے۔ پچھلے انبیاء

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

کے بھی سنن ہیں جن میں منقول قابلِ تقلید رہے ہیں۔

سوال 104: حدیث و سنت میں کیا فرق ہے؟

**جواب: حدیث و سنت میں فرق:** عام محدثین کے نزدیک حدیث و سنت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ تاہم بعض کے نزدیک قول رسول ﷺ کو حدیث اور فعل رسول ﷺ کو سنت کہتے ہیں۔ ذرا غور و فکر کرنے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کا قول و فعل' تقریر و تائید سنت کہلاتا ہے مگر اس کا بیان و روایت حدیث کہلاتا ہے۔ صحابہؓ اور بالخصوص خلفائے راشدین کا عمل بھی سنت میں داخل ہے۔

سوال 105: حدیث یا سنت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یا آیا حدیث و سنت مآخذ شریعت میں حجیت ہے؟

**جواب: حدیث یا سنت کی شرعی حیثیت:** اسلامی شریعت کے چار بنیادی مآخذ قرآن' سنت رسول اللہ ﷺ' اجماع اور قیاس ہیں۔ حدیث وحی خفی اور کتاب اللہ کی تشریح و تفسیر ہے۔ بعض جرائم کی سزائیں تو قرآن کریم نے بتا دی ہیں تاہم بقیہ جرائم کے تعزیرات کے سلسلے میں حدیث و سنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح مختلف متنازعہ اُمور میں رسول اللہ ﷺ کو قاضی حاکم بتانے اور آپ ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث پر عمل واجب اور مؤجب فلاح دارین۔

سوال 106: صحاحِ ستہ سے کیا مراد ہے؟ یا اہلِ سنت کے نزدیک حدیث کی مستند کتابیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟

**جواب: صحاحِ ستہ:** صحاح جمع ہے صحیح کا۔ ستہ عربی میں چھ کو کہتے ہیں۔ چھ جلیل القدر



محدثین کرام نے احادیث نبوی ﷺ کی چھ مستند ترین کتابیں مرتب کیے ہیں جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں۔ ان میں بخاری شریف کو سب پر اوّلیت حاصل ہے۔ اس کے بعد مسلم شریف' ان دونوں کو صحیحین بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جامع الترمذی' سنن ابی داؤد' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ شامل ہیں۔

سوال 107: صحاحِ ستہ اور ان کے مصنفین کے نام تحریر کریں۔

**جواب:** صحاحِ ستہ اور ان کے مصنفین کے نام حسبِ ذیل ہیں:

۱) **صحیح بخاری:** امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ
۲) **صحیح مسلم:** امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیریؒ
۳) **جامع الترمذی:** امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ
۴) **سنن ابی داؤد:** امام ابوداؤد سلیمان بن اشعثؒ
۵) **سنن نسائی:** امام ابوعبدالرحمان احمد بن علی النسائیؒ
۶) **سنن ابن ماجہ:** امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ

سوال 108: اصولِ اربعہ کیا ہیں؟ اُصولِ اربعہ کے مصنفین کے نام لکھیں۔

**جواب: اُصولِ اربعہ:** اُصولِ اربعہ اہل تشیع / فقہ جعفریہ کی چار مستند کتابیں ہیں۔

۱) اَلْکَافِی: ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینیؒ
۲) مَنْ لَّا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہُ: ابوجعفر محمد علی بن بابویہ قمیؒ
۳) اَلْاِسْتِبْصَارُ: ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ
۴) تَہْذِیْبُ الْاَحْکَام: ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

تیسرا حصہ

# جامع سوالات

سوال ۱: عقائد سے کیا مراد ہے؟ عقائد کی اہمیت بیان کریں۔

## جواب: عقائد کا مفہوم:

عقائد جمع ہے عقیدہ کی اور عقیدہ کا لفظ عقد سے نکلا ہے جس کا معنی ہے باندھنا' گرہ لگانا' مقرر کرنا اور تصدیق کرنا۔ اس طرح عقیدہ کا معنی یہ ہوا بندھی ہوئی چیز جسے پختہ گرہ لگائی ہوئی ہو یا تصدیق کی ہوئی چیز۔ اصطلاحی لحاظ سے عقائد سے مراد انسان کے وہ پختہ خیالات و نظریات ہیں جن کی صداقت پر وہ مکمل یقین رکھتا ہے اور ان کو آسانی سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور جو انسان کے ارادوں کو حرکت دیتے اور ان سے اچھے یا برے کام سرزد کراتے ہیں۔ اُسے خاص طرزِ زندگی اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ بیج اور پودے کا جو تعلق ہوتا ہے عقیدے اور عمل کا بھی وہی تعلق ہے۔ جس کے لیے کھیت انسان کا ذہن اور دماغ ہے۔ عقیدے کے بغیر عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔

## عقائد کی اہمیت:

عقائد انسان کی زندگی میں دعوت کی بنیاد کی حامل ہیں۔ عقائد کی ضرورت و اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے۔

۱) **دعوتِ اسلامی کی بنیاد:** اسلام کی دعوت کی بنیاد عقائد ہیں۔ ابتداء عقائد سے کی جاتی ہے عمل بعد کی چیز ہے۔ عمل پیداوار ہے عقیدے کا۔ جس طرح بیج سے پودے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح عقائد سے اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

۲) **سب سے قیمتی چیز:** عقیدہ انسان کی سب سے قیمتی شے ہے کیونکہ اس کے بغیر



انسان کا کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہیں ہے۔

۳) **تمام انبیاء کرام ﷺ کی دعوت:** دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرامؑ تشریف لائے ہیں تمام نے ابتداء عقائد کی اصلاح سے کی ہے۔ جب تک عقائد کی اصلاح نہیں ہو جاتی باقی اعمال کی درستگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

۴) **اعمال کی جان:** عقائد اعمال کی جان ہے۔ جب تک کسی کام پر سزا یا جزا کا عقیدہ نہ ہو انسان وہ کام نہیں کرتا ہے۔ انسان سے اچھے کام سرزد کرانے میں عقیدہ جان کی حیثیت رکھتی ہے۔ عمل کا دارومدار عقیدے پر ہے۔

۵) **اعمال کی قبولیت کے لیے شرط:** عقیدہ اور ایمان کے بغیر انسانی اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایمان کے بغیر اعمال کا ثواب آخرت میں نہیں ملے گا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کو "سراب" سے تشبیہ دی ہے۔

۶) **دُنیوی و اُخروی فلاح کا ضامن:** عقائد ہی انسان کی دُنیا و آخرت کی کامیابی کی ضامن ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ط یعنی تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ یہ تو دُنیاوی کامیابی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ایمان و عقائد سے مشروط ہیں۔ خسران سے بچنے والوں میں بنیادی اوصاف ایمان اور عمل صالح ہوتا ہے۔

۷) **اسلام کی بنیاد:** اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں لیکن ان پانچ میں عقیدے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ عقیدے کی بنیاد پر اسلام کی باقی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ ایمان اور عقیدہ اسلام کا بیج ہے جو مؤمن کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر اس کے نتیجے میں نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور جہاد فی سبیل اللہ کے تناور درخت اُگتے ہیں۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**سوال2: اسلام کے بنیادی عقائد کو الگ الگ بیان کرتے ہوئے ان پر مختصر نوٹ لکھیں۔**

**جواب: اسلام کے بنیادی عقائد:**

ہر دین و مذہب کا نظام کچھ خاص قسم کے عقائد پر مبنی ہوتا ہے۔ اسلامی نظامِ زندگی بھی چند بنیادی پختہ عقائد پر یقین رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ان عقائد کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی عقائد کو بار بار پیش کیا کیونکہ یہی عقائد ہمارے دین کی بنیاد ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد یہ ہیں: (۱) اللہ پر ایمان "توحید" (۲) ایمان بالرسالت (۳) ایمان بالملائکہ (۴) ایمان بالکتب (۵) آخرت پر ایمان (۶) تقدیر پر ایمان (۷) موت کے بعد زندگی پر ایمان

۱) **ایمان باللہ:** ایمان باللہ سے مراد توحید ہے۔ اسلام کے پورے نظام میں ایمان باللہ توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات، صفات اور تقاضائے صفات میں واحد لاشریک مانا جائے۔ عقیدہ توحید یا ایمان باللہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بالکل واضح ہے کہ قرآن مجید کی مکی سورتوں میں زیادہ تر زور توحید پر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تمام انبیاء کرامؑ کی دعوت میں مرکزی حیثیت توحید کو حاصل رہا ہے۔ ہر پیغمبر نے توحید کی تعلیم دی ہے اور توحید کی ضد یعنی شرک سے لوگوں کو روکا ہے۔ توحید ہی انسانی عظمت کا ضامن عقیدہ ہے۔

۲) **ایمان بالرّسالت:** اسلام کے بنیادی عقائد میں دوسرا عقیدہ ایمان بالرّسالت کا ہے۔ رسالت کے معنی پیغام پہنچانے کے ہیں چونکہ ہر انسان اللہ کی مرضی اور ہدایت کو براہِ راست حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ انسانوں میں برگزیدہ ہستیوں کو منتخب کر کے ان کو بذریعہ وحی اپنا پیغام اور ہدایت دے کر انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے دُنیا میں بھیجے ہیں۔ رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا تھا اور حضرت محمد ﷺ پر آخر میں آکر ختم ہوا۔



اسلام نے تمام انبیاء کرامؑ پر ایمان لانے کو لازمی قرار دیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ چونکہ آخری پیغمبر ہیں، اس لیے آپ ﷺ پر بحیثیت آخری نبی کے ایمان لانا لازمی ہے اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے ہدایت اور شریعت پر عمل ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔

۳) **ایمان بالملائکہ:** ملائک جمع ہے ملک کی۔ ملک فرشتہ کو کہتے ہیں۔ فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں مخلوقات میں سے ایک نوع کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔ یہ نورانی اور آسمانی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ ہر وقت حمد و تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے بعض اُمور کو چلانے کی ذمہ داری سونپی ہے جنہیں وہ احکامِ الٰہی کے مطابق سر انجام دیتے ہیں۔ ان میں چار فرشتے مقرب فرشتے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت اسرافیلؑ اور حضرت عزرائیلؑ۔ ان کے علاوہ ہر انسان کے ساتھ ان کے اعمال نوٹ کرنے والے کراماً کاتبین ہیں۔ بعض فرشتے انسانوں کو نیک اعمال پر ثابت قدم رہنے کے باعث ان کو تسلیاں بھی دیتے ہیں۔ فرشتے نہ تو اللہ تعالیٰ کے رشتہ دار ہیں اور نہ ہی خدائی میں شریک بلکہ احکامِ خداوندی کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

۴) **ایمان بالکتب:** اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے آسمانی کتابیں اور صحائف نازل کیے ہیں۔ ان پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو منزل من اللہ مانا جائے اور آخری آسمانی ہدایت جو کہ قرآن مجید کی صورت میں ہے پر عمل کر دیا جائے۔ آسمانی کتابوں میں چار کتابیں مکمل شریعت ہونے کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ ان میں تورات حضرت موسیٰؑ پر، زبور حضرت داؤدؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن مجید حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ چونکہ پہلے آسمانی کتابوں میں

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

تحریف ہوئی ہے اور اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہے ہیں لہٰذا اب وہ قابلِ عمل نہیں جبکہ قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے اور قرآن اس کی شاہد ہیں۔ لہٰذا عمل اب صرف قرآن مجید پر کیا جائے گا جبکہ باقی کتابوں کی نہ پڑھنے کی ضرورت ہے اور نہ ان پر عمل کرنے کی۔ عمل اور پڑھنے کے لیے اب صرف قرآن مجید ہے جو کہ پہلے کتابوں کی نوید اور مصدق ہے۔

۵) **آخرت پر ایمان:** دنیا کی یہ زندگی عارضی ہے اور امتحان گاہ ہے۔ اس عارضی زندگی کے اختتام پر ایک دوسری زندگی شروع ہوگی جو کہ آخرت کہلائے گی۔ آخرت پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان نیک عمل نہیں کر سکتا۔ آخرت کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی زندگی کے اختتام پر آخرت کی زندگی شروع ہوگی جو نہ ختم ہونے والی ہے اور وہ یوم حساب ہوگی جس میں انسان کے دنیاوی زندگی کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ نیک اعمال کا بدلہ جنّت کی صورت میں اور بد اعمال کا بدلہ جہنم کی آگ کی صورت میں ملے گا۔

۶) **تقدیر پر ایمان:** تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر اچھی یا بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے لکھی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عالم الغیب ہونے کی بناء پر پہلے سے انسان کی تقدیر لکھی ہوئی ہے جس پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔ تقدیر بعض اوقات صحیح تدبیر اختیار کرکے بدلا بھی جا سکتا ہے۔ تقدیر میں زیادہ سوچ و بچار اور سوالات کرنا ضیاعِ ایمان کے مترادف ہے۔

۷) **موت کے بعد زندگی پر ایمان:** موت کے بعد زندگی پر ایمان اصل میں ایمان بالآخرت کا جزء ہے۔ یعنی یہ یقین کرنا کہ اس دنیاوی زندگی کے بعد عالم برزخ کی زندگی ہے جس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں ہو سکتی اور پھر یوم قیامت میں تمام مُردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ جس میں ان کے ساتھ حساب کتاب ہوگی اور وہ ہمیشہ کے لیے یا تو جنّت میں اور یا جہنم میں



جائیں گے۔ پھر اس کے بعد موت نہیں ہوگی حتیٰ کہ موت بھی ہمیشہ کے لیے فنا کیا جائے گا۔

سوال3: توحید سے کیا مراد ہے؟ انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات بیان کریں۔

**جواب: توحید:** توحید کے معنی ایک ماننا' تنہا گردانا اور یکتا سمجھنا اور ماننا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات اور تقاضائے صفات میں اکیلا' یگانہ' ایک اور یکتا ماننے کو کہتے ہیں۔ اس عقیدے کی اساس سورۃ الاخلاص ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اَحَدٌ اور بے مثال صفات کا مالک ہے لہٰذا عبادت کے لائق بھی وہی ہے۔ عقیدۂ توحید ایمانیات میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ تمام انبیاء کرامؑ نے توحید کی دعوت دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ: قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ یعنی کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اسی پر قائم رہو۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس نے اللہ کی وحدانیت کا اعلان کیا جنّت میں داخل ہوگا۔

## انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات:

عقیدۂ توحید انسانی ذہن میں راسخ ہو جانے سے انسانی شخصیت کو بہت مستحکم بنیادیں مل جاتی ہیں۔ اس کے فکر و عمل میں ہم آہنگی آجاتی ہے اور اس کے زندگی کے سارے پہلو سنور جاتے ہیں۔ انسانی زندگی پر چند نمایاں اثرات درج ذیل ہیں:

۱) **خودداری:** عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا خوددار اور بے نیاز ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی پر یقین اور اعتماد نہیں کرتا ہے۔ وہ مختلف بتوں اور درگاہوں پر سجدہ نہیں کرتا' اس کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتا' عزت و ذلت کا مالک وہ ایک اللہ کو مانتا ہے اس لیے لاتعداد درگاہوں کے حاضری سے محفوظ رہتا ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

وہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتی ہے آدمی کو نجات

۲) **انکساری و عاجزی:** جب انسان اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک اور رازق مانتا ہے تو اس کے اندر عاجزی اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مغرور و متکبر نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سب کچھ کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے انسان کا اپنا کچھ بھی نہیں۔

۳) **وسعتِ نظر:** جس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت عام ہے اور ساری مخلوق تک پھیلا ہوا ہے عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا بھی وسعتِ نظر رکھتا ہے اور ساری مخلوق کی بہتری اس کے سامنے ہوتی ہے۔

۴) **استقامت و بہادری:** عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا جانتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور محتاج ہے۔ اس کے نتیجے میں مؤمن کے دِل سے غیر اللہ کا خوف نکل جاتا ہے اور اس کے اندر استقامت و بہادری کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

۵) **رجائیت اور اطمینانِ قلب:** عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ رحمٰن، رحیم اور کریم ہے۔ اس کے خزانوں کا کوئی حساب نہیں۔ لہٰذا مؤمن اللہ کی رحمت پر آس لگائے رہتا ہے اور اس کے دِل میں رجائیت اور اطمینانِ قلب پیدا ہوتی ہے۔

۶) **پرہیزگاری:** عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا جانتا ہے کہ اللہ غیب اور پوشیدہ باتوں سے باخبر ہے۔ انسان کا کوئی عمل اس سے چھپ نہیں سکتا۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ نجات و فلاح کے لیے ایمان اور عمل صالح دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے اندر نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح انسان میں پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے۔



۷) **توکل علی اللہ:** چونکہ مؤثرِ حقیقی تو اللہ کی ذات ہے لہٰذا مؤمن اسباب دُنیا کو استعمال تو کرتا ہے لیکن اس کا بھروسہ اسباب پر نہیں بلکہ مسبب پر ہوتا ہے۔ اس طرح مؤمن میں توکل علی اللہ پیدا ہوتا ہے۔

۸) **محبتِ الٰہی:** مؤمن جب ساری دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف ایک اللہ سے اپنا تعلق جوڑتا ہے تو اس کے نتیجے میں محبتِ الٰہی اس کے دِل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط یعنی جو لوگ ایمان لائے وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں کا مصداق بن جاتا ہے۔

۹) **بہترین معاشرہ:** عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والوں کا معاشرہ مثالی اور بہترین معاشرہ ہوتا ہے کیونکہ توحید کے نتیجے میں ایمان اور عمل صالح پیدا ہوتا ہے اور بُرائیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

سوال 4: وجود باری تعالیٰ پر قرآنی دلائل بیان کیجئے۔ یا قرآنی دلائل کی روشنی میں وجود باری تعالیٰ پر بحث کریں۔

**جواب: وجود باری تعالیٰ پر قرآنی دلائل:**

وجود باری تعالیٰ پر قرآن مجید نے بے شمار دلائل پیش کیے ہیں۔ خود عقل انسانی جب اپنے اردگرد کے اشیاء پر نظر ڈالتا ہے تو وجود باری تعالیٰ اور توحیدِ الٰہی کے ماننے پر مجبور ہوتا ہے۔ جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کے مانع کا خیال فوراً ہمارے ذہن میں آتا ہے۔ جب کوئی معمولی سی چیز بھی کسی بنانے والے کے بغیر نہیں بن سکتا تو کس طرح یہ عظیم کارخانہ کائنات خود بخود بن سکتا ہے اور کیسے چل سکتا ہے؟ اس لیے تو کسی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ:

وَفِىْ كُلِّ شَىْءٍ لَّهٗ اٰيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

یعنی ہر چیز میں اللہ کی وحدانیت کے دلائل ہیں۔

۱) **تخلیق ارض و سماء:** توحید باری تعالیٰ کے بارے میں سب سے بڑی دلیل زمین و آسمان کی پیدائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان' مربوط اور منظم زمین و آسمان پیدا کیے ہیں۔ سورۃ النمل آیت نمبر 60 سے سوالیہ انداز میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا ایسا کر سکتا ہے؟ اور اگر نہیں کر سکتا اور یقیناً نہیں کر سکتا تو یہ اللہ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

۲) **نظم کائنات:** تخلیق کائنات کے ساتھ کائنات کے اندر عظیم الشان نظم و ضبط بھی وجود باری تعالیٰ پر ایک بڑی دلیل ہے۔ سورۃ الملک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ ------

**ترجمہ:** "وہی اللہ ہے جس نے سات آسمان تہہ بہ تہہ پیدا کیے۔ رحمان کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے۔ پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ ردہ ہو کر تھک کر ----- (۳تا۵)

نیز سورج' چاند' ستاروں کی اپنی اپنی مدار میں گردش اور نظم و ضبط بھی توحید الٰہی کی دلیل ہے۔

۳) **انسان کی تخلیق:** انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک بے کار چیز سے پیدا کیا ہے۔ ابتداء میں مٹی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اللہ فرماتا ہے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخٰلِقُوْنَ ○ "کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں"۔ نیز فرماتا ہے کہ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ " اور خود تمہاری ذات میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں؟"



۴) **فطرت انسانی کی گواہی:** وجود باری تعالیٰ پر ایمان فطرت انسانی میں داخل ہے۔ بڑے سے بڑا کافر بھی کسی بڑی مصیبت میں پھنس کر بے اختیار اپنے بنانے والے کو پکارتا ہے۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ---- (الانعام)

**ترجمہ:** "آپ کہیے وہ کون ہے جو تم کو نجات دے دیتا ہے۔ خشکی اور تری کے اندھیروں سے۔ کہ تم اس کو پکارتے ہو۔ آہ و زاری کرتے ہوئے اور چپکے چپکے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دی تو ہم شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے۔ کہہ دیجئے اللہ ہی تم کو ان (مصیبتوں) سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے پھر تم شرک کرنے لگتے ہو۔ یہ پکار انسان کی اصل فطرت ہے اور یہ فطرت اللہ تعالیٰ کی موجودگی کی سب سے بڑی گواہی ہے۔

۵) **توحید الٰہی:** اللہ تعالیٰ کی موجودگی پر تو بہت سے دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پہ اللہ تعالیٰ دلیل یہ دیتے ہیں کہ: لَوْ کَانَ فِیْہِمَآ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء)

**ترجمہ:** "اگر ان دونوں (زمین و آسمان) میں اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو ان دونوں میں فساد برپا ہو جاتا"۔ یہ بات اس کی دلیل ہے کہ جس طرح کائنات کا ایک خالق ہے تو وہ ایک ہی ہے کیونکہ اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ہر ایک اس دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کرتا۔ اس کے نتیجے میں ایک کشمکش شروع ہو جاتی اور اس کا نتیجہ دنیا کی تباہی و بربادی ہوتی۔ اس کے علاوہ کائنات میں موجود اشیاء' خلقت انسانی' فصل اگانے اور مختلف رنگوں کا پیدا ہونا وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بڑی بڑی دلائل ہیں۔

سوال5: شرک سے کیا مراد ہے؟ شرک کے اقسام بیان کریں۔

**جواب: شرک:** شرک کے لغوی معنی ملانے، شامل کرنے، شریک کرنے، حصہ داری اور ساجھے پن کے ہیں۔ دین کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اختیارات اور افعال یا صفات

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

کے تقاضوں میں کسی کو اس کا حصہ دار بنانا یا شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور ظلم ہے۔ قرآن مجید میں شرک کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ط "بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط

**ترجمہ:** "اللہ تعالیٰ (یہ بات) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے لیکن اس کے علاوہ (اور گناہ) جس کسی کو بھی چاہے گا بخش دے گا"۔

## شرک کے اقسام

شرک کے اقسام درج ذیل ہیں؛

۱) **شرک فی الذات:** اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک فی الذات کہلاتا ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور اس کے برابر سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا یا دو یا تین خداؤں کا عقیدہ رکھنا سب شرک ہے۔ اس طرح کسی پیغمبر فرشتے کو شریک ٹھہرانا بھی شرک ہے۔

۲) **شرک فی الصفات:** اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک فی الصفات ہے یعنی اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی اور کے لیے ماننا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ "کوئی چیز اس کے مثل (مانند) نہیں"۔

۳) **صفات کے تقاضوں میں شرک:** اللہ تعالیٰ عظیم صفات کے مالک ہیں۔ ان صفات کی عظمت کا تقاضا ہے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے کیونکہ وہی حقیقی اِلٰہ ہے۔ اقتدار اعلیٰ اُسی کے ہاتھ میں ہے، حاکم وہی ہے، قانون اُسی کا ہے، اللہ تعالیٰ کے تمام صفات ذاتی ہیں۔ صفات کے



ان تقاضوں میں کسی اور کو شریک کرنا شرک فی تقاضائے الصفات کہلاتا ہے۔ اسی طرح خواہشات نفس کی پیروی بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ یعنی اللہ کے احکامات کے مقابلے میں خواہش نفس کی پیروی جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ

**ترجمہ:** "کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو اِلٰہ بنایا ہے"۔

نیز اپنے ہر چھوٹی بڑی حاجت پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے لو لگانا بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بندوں کی رضا حاصل کرنے کے لیے کوئی بھی عمل شرک میں داخل ہے۔

سوال 6: خاتم النبیین ﷺ کی حیثیت سے رسالت محمدی ﷺ کی خصوصیات تفصیل سے بیان کریں۔

**جواب: رسالت محمد ﷺ اور اس کی خصوصیات:**

حضرت آدمؑ سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ حضرت محمد ﷺ پر آکر اپنی تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام کو جو خصوصیات علٰیحدہ علٰیحدہ عطا فرمائے تھے نبی کریم ﷺ کی ذات میں وہ تمام شامل کر دیے۔ آپ ﷺ جامع خصوصیات والے تھے۔ رسالت محمدی ﷺ کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱) **عمومیت:** نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاء کرامؑ کی نبوت کسی خاص قوم یا ملک کے لیے ہوتی تھی مگر آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ط

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**ترجمہ:** "(اے محمد ﷺ!) تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف"۔

۲) **پہلی شریعتوں کا نسخ:** چونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شریعت کے ذریعے پہلے تمام شریعتوں کو منسوخ کیا ہے۔ اب صرف شریعت محمدی ﷺ پر عمل کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

**ترجمہ:** "اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا"۔

۳) **کاملیت:** نبی کریم ﷺ کو تا قیامت تک کے لوگوں کے لیے مبعوث کیا گیا اور آپ ﷺ کو کامل دین عطا کیا گیا۔ ان کا طریقہ دعوت اور ارشاد بھی نہایت کامل اور شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

**ترجمہ:** "آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے دین تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین"۔

۴) **حفاظتِ کتاب:** قرآن مجید سے پہلے جتنے بھی آسمانی کتب ہیں ان میں اکثر یا تو بالکل ناپید ہو چکے ہیں یا ان میں بڑے پیمانے پر ردوبدل اور تحریف ہوئی ہے۔ قرآن مجید چونکہ آخری آسمانی ہدایت نامہ ہے اس لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید آج بھی اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے۔ صرف کتابی شکل میں نہیں بلکہ ہزاروں ایسے رجسٹرڈ قراء بھی دنیا میں ہے جو قرآن کو من و عن دوبارہ لکھ سکتے ہیں بالکل اس جیسا۔



۵) **سنت نبوی ﷺ کی حفاظت:** سنت نبوی ﷺ چونکہ قرآن مجید کی شرح و تفصیل ہے جو تا قیامت انسانوں کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کا انتظام فرمایا بالکل اسی طرح سنت نبوی ﷺ کا انتظام بھی فرما دیا۔

۶) **جامعیت:** چونکہ رسول اللہ ﷺ تا قیامت انسانوں کے لیے رسول بن کر آئے، اس لیے آپ ﷺ کی تعلیمات میں اس قدر جامعیت ہے کہ قیامت تک کے انسان، خواہ کسی بھی قوم یا دور سے تعلق رکھتے ہوں ان تعلیمات سے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۷) **ہمہ گیری:** رسول اللہ ﷺ نے جو تعلیمات پیش کیے ہیں وہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھی شعبہ یا حالت ایسا نہیں جس میں اسلامی ہدایت موجود نہ ہو۔ زندگی کے ہر پہلو میں سیرت محمدی ﷺ انسانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ دین اسلام کامل دین ہے۔

۸) **تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان:** رسالت محمدی ﷺ کی ایک اہم خصوصیت تمام انبیاء کرامؑ پر ایمان لانا ہے۔ قرآن مجید پہلے تمام کتابوں کا مصدق ہے اور تمام کتابوں اور انبیاء کرامؑ پر ایمان لانا لازمی قرار دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

**ترجمہ:** "ہم ان سب کے درمیان فرق نہیں کرتے"۔

تمام انبیاء کرامؑ ہمارے انبیاء اور تمام کتب ہمارے کتب ہیں لیکن چونکہ یہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں نہیں رہے لہٰذا اب ان پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

۹) **ختمِ نبوت:** رسول اللہ ﷺ ایک کامل، ہمہ گیر، جامع اور محفوظ کتاب اور شریعت لے کر آئے۔ چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی قانون اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے اور آپ ﷺ

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

کی سنت تا قیامت محفوظ ہیں لہٰذا نئے نبی آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ رسالت محمدی ﷺ کی ایک اہم وصف ختم نبوت پر ایمان لانا ہے۔ ختم نبوت قرآن، حدیث اور اجماع سب سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

**ترجمہ:** "اور لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں"۔

عربی زبان میں ختم کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے اور sealed ہونے کے ہیں۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں۔ اجماع صحابہؓ سے منکرین ختم نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں جہاد کیا گیا۔ برصغیر میں انگریزوں کے پرورش زدہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوہ نبوت کیا تو تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کے خلاف تحریک چلا کر بالآخر پاکستان کے پارلیمنٹ کے ذریعے ان کو غیر مسلم قرار دلوا دیا۔ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر عقیدۂ رسالت پر ایمان کامل نہیں ہے اور جو عقیدہ ختم نبوت نہ رکھے وہ مسلمان نہیں ہے۔ ختم نبوت پر ایمان لانا ایمان کا لازمی حصہ ہے۔

سوال 7: ملائکہ سے کیا مراد ہے؟ نیز کراماً کاتبین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

**جواب: ایمان بالملائکہ:** ملائکہ جمع ہے ملک کی۔ جس کے معنی پیغام رساں کے ہیں۔ اصطلاحی لحاظ سے ملائکہ سے مراد وہ نورانی مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرامؑ کے درمیان رابطے اور نظام کائنات چلانے کے کارندے اور انسانوں کے اعمال نوٹ کرانے، حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرنے والے ہیں۔ ان میں چار ملائک مقرب فرشتے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ سب سے مقرب فرشتہ



اور انبیاء پر وحی لانے والے ہیں۔ حضرت میکائیلؑ کے ذمے بارش اور تقسیم رزق ہے۔ حضرت عزرائیلؑ کے ذمے روح قبض کرنے اور حضرت اسرافیلؑ کے ذمے قیامت کے روز صور پھونکنے اور دوبارہ زندگی کے لیے پھر صور پھونکنا ہے۔ ملائکہ پر اسی حیثیت سے ایمان لانا لازمی ہے جو اوپر بیان ہوا اور یہ ایمان کے بنیادی عقائد میں شامل ہیں۔

**ایمان بالملائکہ کے انسانی زندگی پر اثرات:** انسانی زندگی پر ایمان بالملائکہ کے درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

۱) **نگرانی کا احساس:** کراماً کاتبین وہ فرشتے ہیں جو انسان کے تمام اعمال نوٹ کرتے رہتے ہیں اور ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ نگرانی کا یہ احساس انسان کو نیکی پر آمادہ اور برائی سے روکتی ہے۔

۲) **روحانی بلندی:** احساس نگرانی کے نتیجے میں انسان برائیوں سے اجتناب اور نیکیوں کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اس طرح ان کو روحانی بلندی نصیب ہوتی ہے۔

۳) **احساسِ شکر:** انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت و برتری دی ہے۔ فرشتے اگرچہ نورانی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہمہ وقت تابعدار ہیں تاہم ان پر بھی انسان کو فضیلت و برتری حاصل ہے۔ حضرت آدمؑ کو تمام ملائک نے حکم خداوندی سے سجدہ کیا۔ اس طرح انسان میں شکر کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۴) **اللہ کی عظمت کا تصور:** فرشتوں جیسی عظیم دبدبے اور قوت والی مخلوق کا تصور کر کے انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تصور کرنے لگتا ہے۔

۵) **اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کا ذریعہ:** فرشتوں نے مختلف مشکل حالات میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی مدد کی ہے۔ اس کا تصور کر کے انسان کا اللہ تعالیٰ کی نصرت

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

پر ایمان پختہ ہوتا ہے اور ایسے ہی حالات میں فرشتے انسان کے لیے خدائی نصرت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

۶) **موت اور تصوّر قیامت:** فرشتوں پر ایمان انسان کی زندگی پر یہ خوشگوار اثر ڈالتا ہے کہ موت کا ایک فرشتہ ہے پھر ایک فرشتہ قیامت برپا کروانے کے لیے صور پھونکے گی۔ اس طرح موت اور تصور قیامت انسان کو بُرائیوں سے روکنے' اچھائیوں کو کرنے اور جوابدہی کا احساس پیدا کرتی ہے۔

**ذمہ داری کا احساس:** جس طرح ملائکہ ایک حساس اور ذمہ دار مخلوق ہیں انسان اُن پر ایمان لا کر ان کے اندر بھی احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ احساس ذمہ داری انسان کے عروج کا ذریعہ ہے۔ مختصر یہ کہ فرشتوں پر ایمان سے انسانی زندگی پر بہت ہی خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں جو اس کے دینی و دنیاوی عروج اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

**کراماً کاتبین:** کراماً کاتبین وہ فرشتے ہیں جو انسان کے تمام اعمال نوٹ کرتے ہیں اور ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ نگرانی کا یہ احساس انسان کو نیکی پر آمادہ اور بُرائی سے روکتی ہے۔

سوال 8: قرآن مجید کی چند اہم اور امتیازی خصوصیات بیان کریں۔

**جواب: قرآن مجید کی چند اہم خصوصیات:**

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ قیامت تک انسانوں کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ قرآن مجید کی چند اہم خصوصیات یہ ہیں:

۱) **محفوظ کتاب:** قرآن مجید تا قیامت ہر دور اور ہر قوم کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خصوصی انتظام فرمایا ہے۔ اور خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ ارشاد ہے:



اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○

**ترجمہ:** "بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں"۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن آج بالکل محفوظ صورت میں موجود ہے۔

۲) **کتاب ہدایت:** قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے۔ یہ ہر کسی کو ہدایت دیتا ہے لیکن جو لوگ اس سے ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہو اور اپنے اندر متقین کے اوصاف پیدا کریں۔ ان کے لیے قرآن ہدایت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ

**ترجمہ:** "(قرآن) متقین کے لیے ہدایت ہے"۔

۳) **قرآنی زبان' ایک زندہ زبان:** قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے عربی زبان ایک زندہ اور فصیح زبان ہے جس کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ عربی زبان دُنیا کی چند بڑی زبانوں میں سے ایک ہے۔

۴) **عالمگیر زبان:** قرآن مجید تمام انسانیت کے لیے ہے اور تمام لوگوں کو یٰۤاَیُّهَا النَّاس یعنی اے لوگو! سے خطاب کرتا ہے۔ یہ ایک عالمگیر کتاب ہدایت ہے۔ جس کی تعلیمات ہر دور اور ہر ملک میں یکساں قابلِ عمل ہیں۔

۵) **جامع کتاب:** قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اُصولی باتیں موجود ہیں۔ اس میں عقائد و اعمال سے لے کر اخلاقیات، روحانیات، تاریخی واقعات، مناجات، بین الاقوامی تعلقات زمانہ امن و جنگ سب کے لیے جامع ہدایات موجود ہیں۔

۶) **عقل و تہذیب کے تائید کرنے والی کتاب:** قرآن مجید میں کوئی بھی بات خلافِ عقل نہیں اس میں کوئی غیر اخلاقی بات نہیں۔ اس نے تمام انبیاء کرام کا ادب و احترام سکھایا ہے۔ یہ عقل اور تہذیب کی تائید کرنے والی کتاب ہے۔

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

۷) **قرآن مجید کا اعجاز:** قرآن مجید فصاحت و بلاغت اور ہدایت ربانی کا وہ شاہکار ہے جس کے مقابلے سے عرب و عجم سب عاجز ہیں۔ قرآن مجید نے تمام مخالفین کو قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے دعوت دی ہے لیکن آج تک کوئی بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکا ہے۔ خود بعض کفار نے اس کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی ہے۔

۸) **عام فہم اور قابل عمل:** قرآن مجید عام آدمی کی سمجھ کے عین مطابق ہے۔ ہر کوئی اسے سیکھ سکتے ہیں اور اس پر عمل کرنا بھی بہت آسان ہے۔ یہ تمام معروفات کا حکم دیتا ہے اور منکرات سے روکتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں اس پر عمل کرنا انتہائی آسان ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

**ترجمہ:** "اور بے شک ہم نے نصیحت کے لیے قرآن کو آسان کر دیا ہے"۔

۹) **قابلِ حفظ کتاب:** قرآن مجید دُنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس کے حفاظ لاکھوں کی تعداد میں ہر زمانے میں موجود رہے ہیں اس طرح ایک طرف تو یہ قرآن کی حفاظت کا ذریعہ ہے دوسری طرف یہ قرآن کا کتابِ الٰہی ہونے کا مبین ثبوت ہے۔ کسی بھی دوسری کتاب کو اسی طرح حفظ نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کو بار بار پڑھنے سے انسان تھکتا نہیں بلکہ ہر بار نیا مزہ دیتا ہے۔ قرآن مجید کا انداز بھی نرالا ہے۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

سوال 9: عقیدۂ آخرت سے کیا مراد ہے؟ انسانی زندگی پر عقیدہ آخرت کے اثرات بیان کریں۔ (یا) آخرت کے عقیدے پر قرآن مجید کی روشنی میں بحث کریں۔

**جواب: (الف) عقیدۂ آخرت کا مفہوم:** لفظ آخرت کے معنی بعد میں ہونے والے چیز کے ہیں۔ اصطلاحی لحاظ سے آخرت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی موجودگی زندگی سے موت کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور خدا کے حضور پیش کر کے اعمال کا حساب کتاب کر کے



ان کو نیک اعمال زیادہ ہونے کی صورت میں جنت اور بد اعمال زیادہ ہونے کی صورت میں دوزخ کی شکل میں جزا یا سزا دی جائے گی۔

آخرت کے اسی عقیدے پر ایمان بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ آخرت پر ایمان کے بغیر انسان اعمالِ صالحہ کی طرف راغب نہیں ہو سکتا اور بُرائیوں سے منع نہیں ہو سکتا۔ سزا اور جزا کا تصور اور محاسبے کا خوف ہی انسدادِ بُرائی کا بہترین ذریعہ ہے۔

**(ب) انسانی زندگی پر عقیدۂ آخرت کے اثرات:**

انسانی زندگی پر عقیدۂ آخرت کے درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

۱) **نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت:** آخرت پر ایمان رکھنے والا نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نیکی کا بدلہ اجزاء کی صورت میں جنت ہے جبکہ بُرائی کا بدلہ سزا کی صورت میں جہنم ہے۔ سزا اور جزا کا یہ تصور انسان کو نیکیوں کی راغب اور بُرائیوں سے متنفر کرتا ہے۔

۲) **بہادری اور سرفروشی:** ہمیشہ کے لیے مٹ جانے کا ڈر انسان کو بزدل بنا دیتا ہے مگر جب یہ یقین ہو کہ دُنیا کی زندگی عارضی ہے اور پائیدار زندگی آخرت کی زندگی ہے تو انسان نڈر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

۳) **صبر و تحمل:** آخرت پر یقین رکھنے سے انسان تمام مشکلات خدا کے لیے برداشت کرتا ہے اس طرح انسان میں صبر و تحمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۴) **مال خرچ کرنے کا جذبہ:** چونکہ آخرت کی زندگی پائیدار اور ہمیشہ کے لیے ہے جبکہ دنیاوی زندگی عارضی ہے اور دنیا کے تمام اشیاء بھی عارضی ہیں لہٰذا دنیا کو آخرت کی کھیتی تصور کرتے ہوئے انسان اپنا سب کچھ اور مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے لگتا ہے۔

۵) **احساسِ ذمہ داری:** محاسبے کا تصور انسان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرتی ہے لہٰذا

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

انسان اپنے فرائض کو بطریق احسن ادا کرنے لگتا ہے۔

۶) **بامقصد زندگی کا شعور:** آخرت پر ایمان رکھنے والا جانتا ہے کہ میری زندگی کا ایک خاص مقصد ہے اور مجھے عبث پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا با مقصد زندگی کا شعور اس میں پختہ ہو جاتا ہے۔

۷) **مخلوق خدا سے ہمدردی:** آخرت کی باز پرس کا احساس اور ظلم و تعدی کا انجام انسان کو مخلوقِ خدا کا ہمدرد بنا دیتا ہے۔ حلال و حرام کا تمیز اور شعور سے انسان دوسرے انسان کے حقوق مارنے سے باز رہتا ہے۔

۸) **بہترین اور مثالی معاشرہ کا قیام:** عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے سے افراد کی انفرادی تربیت ہوتی ہے اور افراد کے اندر بہترین اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں اور معاشرے کو بہترین شہری ملتے ہیں۔ ان مثالی لوگوں کا معاشرہ بھی مثالی معاشرہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو بُرائی سے روکنے والا امیر نیکی پر قائم کرنے والا واحد راستہ تصورِ آخرت کی درستگی اور فکر آخرت اور عقیدہ آخرت ہے۔ اس کے بغیر تو انسان شترِ بے مہار ہوتا ہے جبکہ یہی مقصد ہی انسان کو حیوانیت سے بچا کر انسانیت پر لے آتا ہے۔

سوال 10: آسمانی کتابوں پر مفصل تبصرہ کریں۔

**جواب: آسمانی کتابیں:** مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تمام رسولوں پر ایمان لایا جائے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر مانا جائے اور ان کی تعلیمات کو برحق تسلیم کیا جائے۔ رسولوں پر نازل ہونے والی کتابیں، ربانی تعلیمات کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا رسولوں پر ایمان لانے کے لئے لازم ہے کہ ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لایا جائے۔ ایمان والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ



ترجمہ: "اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو نازل ہوا تیری طرف، اور اس پر، جو نازل ہوا تجھ سے پہلے۔"

کل آسمانی کتابیں بہت سی ہیں جن میں سے چار بہت مشہور ہیں:

۱۔ زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
۲۔ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
۳۔ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
۴۔ قرآن مجید جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

ان کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کے صحیفے بھی تھے۔ اِن تمام کتابوں میں دین کی بنیادی باتیں مشترک تھیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی صفاتِ کاملہ، اللہ تعالیٰ کی عبادت، رسالت پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور اعمال کی جزا و سزا۔ مگر چونکہ ہر دور میں وقت کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں اس لئے شریعت کے تفصیلی قوانین اِن کتابوں میں جدا جدا تھے۔ بعد میں آنے والی کتابوں نے پہلی کے تفصیلی قوانین کو منسوخ کر دیا۔ اسی طرح قرآن نے جو کہ سب کتابوں کے بعد نازل ہوا، پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اور اب صرف قرآن کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا لازم ہے، پہلی کتابوں کے بتائے ہوئے قوانین پر نہیں۔ پہلی کتابوں پر ایمان لانے کا اب مطلب یہ ہے کہ وہ بھی سچی کتابیں تھیں اور ان کے بیان کردہ قوانین پر ان کے زمانے میں عمل کرنا ضروری تھا۔ مگر اب صرف قرآنی ہدایات ہی پر عمل کیا جائے گا۔

**آخری آسمانی کتابیں:** قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے یہ سرچشمہ ہدایت ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

سوال ۱۱: مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔ (۱) نفخ صور (۲) عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر اثرات (۳) مشہور ملائکہ کے نام اور کام

**جواب: (الف) نفخ صور:** نفخ صور سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک فرشتہ ہے اس کے ذمہ یہ کام لگا دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ صور پھونکیں تو صور پھونکنے سے اللہ تعالیٰ اس دنیا کو مٹا دے گا۔ ہر زندہ چیز ختم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی اللہ کے حکم سے فنا ہو جائے گا۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کرے گا اور اس کو حکم فرمائے گا کہ دوبارہ صور پھونکیں۔ دوبارہ صور پھونکنے سے تمام مردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور ان کا حساب کتاب لیا جائے گا۔ نیک لوگ جنت میں جائیں گے جبکہ بدکار اور مشرک لوگ جہنم میں جائیں گے۔

**(ب) انسانی زندگی پر عقیدۂ آخرت کے اثرات:**

انسانی زندگی پر عقیدۂ آخرت کے درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

۱) **نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت:** آخرت پر ایمان رکھنے والا نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نیکی کا بدلہ اجزاء کی صورت میں جنت ہے جبکہ برائی کا بدلہ سزا کی صورت میں جہنم ہے۔ سزا اور جزا کا یہ تصور انسان کو نیکیوں کی راغب اور برائیوں سے متنفر کرتا ہے۔

۲) **بہادری اور سرفروشی:** ہمیشہ کے لیے مٹ جانے کا ڈر انسان کو بزدل بنا دیتا ہے مگر جب یہ یقین ہو کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور پائیدار زندگی آخرت کی زندگی ہے تو انسان نڈر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

۳) **صبر و تحمل:** آخرت پر یقین رکھنے سے انسان تمام مشکلات خدا کے لیے برداشت کرتا



ہے اس طرح انسان میں صبر و تحمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۴) **مال خرچ کرنے کا جذبہ:** چونکہ آخرت کی زندگی پائیدار اور ہمیشہ کے لیے ہے جبکہ دنیاوی زندگی عارضی ہے اور دنیا کے تمام اشیاء بھی عارضی ہیں لہٰذا دنیا کو آخرت کی کھیتی تصور کرتے ہوئے انسان اپنا سب کچھ اور مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے لگتا ہے۔

۵) **احساسِ ذمہ داری:** محاسبے کا تصور انسان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرتی ہے لہٰذا انسان اپنے فرائض کو بطریق احسن ادا کرنے لگتا ہے۔

۶) **بامقصد زندگی کا شعور:** آخرت پر ایمان رکھنے والا جانتا ہے کہ میری زندگی کا ایک خاص مقصد ہے اور مجھے عبث پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا بامقصد زندگی کا شعور اس میں پختہ ہو جاتا ہے۔

۷) **مخلوق خدا سے ہمدردی:** آخرت کی بازپرس کا احساس اور ظلم و تعدی کا انجام انسان کو مخلوقِ خدا کا ہمدرد بنا دیتا ہے۔ حلال و حرام کا تمیز اور شعور سے انسان دوسرے انسان کے حقوق مارنے سے باز رہتا ہے۔

۸) **بہترین اور مثالی معاشرہ کا قیام:** عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے سے افراد کی انفرادی تربیت ہوتی ہے اور افراد کے اندر بہترین اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں اور معاشرے کو بہترین شہری ملتے ہیں۔ ان مثالی لوگوں کا معاشرہ بھی مثالی معاشرہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو برائی سے روکنے والا اور نیکی پر قائم کرنے والا واحد راستہ تصور آخرت کی درستگی اور فکر آخرت اور عقیدہ آخرت ہے۔ اس کے بغیر تو انسان شتر بے مہار ہوتا ہے جبکہ یہی مقصد ہی انسان کو حیوانیت سے بچا کر انسانیت پر لے آتا ہے۔

**(ج) مشہور ملائکہ کے نام اور کام:** اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذمے مختلف کام لگا رکھے ہیں جو کہ وہ پوری تندہی سے سرانجام دیتے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ ان

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

کے نام اور کام کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام: حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاءؑ کے پاس وحی لاتے ہیں۔

۲) حضرت میکائیل علیہ السلام: اللہ تعالیٰ جہاں بارش برسانا چاہتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت میکائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں۔ یعنی حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمے اللہ تعالیٰ نے بارشوں اور ہواؤں کے نظام کی نگرانی سونپی ہے۔

۳) حضرت عزرائیل علیہ السلام: حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ملک الموت بھی کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جانداروں کی روح قبض کرتے ہیں۔

۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام: یہ دنیا فانی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس دنیا کو مٹانا چاہے گا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا کہ صور پھونکیں۔ صور پھونکنے سے تمام زندہ اشیاء ختم ہو جائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت کا دن چاہے گا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا کہ دوبارہ صور پھونکیں۔ دوبارہ صور پھونکنے سے تمام مردہ زندہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہر ایک کا حساب کتاب کرے گا۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

## ﴿باب دوم﴾

# اسلامی تشخص

سوال1: ارکانِ اسلام سے کیا مراد ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

**جواب: ارکانِ اسلام کا مفہوم:** ارکانِ اسلام سے مراد دین اسلام کے وہ بنیادی ستون ہیں جن پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ)

**ترجمہ:** "اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر اُٹھائی گئی ہے۔ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے (آخری) رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

جہاد کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ

**ترجمہ:** "اسلام کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے"۔

چونکہ جہاد کی فرضیت کبھی کبھی ہوتی ہے لہٰذا عام احادیث میں پہلی پانچ چیزوں کا ذکر ہے ورنہ تو جہاد ہی پہلے پانچ ارکان کے لیے حفاظتی دیوار ہے اور قرآن مجید نے اس کو بھی فرض قرار دیا ہے۔

**ا) کلمۂ شہادت:** ارکانِ اسلام میں سب سے اہم رُکن کلمۂ شہادت ہے جس کی بنیاد پر بندہ اسلام کی عمارت میں داخل ہوتا ہے۔ کلمۂ شہادت کے الفاظ یہ ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**ترجمہ:** "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے (آخری) رسول ہیں"۔

کلمہ شہادت یعنی (اللہ کے احکام کی اطاعت محمد رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سرانجام دینے کا اقرار واعتراف ہے۔

۲) **اقامتِ الصلوٰۃ:** اسلام کے نظام عبادات میں نماز کو اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔ نماز ہر اُمت پر کسی نہ کسی مشکل میں فرض رہی ہے۔ نماز ہر عاقل بالغ مسلمان پر دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث شریف میں نماز کو " بندے اور کفر کے درمیان" فرق قرار دیا ہے۔ یہ ایک بدنی عبادت ہے اور کسی حال میں بھی معاف نہیں ہے۔ اقامتِ الصلوٰۃ سے مراد نماز کو تمام شرائط کے ساتھ بروقت باجماعت ادا کرنا ہے اور بلاد مسلمہ میں نماز کا نظام قائم کرنا بھی مراد ہے۔

۳) **ایتاء الزکوٰۃ:** زکوٰۃ کے لغوی معنی پاک کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد وہ مالی عبادت ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر خاص مقدار میں سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے۔ ایتاء الزکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ زکوٰۃ دین کا ایک اہم رُکن اور فریضہ ہے۔ نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کی اہمیت ہے اسی وجہ سے قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا متصل حکم دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت ابو بکرؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف تلوار سے جہاد کیا تھا۔

۴) **حج کرنا:** حج کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں خانہ کعبہ کی زیارت اور دوسرے مناسک کی ادائیگی کو حج کہتے ہیں۔ حج کی ادائیگی ہر صاحبِ استطاعت مسلمان



پر عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے۔ حج ایک جامع عبادت ہے جس میں باقی عبادات کی روح شامل ہے۔

۵) **رمضان کے روزے:** عربی میں روزے کو صوم کہتے ہیں۔ صوم کے لغوی معنی کسی کام سے رُک جانے، پرہیز کرنے اور ترک کر دینے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے ارادتاً کھانے، پینے اور مباشرت سے رُکے رہنے اور باز رہنے کو روزہ کہتے ہیں۔ روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ امت مسلمہ کے علاوہ یہ پہلے اُمتوں کے لیے نہیں تھا۔ روزے کا بنیادی مقصد ضبط نفس اور تقویٰ کا حصول ہے۔

۶) **جہاد:** جہاد کے لغوی معنی کوشش اور محنت کرنے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے کلمے اور حکم کو سربلند کرنے کے لیے ہر قسم کی کوشش جہاد کہلاتی ہے۔ اسی کی آخری حد قتال فی سبیل اللہ ہے۔ جہاد عام معنی کے لحاظ سے تو ہر وقت مسلمان کا کام ہے لیکن مخصوص حالات جبکہ مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہو اور ان کو دین سے روکا جارہا ہو اور دین اسلام کے راستے میں مختلف رکاوٹیں (فتنہ) کھڑی کی جارہی ہو تو پھر مسلمانوں کو ظلم وستم سے بچانے' دین اسلام کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کرنے' دین کی حفاظت اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیے مسلح جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

**سوال2: ارکانِ اسلام سے کیا مراد ہے؟ فرد کی تعمیر سیرت اور معاشرے کی تشکیل میں نماز کیا کردار ادا کرتی ہے؟(یا) نماز کے انفرادی اور اجتماعی فوائد بیان کریں۔**

**جواب: ارکانِ اسلام:** ارکانِ اسلام سے مراد دین اسلام کے وہ بنیادی ستون ہیں جن پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کی صحیح تربیت کے لیے عبادات کا ایک جامع نظام پیش کرتا ہے۔ ان عبادات میں نماز کو اوّلیت کا

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

درجہ حاصل ہے۔ قرآن و حدیث میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہ تمام اُمتوں پر فرض رہی ہے کیونکہ یہ دینی تربیت کا اہم ترین حصہ ہے۔ ایمان لانے کے بعد اوّلین فریضہ نماز ہی ہے۔ نماز نصرتِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز کو مؤمن کا معراج قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

اَوَّلُ مَا سُئِلَ، سُئِلَ عَنِ الصَّلٰوۃ

**ترجمہ:** "قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

## فرد کی تعمیر سیرت میں نماز کا کردار:

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں سیرت سازی کا پورا پورا نظام موجود ہے۔ یہ انسان کی روح کی غذا اور اطمینانِ قلب کا ذریعہ ہے۔ فرد کی تعمیر سیرت میں نماز کا کردار درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے۔

➢ **روحانی پاکیزگی کا ذریعہ:** نماز میں خشوع و خضوع کے ساتھ یادِ الٰہی میں مصروف رہنا روحانی پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کو مؤمن کا معراج قرار دیا ہے۔ گویا نماز کے دوران مؤمن اللہ سے جا ملتا ہے بشرطیکہ پوری توجہ ملحوظ رکھا جائے۔

➢ **جسمانی طہارت و پاکیزگی:** نماز جسمانی طہارت اور پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز کے شرائط میں بدن، کپڑوں اور جگہ کی پاکیزگی شامل ہے۔ اس طرح یہ صفائی اور پاکیزگی اس کے کردار کا حصہ بن جاتی ہے اور انسان جسمانی اور اخلاقی ہر قسم کی پلیدی اور غلاظت سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے۔

➢ **احساسِ بندگی:** دن میں پانچ وقت ربّ کے حضور حاضری سے انسان میں بندگی ربّ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ احساسِ بندگی پیدا ہو جانے سے انسان کی پوری زندگی احکامِ ربّ کی تعمیل کا عملی نمونہ بن جاتا ہے۔



➢ **اللہ تعالیٰ کی معصیت کا احساس:** دن میں پانچ مرتبہ قُربِ الٰہی کا احساس مسلمانوں کو یقین دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ ہے۔ وہ خود کو تنہا محسوس نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی معصیت کا یہ احساس اُسے گناہ کے کاموں سے روکتا اور اس کے دل سے ہر قسم کا خوف اور غم دور کرتا ہے۔

➢ **فرض شناسی:** دن میں پانچ مرتبہ اپنے مقررہ وقت پر ربّ کے حضور حاضری دینے سے انسان میں فرض شناسی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح نماز کے علاوہ دوسرے مذہبی اور قومی فرائض کی ادائیگی اس کے لیے آسان ہوتی ہے۔

➢ **پابندیٔ وقت:** تمام نمازیں چونکہ مقررہ وقت پر فرض ہیں لہٰذا ایک مسلمان وقت کی قدر و قیمت پہچانتا ہے اور وہ اپنے دوسرے تمام اُمور بھی پابندیٔ وقت سے ادا کرنے کے عادی بن جاتا ہے۔

➢ **تعلق باللہ کی مضبوطی:** دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نماز کے ذریعے ملاقاتوں سے انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ تعلق باللہ کی مضبوطی سے انسان خدا کی نظر میں محبوب بن جاتا ہے۔

➢ **بُرائیوں سے اجتناب:** نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی ہوتی ہے۔ جب دن میں پانچ مرتبہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے تو نمازوں کے درمیانی اوقات میں وہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے۔ یہی فلسفہ نماز کا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَر ان نکات سے واضح ہوتا ہے کہ نماز وہ بہترین ذریعہ ہے جو انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر کر کے انسان کو نیک خصلت بنا دیتا ہے۔

## مصلح معاشرہ کی تشکیل میں نماز کا کردار

معاشرہ افراد سے مل کر بنتا ہے۔ جب افراد نیک کردار اور نیک سیرت ہوتے ہیں تو اس کا

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

اثر معاشرہ پر ہو گا اور اس طرح پورا معاشرہ باکردار اور نیک سیرت ہو گا۔ درج ذیل نکات سے معاشرہ کی تشکیل میں نماز کا کردار واضح ہو جائے گا۔

❖ **باہمی محبت:** نماز مسلمانوں پر باجماعت فرض کیا گیا ہے۔ جب مسلمان مسجد میں پانچ مرتبہ باہم ملتے ہیں تو ان کے درمیان اُنس و محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ باہمی محبت دشمن کے مقابلے میں ایک بہترین اسلحہ ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہی اور اس کے حل کے لیے خدمت کی پیشکش کا موقع ملتا ہے۔

❖ **اجتماعیت کا شعور:** نماز باجماعت اور خاص کر عیدین کی نمازوں سے مسلمانوں میں اجتماعیت کا شعور پیدا ہوتا ہے۔

❖ **اطاعتِ نظم:** نماز میں امام کا اتباع اور اس کی پیروی اجتماعی نظم و ضبط کا شعور پیدا کرتی ہے۔ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اطاعتِ نظم کا باقاعدہ تربیت حاصل کرتے ہیں۔

❖ **فکری وحدت اور مساوات:** جب مسلمان رنگ، نسل، علاقے اور طبقے کے امتیازات سے بے نیاز ہو کر شانے سے شانہ ملا کر ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو اس سے ان کے درمیان فکری وحدت کے ساتھ ساتھ عملی مساوات کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ بقولِ اقبال

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

❖ **اتحاد و یکجہتی:** نماز مسلمانوں کو عملی طور پر فکری وحدت اور مساوات اور اطاعت نظم کا سبق دیتا ہے۔ یہ جذبہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کی اجتماعی اتحاد و یکجہتی کا باعث بنتی ہے۔

❖ **مشاورت کا ذریعہ:** نماز میں کثیر تعداد میں مسلمان جمع ہوتے رہتے ہیں۔ مختلف



مسائل پر ان سے مشاورت کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں شوریٰ کے بڑے بڑے اجلاس مسجد نبوی ﷺ ہی میں منعقد ہوتے تھے۔ اُس وقت مسجد کی مثال ایک جرگہ ہال، ٹریننگ سنٹر، آڈیٹوریم برائے ہدایات اسلامی کا ہوا کرتا تھا۔

❖ **بے نمازیوں کو ترغیب:** نمازیوں کو مسجد میں آتے جاتے دیکھ کر بے نمازیوں کو ترغیب و تحریک ملتی ہے اور وہ بھی نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

❖ **فلاحی معاشرہ:** جب پابند صوم وصلوٰۃ افراد سے معاشرہ وجود میں آتا ہے تو ان کے درمیان باہمی محبت مساوات، فکری وحدت، اتحاد و یکجہتی، اطاعت نظم اور اجتماعیت کا شعور پیدا ہونے سے تشکیل پانے والا معاشرہ ایک فلاحی معاشرہ ہو گا۔

**سوال 3: روزے کے مقاصد بیان کریں اور عملی زندگی پر اس کے اثرات تفصیل سے بیان کریں۔**

**جواب:** روزہ دین اسلام کا بنیادی رُکن ہے۔ قرآن مجید کے مطابق یہ پہلی اُمتوں پر بھی فرض رہا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ)

**ترجمہ:** "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ"۔

اس آیت قرآنی سے روزے کی فرضیت کے ساتھ ساتھ روزے کے مقاصد بھی واضح ہوتے ہیں۔ روزے کے مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

• **تقویٰ:** روزے کے مقاصد میں سب سے اہم مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ تقویٰ سے مراد

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور یہ دِل کی اس کیفیتی کا نام ہے جو انسان کو بُرائیوں سے روکتی اور نیکیوں کی طرف راغب کرتی ہے۔

- **ضبطِ نفس:** روزہ انسان کو جنسی خواہشات پر ضبط کا سبق دیتا ہے۔ ضبطِ نفس ہی انسان اور حیوان کے درمیان حد امتیاز ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹ، غیبت، حرام خوری اور بے شمار غلط خواہشات سے روک کر ضبطِ نفس کا سبق دیتا ہے۔ ضبطِ نفس روزے کا مقصد بھی ہے اور اس کا اثر بھی۔
- **شکر:** روزے کا ایک مقصد شکر بھی ہے۔ روزہ عملی شکر کی بہترین صورت ہے۔ دن بھر بھوکا و پیاسا رہنے سے اللہ کی نعمتوں کا اعتراف دِل میں خوب بیٹھتا ہے۔ نیز قرآن کریم اور رمضان کا ایک گہرا تعلق ہے۔ قرآن کریم ہماری روحانی غذا ہے جس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔
- **ہدایت:** رمضان ہی کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے رُشد و ہدایت کا منبع قرآن مجید نازل کیا ہے۔ روزہ میں انسان ہر قسم کی بُرائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور سیدھے راستے پر چلتا ہے۔ اس طرح وہ ہدایت پر پختہ تر ہوتا ہے۔

## عملی زندگی پر روزے کے اثرات:

روزہ کے انسانی زندگی پر بے شمار روحانی، جسمانی، معاشرتی اور اخلاقی فوائد و اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ روزے کے مقاصد بھی اصلاً انسان کی عملی زندگی پر روزے کے اثرات ہی ہیں۔ تاہم چند ایک اثرات کا ذکر ذیل کے سطور میں کیا جاتا ہے:

- **صبر:** روزہ حقیقت میں صبر ہی کا نام ہے۔ روزہ میں انسان کے اندر صبر کا مادہ مضبوط ہوجاتا ہے۔ رمضان کو حدیث شریف میں صبر کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ بھوک و پیاس کا مقابلہ کرکے انسان درسِ جہاد حاصل کرتا ہے۔



**پابندیٔ وقت:** روزہ رکھنے اور کھولنے کے لیے خاص اوقات مقرر ہیں۔ مقررہ اوقات میں سحری کھانا پھر مقررہ وقت پر روزہ افطار کرنا وغیرہ پابندیٔ وقت کا سبق دیتا ہے۔

- **جذبۂ ہمدردی:** حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے رمضان کو "شَہْرُ الْمُواساۃ" یعنی ہمدردی کا مہینہ قرار دیا ہے۔

روزے سے انسان کو خود بھوک و پیاس کا احساس ہو کر وہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے لگتا ہے اور فطرانہ وغیرہ کی صورت میں اس کا عملی اظہار کرتا ہے۔

- **قناعت وایثار:** صبح سے شام تک کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے اجتناب اور کم سے کم غذا پر قناعت کرکے عملی طور پر انسان میں قناعت وایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- **تزکیۂ باطن:** روزے کے انسانی زندگی پر ایک اہم اثر رہتا ہے کہ روزے کے دوران ہر قسم کی بُرائیوں سے خود کو بچا کر اور نیکیوں کو حاصل کرکے انسان کے باطن کا تزکیہ ہوتا ہے۔ روزہ تزکیۂ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔
- **گناہوں سے ڈھال:** نبی کریم ﷺ نے روزہ کو بُرائیوں سے ڈھال قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر روزے کو تمام شرائط و آداب کے ساتھ رکھا جائے تو یہ گناہوں کے مقابلے مضبوط ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے۔
- **اخلاقِ حسنہ کی عملی تربیت:** روزے کے دوران تمام اخلاقی عیوب سے پرہیز کی جاتی ہے۔ احادیث مبارکہ میں جھوٹ اور غیبت سے خصوصی طور پر بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس طرح اخلاقِ حسنہ کی عملی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**اتحاد و مساوات:** ایک ہی وقت میں امیر و غریب اس اہم فرض کو جب ادا کرتے ہیں تو اُس سے ان کے درمیان اتحاد و مساوات پیدا ہوتی ہے۔ تمام امتِ مسلمہ ایک قوت نظر آتی ہے۔

- **قبولیتِ دُعا:** رمضان میں ایک فرض کی ادائیگی کا اجر ستر فرائض اور ایک نفلی عبادت کی ادائیگی کا اجر فرض کے برابر ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی دُعا افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ اور تیسرے مظلوم کی۔ اس طرح روزہ قبولیت دُعا کا بہترین ذریعہ ہے۔

- **نیکیوں کا موسم بہار:** رمضان کا مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ شیطانوں کو جکڑا جاتا ہے۔ نیکیوں کے اجر میں اضافہ، نیکی کا ماحول اور گناہ سے اجتناب سے بندہ زیادہ سے نیکیوں کو حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں جو آدمی رمضان میں بھی نہ بخشا جائے اس کے لیے بددُعا کی گئی ہے۔

- **تربیت و اصلاح:** انسان کو گمراہ کرنے والی دو قوتیں ہیں۔ ایک شیطان اور دوسرا خواہشاتِ نفس۔ ان تقویٰ مخالف قوتوں کو رمضان میں کنٹرول کیا جاتا ہے۔ سرکش شیطانوں کو جکڑا جاتا ہے۔ جبکہ خواہشات پر قابو پانے کے لیے روزہ بہترین ذریعہ تربیت ہے۔ آرام کرنے کی خواہش اچھے کھانے اور خواہشات نفسانی یعنی جنسی خواہشات یہ وہ خواہشات ہیں جس سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ روزے میں چونکہ ان تمام کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس لیے انسان کی بہترین تربیت و اصلاح ہو کر وہ باقی گیارہ مہینے اسی تربیت کے زیر اثر گزار سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ روزہ مسلمانوں کے لیے ایک ٹریننگ اور تربیت کا ذریعہ ہے۔



- **لیلۃ القدر اور اعتکاف:** رمضان کے مہینے میں لیلۃ القدر جیسی فضیلت کی رات ملتی ہے جس میں عبادت ایک ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہوتا ہے اور اس رات فرشتے دنیا میں مختلف مقاصد کے لیے بمعہ جبرائیل امین نازل ہوتے ہیں جو باعثِ برکت ہوتا ہے۔ اس طرح اعتکاف کا موقع بھی رمضان میں مہیا ہوتا ہے۔

- **طبی فوائد و اثرات:** روزہ سے انسانی معدے پر بوجھ کم ہو جاتا ہے اور بہت سے بیماریوں کا علاج روزہ ہی کے ذریعے ہو جاتا ہے۔ مشاہدے سے بھی ثابت ہے کہ بہت سی بیماریاں رمضان کے روزوں کی اثر سے زائل ہوئے ہیں۔

**سوال 4: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس موضوع پر مفصل اظہارِ خیال کریں۔**

**جواب:** اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معاشی نظام میں زکوٰۃ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ادائیگی نماز کے ساتھ ہی ادائیگی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام موجودہ دَور کے تمام اقتصادی نظریات پر فوقیت رکھتا ہے۔ معاشرہ کی بقاء و اسلامی خوشحالی فارغ البالی، معاشی و معاشرتی ترقی اور اخلاقی اقدار کا دار و مدار اس کی اقتصادی حالت پر ہوتا ہے۔ اسلام نے انسانیت کی فلاح و بہبود کی خاطر ایک بہترین معاشی نظام میں پیش کیا ہے۔

**زکوٰۃ ایک بنیادی فرض:** زکوٰۃ اسلام کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ قرآن مجید نے اسے مؤمن کی علامت قرار دیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ط

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**ترجمہ:** "وہی لوگ جوزکوۃ اداکرنے والے ہیں"۔

سیاسی، مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی مقاصد، اہمیت اور اجتماعی و انفرادی فوائد کے پیش نظر زکوۃ کو اسلامی تعلیمات میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی لیے یہ اسلام کے معاشی نظام میں "ریڑھ کی ہڈی" کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے منکرین زکوۃ کے خلاف تلوار سے جہاد کیا تھا حالانکہ وہ لوگ کلمہ گو اور نماز، روزہ ادا کرنے والے تھے۔

**معاشی اہمیت و حیثیت:** ملکی ترقی میں معیشت جڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر مال و دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے۔ امیر، امیر ترین اور غریب، غریب ترین ہوتا چلا جائے۔ غلط تقسیم دولت کی وجہ سے ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کی غلط اقدار ابھر جائیں تو ان حالات میں ملک و قوم ترقی کی بجائے تنزلی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اسی افراط و تفریط کو ختم کرنے کے لیے زکوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ زکوۃ کے ذریعے معاشرے کے ایسے لوگ جو کمانے کے اہل نہیں ہوتے ہیں یا حسبِ ضرورت کچھ کمانے سے معذور ہوتے ہیں، کا انتظام کیا جاتا ہے۔ دولت کا دھارا امیر طبقے کی طرف سے غریب طبقے کی طرف مُڑ جاتا ہے۔ جس سے غریب کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے اور دولت گردش میں رہتی ہے۔ ارتکاز دولت سے معاشی اور معاشرتی طور پر معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دولت کی مثال خون کی سی ہے۔ اگر یہ ایک جگہ جمع ہو جائے تو باعثِ نقصان ہوتا ہے اور اگر گردش میں رہے تو صحت کے لیے مفید ہوتا ہے۔

اسلام کے مقابلے میں دیگر نظام ہائے معیشت جیسے سرمایہ دارانہ نظام میں دولت چند ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ جس سے معاشرہ میں بے شمار اخلاقی اور معاشرتی امراض جنم لیتے ہیں۔ نتیجتاً معاشرے کے ان دونوں طبقوں کے درمیان حسد، بغض اور عداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔



سرمایہ دارانہ نظام کے ردِ عمل کے طور پر سوشلزم ابھرا لیکن یہ بھی دولت کو سٹیٹ کی ملکیت قرار دیتی ہے۔ ایک طرف یہ نظام ذاتی ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے نقصان سے دوچار ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف اس میں دولت در حقیقت چند افراد ہی میں مرتکز ہوتی ہے۔ اسلام نے ان دونوں نظام ہائے معیشت کے مقبلے میں ایک عادلانہ نظام پیش کیا ہے۔ اسلام نے ایک طرف ذاتی ملکیت کو انسان کا حق تسلیم کیا ہے اور دوسری طرف نظام زکوۃ کے ذریعے گردش دولت کا انتظام کیا ہے۔

**سودی نظام کا متبادل:** سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد سود پر ہے۔ سود ایک ایسی لعنت ہے جس میں محنت کے مقابلے میں سرمایہ کا تحفظ زیادہ ہے۔ امراء، غرباء کی ضروریات سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر ان کا خون چوستے ہیں۔ جبکہ زکوۃ کے ذریعے غرباء اور ضرورت مندوں کی مدد کی جاتی ہے۔ زکوۃ کے ذریعے اگر ضرورت مندوں کے مسائل حل کر دیئے جائیں تو لوگوں کو سود کی لعنت سے نجات مل جاتی ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰو وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ط (البقرۃ)

**ترجمہ:** "اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے"۔

**سرمایہ کاری میں اضافہ:** شرح زکوۃ دیگر ٹیکسوں کے مقابلے میں انتہائی کم ہے۔ صاحبِ مال یہ نصاب دیگر بھاری ٹیکسوں کے مقابلے میں خوشدلی اور دیانت داری سے ادا کرتا ہے۔ بھاری ٹیکسوں سے چھوٹ کی صورت میں سرمایہ کار اپنا پورا سرمایہ پوری آزادی سے مختلف صنعت بخش کاروبار میں لگاتا ہے۔ جس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ملک معاشی طور پر مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے علاوہ ازیں زکوۃ ایک سوشل سیکورٹی سے بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء کو لوٹائی جائے گی۔ زکوۃ کے مستحق میں زکوۃ تقسیم کرنے سے مختلف ۔۔۔ معاشرتی

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

مسائل جیسے گداگری، چوری اور ڈاکہ وغیرہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر زکوٰۃ مسلمانوں کی روحانی ترقی کا بنیادی زینہ ہے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ (ال عمران)

**ترجمہ:** "جب تک تم اپنے محبوب چیزوں (مال و دولت وغیرہ) میں سے اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو نیکی کو نہیں پہنچ سکتے ہو"۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر صحیح نظام زکوٰۃ کے ذریعے مستحقین کو زکوٰۃ کو پورا پورا دیا گیا تو معاشرہ میں کوئی بھی بے اطمینان نہیں رہے گا۔ ہر طرف خوشحالی ہوگی جس طرح کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ کو اسلام کے معاشی نظام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

**سوال5: حج کا فلسفہ کیا ہے؟ نیز اس کے انفرادی اور اجتماعی فوائد بیان کریں۔**

**جواب:** ارکان اسلام میں حج ایک اہم رُکن ہے۔ حج ایک عظیم عبادت ہے جس میں تمام عبادات کی روح شامل ہے۔ حج کے موقع پر پورے عالم اسلام سے آئے ہوئے حاجیوں کا اللہ تعالیٰ کے حضور اکٹھا ہو کر ایک ہی لباس اور زبان میں ایک ہی امیر کی اقتداء میں مناسک حج کی ادائیگی اسلام کے ایک عالمگیر دین ہونے کی بین ثبوت ہے۔

حج کے لغوی معنی مقصد اور ارادہ کرنے کے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں شریعت میں ذی الحجہ کی مخصوص تاریخوں میں خانہ کعبہ کی زیارت اور دوسرے اعمال کی ادائیگی عبادت کی نیت سے حج کہلاتا ہے۔ حج ہر صاحبِ استطاعت، عاقل، تندرست اور بالغ مسلمان پر عمر بھر میں ایک بار فرض ہے۔

**فلسفہ حج:** حج کا بنیادی فلسفہ اور حکمت تقویٰ کا حصول اور بندوں کی گناہوں سے بخشش ہے



اور ان کی وہ اخلاقی اور روحانی تربیت ہے جس میں ان کے باطن کا تزکیہ ہو کر ان کے دِل گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتے ہیں۔ جس طرح حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"جس نے حج کیا اور دورانِ حج کوئی فسق و فجور نہ کیا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر واپس لوٹتا ہے جیسے ابھی ماں سے پیدا ہوا ہو"۔

اگر حج کے مناسک اور مراحل پر غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ ہر مرحلہ اپنے اندر روحانی و اخلاقی تربیت کا سامان رکھتا ہے۔ جب ایک حاجی اپنے گھر سے روانگی کر کے احرام باندھتا ہے۔ تو یہ سفر آخرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ میدانِ عرفات میں پہنچ کر خطبہ سنتا ہے تو تکمیل دین کی یاد اس کے ذہن میں تازہ ہوتا ہے اور اسلامی تعلیمات کا وہ نچوڑ جو نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ وہ بھی ذہن میں تازہ ہو کر زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد اور خود قربانی کرنے کا عزم، شیطان کو کنکریاں مارے ہوئے شیطان کے خوف ہونے کا عزم، خانہ کعبہ کا طواف اور سعی بین الصفاوالمروۃ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یاد۔ یہ ایسے مراحل ہیں جس میں حاجی اس بات کا عہد کرتا ہے کہ میرا سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے اور اسی کے حکم پر قربان کرنے کے لیے میں تیار ہوں اور یہ وہ جذبہ ہے جو خدا کو مطلوب ہے۔ مدینہ منورہ کی زیارت مثلاً مسجد نبوی ﷺ، جنت البقیع، مسجدِ قبا، مسجد قبلین اور میدان بدر واحد و خندق، روحانی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔

## حج کے انفرادی واجتماعی فوائد

حج کے بے شمار انفرادی واجتماعی فوائد ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- **یادِ الٰہی اور قُربِ خداوندی:** حج کا اصل فائدہ یادِ الٰہی اور قُربِ خداوندی ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

دورانِ حج چونکہ زیادہ تر توجہ اللہ کی طرف ہوتی ہے اور خانہ کعبہ سامنے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دوران انسان ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف ہو کر قُربِ خداوندی حاصل کرتا ہے۔ اسی احساس میں عبادتِ الٰہی کا مخصوص مزہ ہوتا ہے۔

- **ایمان وتقویٰ کا حصول:** دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگ صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر جب اکٹھے عبادت میں مصروف ہوتے ہیں تو حج کی برکت سے یہ لوگ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں ایمان وتقویٰ کی صلاحیت مضبوط تر ہو جاتی ہے۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر سبقت کا جذبہ اور شوق پیدا ہوتا ہے۔

- **معاشی فوائد:** مختلف ممالک سے آنے والے حجاج خرید وفروخت کے ذریعے بہت سے معاشی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح اپنے وطن واپسی پر بہت سے اشیاء بھی ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

- **سادہ زندگی:** حج سادہ زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ احرام کے سادہ لباس میں ملبوس یہ نظارہ قابلِ دید ہوتا ہے۔ اس طرح لوگوں کو سادگی کا احساس دِلا کر امیر وغریب کی سوچ ختم کر دیتا ہے۔

- **روحانی پاکیزگی اور محبت:** دورانِ حج اللہ سے قریبی تعلق کی بناء پر روحانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جس سے تعمیر سیرت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ انسان کا اللہ سے محبت' رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ایک دوسرے سے محبت کے جذبات بڑھ جاتے ہیں۔

**حج کے اجتماعی فوائد:** حج کے چند ایک اجتماعی فوائد درج ذیل ہیں:

○ **اصلاحِ معاشرہ:** مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگ جب چند دن ایمان و تقویٰ کی



حالت میں گزارتے ہیں اور روحانی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں تو واپسی پر یہ اصلاح معاشرہ کا سبب بن جاتے ہیں اور ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

○ **اجتماعیت کا شعور' نظم وضبط اور اطاعتِ نظم:** ایک ہی مرکز میں مختلف ممالک سے آئے لوگوں کا اکٹھا میل جول مسلمانوں میں اجتماعیت کا شعور بیدار کر کے ایک ہی امام اور امیر کی قیادت میں مناسک حج ادا کرنے سے نظم وضبط اور اطاعتِ نظم پیدا ہوتا ہے۔

○ **ملتِ اسلامیہ کی شان وشوکت کا اظہار:** دُنیا کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے ملتِ اسلامیہ کے فداکاروں کا ایک ہی لباس اور زبان میں ایک ہی نعرہ توحید لبّیک ملتِ اسلامیہ کے شان وشوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

○ **مساوات کا عملی مظاہرہ:** حج مساوات کا علمبردار ہے۔ تمام حاجی ایک ہی لباس، نعرے اور ذات پات اور شاہ وگدا کی تمیز ختم ہو کر مساوات کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔

○ **مسلمانوں کا بین الاقوامی اجتماع:** مسلمانوں کے اس بین الاقوامی اجتماع سے بین الاقوامی سیاست و تجارت اور بین الاقوامی تعلقات فروغ پاتے ہیں اور مسلمانوں میں عالمگیر شعور پیدا ہوتا ہے۔

○ **اتحاد عالم اسلام:** مسلمانوں کے اس بین الاقوامی اجتماع سے اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد واتفاق کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور اتحاد عالم اسلام کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

**عربی زبان سے واقفیت:** عربی قرآن کی زبان ہے۔ حج کے ذریعے مسلمانان عالم عربی زبان سے واقفیت حاصل کر کے قرآن کے ساتھ اپنا تعلق بناتے ہیں اس طرح حج بالواسطہ طور پر مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس طرح کثیر تعداد میں عربی بولنے والے لوگوں کو دیکھ کر

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

عربی کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

○ **مسائل کا حل:** حج کے اجتماع میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے باہمی تنازعات کے حل کا حج ایک بہترین موقع ہے۔ موجودہ مسائل کے حل کے لیے دُعائے حل بھی مانگا جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ حج انفرادی طور پر تزکیہ نفس کا مؤثر اور بہترین ذریعہ ہے اور مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے حل کا اور اجتماعی بہبود کا ایک مؤثر فورم ہے۔

**سوال 6: جہاد سے کیا مراد ہے؟ اس کی قسمیں اور فضائل بیان کریں۔**

**جواب: جہاد کا مفہوم:** جہاد کے لغوی معنی کوشش کے ہیں۔ دینی اصطلاح میں جہاد سے مراد وہ کوشش ہے جو دین کی حفاظت، فروغ امت مسلمہ کے دفاع، فتنے کے خاتمے اور دین کی سربلندی کے لیے کی جاتی ہے جہاد بڑی وسیع اصطلاح ہے اس میں نیت وارادے سے لے کر جانی قربانی تک تمام کوششیں شامل ہیں۔ جہاد کے لیے فی سبیل اللہ ہونا شرط ہے۔ اگر جہاد کا مقصد رضائے الٰہی نہ ہو تو وہ جہاد کہلانے کا مستحق نہیں اور یہی جنگ و جہاد میں بنیادی فرق ہے۔ جنگ کا مقصد ہوس ملک گیری، معاشی مفادات اور کسی قوم یا ملک کے اوپر غلبہ مقصود ہوتا ہے۔ جبکہ جہاد کا مقصد کلمۃ اللہ یعنی حق کی سربلندی ہوتی ہے۔

## جہاد کی اقسام

حق کے مقابلے میں عموماً دو قوتیں رکاوٹ کے طور پر کار فرما ہوتی ہے ایک خواہش نفس اور دوسری طاغوت۔ لہٰذا جہاد کی بھی دو اقسام ہیں۔ پھر چونکہ بدی کے ان قوتوں کے خلاف مختلف وسائل کے اعتبار سے جہاد کی جاتی ہے لہٰذا اس کے پھر کئی اقسام ہیں۔ بدی کے قوتوں کے



حوالے سے جہاد کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ **خواہش نفس کے خلاف جہاد:** انسان کو اطاعت الٰہی سے روکنے والی پہلی قوت انسان کی اپنی خواہشات ہیں۔ خواہشات نفس کے خلاف جہاد کو نبیؐ نے "جہاد اکبر" قرار دیا ہے۔ جہاد کا یہ وہ مرحلہ ہے جسے طے کیے بغیر انسان جہاد کے کسی اور میدان میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

۲۔ **طاغوت کے خلاف جہاد:** شیطان اور شیطانی قوتوں کے خلاف جہاد ضروری ہے طاغوتی قوتیں مختلف طریقوں سے اللہ کے بندوں کو طاغوت کی بندگی پر مجبور کرتے ہیں۔ طاغوت اور طاغوتی قوتیں مختلف شکلوں میں پائی جاتی ہیں۔ مسلمان معاشرے کے اندر غلط رسم ورواج کی شکل میں اور اسلامی معاشرے سے باہر مخالف غیر اسلامی ممالک یا قوتوں کی شکل میں بھی۔ چنانچہ ان مختلف قوتوں کے خلاف مختلف وسائل و ذرائع سے جہاد کرنا۔ جہاد کی مختلف شکلیں اور اقسام ہیں۔ وسائل وذرائع کے حوالے سے جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱۔ **جہاد بالقلب:** ہر قسم کے بے دینی اور مخالف اسلام قوتوں کو دل میں جگہ نہ دینا اور ان کے خلاف دل میں نفرت اور مخالفت کا جذبہ رکھتا ہے۔ جہاد بالقلب ہے۔

۲۔ **جہاد باللسان:** باطل کے خلاف اپنی زبان کی پوری قوت کا استعمال اور حق کی اشاعت جہاد باللسان ہے۔

۳۔ **جہاد بالقلم:** طاغوتی قوتوں کے خلاف قلم کو استعمال کرنا اور حق کی حمایت میں تصنیف و تالیف جہاد بالقلم ہے۔ یہ بھی نہایت لازمی اور واجبی ہے جس کے قلم میں جتنا بھی قوت اور صلاحیت ہے اتنا ہی اُس سے اصلاح معاشرہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

۴۔ **جہاد بالمال:** باطل قوتوں کے خلاف موقع آنے پر اپنا مال و دولت خرچ کرنا جہاد بالمال ہے۔

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

**ہ. جہاد بالسیف یا قتال:** جب طاغوتی قوتیں حق کا راستہ روکتے ہیں اور مسلمانوں کو مسلمان ہونے کی بناء پر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو پھر تلوار کے ذریعے جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ پھر قرآن کا اعلان ہے کہ وَقَاتِلُوْهُمْ لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّتَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ط۔

**ترجمہ:** اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ان کا پھیلایا ہوا افساد (فتنہ) ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔

اس جہاد کی دو صورتیں ہیں۔

**(الف) مدافعانہ جہاد:** غیر مسلموں کے تسلط سے محفوظ رہنے کے لیے جہاد مدافعانہ جہاد کہلاتا ہے۔

**(ب) مصلحانہ جہاد:** اسلام کے پیغام کو پھیلانے اور دین حق کی اشاعت کے لیے کی جانے والی کوششیں مصلحانہ جہاد کے زمرے میں آئیں گے۔ قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کے آنے کا مقصد ہی غلبہ دین حق بتایا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ ۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (التوبہ)

**ترجمہ:** اس (اللہ) نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تا کہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر، خواہ یہ بات مشرکوں کو بری لگے۔

## فضائل جہاد

جہاد ارکان اسلام کی حفاظت اور روح ہے۔ گویا یہ اسلام کے قلعہ کا حصار اور ڈھال ہے۔ حق اور باطل میں ازل سے ابد تک کشمکش جاری ہے۔ اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔



اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط۔

**ترجمہ:** جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

حق اور باطل کی اُس جنگ میں لوگ حق کی راہ میں باطل سے لڑتے ہیں اللہ ان سے راضی ہوتا ہے اور جنت کے مستحق بن جاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔

(الصف)

**ترجمہ:** بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔ گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ جہاد کے اس راستے میں جان دینے والوں کو اللہ تعالیٰ حیات ابدی بخشتا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

**ترجمہ:** "اور جو اللہ کے راستے میں قتل ہو جائیں۔ انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی) شعور نہیں"۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "جنت تلواروں کے سائے تلے ہیں"۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد کو ایمان کے بعد سب سے افضل عمل قرار دیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص دنیا میں واپس آنے کو تیار نہیں ہو گا۔ مگر شہید کی آرزو ہو گی کہ اسکو دنیا میں واپس لوٹایا جائے اور بار بار دس مرتبہ شہید ہو جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود بھی شہادت کی آرزو میں موت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ "جو قدم ایک بار اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں۔ پھر ان قدموں پر جہنم کی آگ ہمیشہ کے لیے حرام

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

ہو جاتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں نبیؐ نے فرمایا ہے کہ۔ "شہید کو قرض (حقوق العباد) کے علاوہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔

## سوال 7: اولاد کے حقوق و فرائض قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کریں؟

**جواب:** اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر معاملے میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن و حدیث نے حقوق و فرائض کی ایک واضح تقسیم کی ہوئی ہے۔ حقوق و فرائض میں ایسا تعلق ہے کہ جہاں ایک کا حق دوسرے کا فرض اور دوسرے کا فرض پہلے کا حق بنتا ہے۔ اولاد کے حقوق و فرائض میں بھی یہی قانون ہے اولاد کے حقوق والدین کے فرائض ہیں۔ اور اولاد کے فرائض والدین کے حقوق ہیں۔ ذیل سطور میں ہم ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

**اولاد کے حقوق (والدین کے فرائض):** حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے انسان کی سنگ دلی اس درجے تک پہنچ گئی تھی۔ کہ وہ اپنے اولاد کو قتل کر ڈالتا تھا۔ اسلام نے انسان کے دل میں سوئے ہوئے رحم و الفت کو جگایا اور دنیا سے قتل اولاد کی سنگدلانہ رسم کا خاتمہ کر کے اولاد کے حقوق جو والدین کے فرائض ہیں متعین کیے۔

اولاد کے چند حقوق یا والدین کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

۱. **زندگی کا حق:** اسلام نے اولاد کو زندگی کا حق دیا ہے اور بہت ہی شدت سے قتل اولاد سے منع فرمایا ہے۔

۲. **پیدائش پر اظہار مسرت:** والدین کو اولاد کے پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اسلام سے پہلے اہل عرب میں بعض لوگ لڑکیوں کی پیدائش پر عار محسوس کر کے قتل کر ڈالتے تھے۔ اسلام نے لڑکیوں کی تربیت لڑکوں کی طرح کرنے اور لڑکیوں کو رحمت قرار دیا ہے۔

۳. **اسلامی نام رکھنا:** حضور ﷺ نے وہ نام جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہوں کو



پسندیدہ قرار دیا ہے۔ عبداللہ اور عبدالرحمن جیسے نام بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ شخصیت پر نام کا اثر بھی پڑتا ہے جو حدیث سے ثابت ہے۔

٤. **عقیقہ و ختنہ:** بچے کی پیدائش کے بعد اسے پاک صاف کر کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے اور برکت کی دعا کی جائے۔ پھر ساتویں دن یا کسی بھی دن عقیقہ کرایا جائے اور اگر ہو سکے تو جلد ہی ختنہ بھی کرایا جائے ختنہ سنت ابراہیمیؑ ہے۔

۵. **رضاعت:** بچے کو دودھ پلانا والدین کا فرض اور بچے کا حق ہے۔ حولین کاملین یعنی دو سال تک دودھ پلانا انتہائی مدت ہے۔ نہ ہونے کی صورت کوئی اور انتظام کرانا لازم ہے۔

٦. **پرورش اور تعلیم و تربیت:** بچوں کے پرورش والدین کی ذمہ داری ہے بچے کے بنیادی ضروریات جیسے کھانے پینے رہائش اور علاج کی فراہمی والدین کا فریضہ ہے۔ ان تمام ضروریات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ بچوں کی بہترین تربیت بھی لازمی ہے۔ تاکہ ان میں بہترین اور اعلیٰ صفات پیدا ہوں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا**۔

**ترجمہ:** اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و اعیال کو جہنم سے بچاؤ۔ حسب استطاعت بچوں کو تعلیم دلانا اور خصوصاً دینی تعلیم کا لازمی انتظام ضروری ہے۔

۷. **اولاد کے درمیان عدل و مساوات:** اولاد کے درمیان عدل و مساوات سے کام لینا چاہیے بیٹا، بیٹی میں فرق اور ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دینا چاہیے۔ بلکہ لڑکی کی تعلیم و تربیت پر تو زیادہ اجر و ثواب اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۸. **رحمت و شفقت:** اولاد کے ساتھ بہت ہی رحمت و شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ کیونکہ وہ یہی تربیت لے کر پھر بڑھاپے میں والدین کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کریں گے۔ حضور ﷺ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

اپنے نواسوں، نواسیوں کے ساتھ بے حد شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔

۹. **حق نکاح:** بالغ ہونے پر بچے کی شادی کرنی چاہیے۔ اس طرح اولاد بہت سی جنسی و اخلاقی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ نکاح میں بچے کی مرضی اور مشورے کو شامل کرنا چاہیے۔

۱۰. **وراثت کا حق:** اسلام وراثت اور مال کی تقسیم میں عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے اولاد کو وراثت کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۱. **دعا:** والدین کی دعا بچے کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا اولاد کا حق ہے کہ والدین ان کے لیے اصلاح احوال کی دعا کریں۔

## اولاد کے فرائض (والدین کے حقوق)

اولاد کے جس طرح کئی حقوق ہیں۔ اور یہ حقوق والدین کے فرائض ہیں اسی طرح اولاد پر بہت سے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ جو والدین کے حقوق ہیں۔ والدین بچے کی نہ صرف پیدائش کا ذریعہ ہیں بلکہ ان کی تربیت و پرورش بھی کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کا حق ذکر کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔

**ترجمہ:** آپ کے پروردگار نے فیصلہ فرمادیا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرتے رہو۔

اولاد کے چند چیدہ چیدہ فرائض (والدین کے حقوق) درجہ ذیل ہیں۔

۱. **حسن سلوک:** والدین کا پہلا حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا جائے۔ ان کی ناخوشگواری اور خلاف طبع باتوں کو بھی ہنسی خوشی سے برداشت کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے۔



وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ط۔

**ترجمہ:** اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲. **ادب و احترام:** والدین کا ادب و احترام اولاد کی ذمہ داری ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ط۔

**ترجمہ:** اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کے، نیاز مندی سے۔

۳. **خدمت:** والدین کی خدمت کا بدلہ جنت ہے جس طرح کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ ط۔

**ترجمہ:** جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ والدین کا نافرمان شخص جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔

۴. **فرمانبرداری:** والدین کے ان تمام احکامات کی فرمانبرداری جو شریعت کے خلاف نہ ہو ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حدیث کے مطابق والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔

۵. **شکر گزاری:** اللہ تعالیٰ کے بعد انسان کے سب سے بڑے محسن والدین ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ۔

**ترجمہ:** میرا بھی شکر کرنا اور اپنے والدین کی بھی۔

۶. **والدین کی مالی امداد:** قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ۔

**ترجمہ:** کہہ دیجئے کہ جو بھی مال اپنے مال سے خرچ کرو تو وہ (پہلا حق) والدین کا ہے۔

حدیث شریف میں اولاد کی کمائی کو والدین کی کمائی قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا جب والدین کو ضرورت ہو تو پھر اولاد پر فرض ہے کہ وہ ان کی مالی مدد کریں۔ ویسے عام حالات میں بھی اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کی مالی مدد کریں۔

**۷. والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک:**

والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اولاد کا فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چچا باپ کی مانند ہے۔ اور خالہ ماں کی مانند ہے۔ ایک حدیث میں باپ کے تعلق داروں کے ساتھ نیک سلوک کو بہترین نیکی قرار دیا گیا ہے۔

**۸. دعائے مغفرت:** اولاد کا فرض ہے کہ جب تک والدین زندہ ہوں ان کی صحت و عافیت اور زندگی کے لیے دعا کرے اور جب والدین وفات پا جائیں۔ تو ان کی مغفرت کے لیے دعا کرے۔ قرآن مجید میں مختلف انداز سے اس کی تعلیم دی گئی ہے۔

قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

**ترجمہ:** اور کہہ دے اے میرے رب ان دونوں (والدین) پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔

اولاد کا والدین کے حق میں دعا صدقہ جاریہ ہے ایک حدیث شریف میں والدین کے حق میں دعائے مغفرت والدین کا حق قرار دیا گیا ہے۔

**سوال 8: اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لیے کن امور کی پابندی ضروری ہے؟**

**جواب:** اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو جسمانی، روحانی اور مالی طور پر



خوش حال اور صحت مند دیکھنا چاہتا ہے اس لئے اسلام نے اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے چند اصول متعین کیے ہیں۔ تاکہ معاشرہ میں خوشگوار ماحول پیدا کیا جا سکے۔ بگاڑ سے بچا سکے۔ خوشگوار انسانی تعلقات کے قیام اسلامی معاشرے کی تشکیل اسلام نے درج ذیل امور کی پابندی ضروری قرار دیا ہے۔

**۱. دیانتداری:** دیانت داری سے مراد امانت داری ہے لیکن اسلام میں دیانت داری وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا مطلب اپنی ذمہ داریوں کو ان کے حقوق کے مطابق ادا کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاشرے کے ہر ایک فرد کو مسئول اور جوابدہ قرار دیا ہے۔ معاشی اور معاشرتی تعلقات کی استواری کے لیے دیانت ایک بنیاد شرط ہے جس معاشرے میں دیانت داری ختم ہو جائے۔ وہاں کاروباری معاملات سے لے کر گھریلو تعلقات تک، ہر جگہ ناقابل اصلاح بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اسلام مسلمانوں کو ان نقصانات سے دیانت داری کی تلقین کرتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

**ترجمہ:** بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اس کے اہل لوگوں کو پہنچا دو۔

نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل "الامین" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ آپ کا فرمان ہے کہ جس میں دیانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

**۲. ایفائے عہد:** ایفائے عہد کا معنی ہے وعدہ پورا کرنا۔ ہمارے اکثر معاملات کی بنیاد وعدوں پر ہوتی ہے اسلام میں وعدے کی پابندی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر دین کا اعتبار نہیں۔ قرآن و سنت میں منافقین کی جو نشانیاں بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک وعدہ خلافی بھی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**ترجمہ:** اور پورا کرو وعدوں کو بے شک وعدوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے سخت سے سخت حالات میں بھی وعدوں کی پابندی فرمائی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ۔

**ترجمہ:** جسے وعدے کا پاس نہیں اس میں دین نہیں۔

ہمارے لین دین کے تمام معاملات اور باہمی حقوق ایفائے عہد کے ہی ذیل میں آتے ہیں۔ اس لیے ان سب کی پاسداری ضروری ہے۔

۳. سچائی: سچائی کا مطلب بیان اور واقعے میں مکمل مطابقت ہے۔ اس کا متضاد (کذب) ہے یعنی بیان اور حقیقت میں مطابق نہ ہونا۔ سچائی کے باعث انسان نیکی اور شرافت کے راستے پر چل پڑتا ہے سچائی کیا سر چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء کرامؑ راست گفتار تھے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ ط۔

**ترجمہ:** سچائی کو انسان ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے اور جھوٹ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

سچائی کا مفہوم میں قول کے ساتھ عمل اور خیال تک کی سچائی شامل ہے۔

۴. عدل و انصاف: لفظی معنیٰ کے اعتبار سے عدل و انصاف برابر بانٹنے اور نصفا نصف کرنے کے ہیں۔ اخلاقیات کی اصطلاح میں عدل و انصاف کا معنی ہے ہر شخص کے ساتھ برابری کا معاملہ کرنا۔ جس کا وہ دراصل حقدار ہے۔ عدل و انصاف کا تعلق زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ ہے۔ معاشرتی، قانونی، معاشی، سیاسی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عدل از حد ضروری ہے۔ عدل کائنات کی جان ہے۔ اور عدل ہی کی وجہ سے کائنات کا یہ نظام قائم ہے۔

نظام عدل کی موجودگی کی وجہ سے معاشرے کے امور بخیر وخوبی سر انجام پاتے ہیں۔ اور بے انصافی کی وجہ سے معاشرے کا ہر شعبہ مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔



اسلام نے بلا رنگ و نسل، قوم، وطن اور مذہب کے عدل کا حکم دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ ط۔

**ترجمہ:** بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔

عدل کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔

**ترجمہ:** عدل کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔

۵. **احترام قانون:** احترام قانون کا مطلب یہ ہے کہ ہر شہری کو ریاست کے ان تمام ضابطوں پر پوری طرح عمل کرنا چاہیے۔ جو اس پر لاگو ہوتے ہیں۔ اور نفاذ قانون میں مدد کی جائے۔ کسی بھی معاشرے میں امن کے قیام اور اس کی بقاء کے لیے احترام قانون بہت ضروری ہے۔ اس لیے اسلام نے اپنے پیروکاروں کو احترام قانون کا درس دیا ہے۔ اور اگر کوئی دنیا میں قانون کی گرفت سے بچے گا تو آخرت میں ضرور اس پر قانون لاگو ہوگی۔ کیونکہ وہ تو جزا کا دن ہے۔ یہی وہ احساس ہے جس نے قرون اولیٰ کے لوگوں کو از خود عدالت میں لے جانے پر مجبور کیا۔

اسلام میں قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ شاہ و گدا، حاکم و محکوم، سب ایک برابر ہیں۔ اسلامی تاریخ میں خلفاء کا اس سلسلے میں روشن مثالیں موجود ہیں۔

٦. **کسب حلال:** کسب حلال سے مراد حلال کمائی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسب حلال عبادت کے برابر ہے اور اس کا حصول عبادت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کسب حلال کا حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رزق حلال کو قبولیت دعا کے لیے بنیادی شرط قرار فرمایا ہے۔

اسلام نے تمام جائز و ناجائز ذرائع آمدن جیسے بد دیانتی، رشوت، سود، ذخیرہ اندوزی اور فریب دھوکہ سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ جس معاشرے میں یہ ذرائع عام ہو جائے۔ تو تباہی و بربادی

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

۷. **ایثار:** ایثار کے لغوی معنی ترجیح دینے کے ہیں جب کہ شریعت کی اصطلاح میں اس سے مراد دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایثار کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط۔

ترجمہ: اور وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ خود فاقے ہی سے کیوں نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ ایثار کے پیکر تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد انصار مدینہ کا ایثار تاریخ اسلام کا زرین باب ہے۔

**سوال 9: رذائل اخلاق سے کیا مراد ہے؟ ایسے کئی رذائل کا ذکر کریں۔ اور بتائیں کہ ان سے معاشرے میں کیسے بگاڑ پیدا ہوتا ہے؟**

**جواب: رذائل اخلاق:** ایسے عادات و اطوار جو انسان کو شرف انسانیت سے گا کر درجہ حیوانیت تک پہنچادیتے ہیں رذائل اخلاق کہتے ہیں۔ رذائل اخلاق کے نتیجے میں انسان ہر قسم کی بھلائی سے محروم ہوجاتا ہے۔ جب رذائل اخلاق کی معاشرے میں عام ہوجائیں۔ تو پورا معاشرہ تباہی و بربادی سے دوچار ہوجاتا ہے۔ چند رذائل اخلاق اور ان سے پیدا ہونے والا بگاڑ حسب ذیل ہیں۔

۱. **جھوٹ:** خلاف واقعہ بات جھوٹ کہلاتا ہے۔ جھوٹ تمام برائیون کی جڑ ہے جھوٹ قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ اور اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جھوٹ انسان کی برائی پر آمادہ کرتی ہے۔ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے جھوٹے کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ جھوٹ ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ جھوٹ سے انسان میں بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹ انسان کو



منافقت کی طرف لے جاتا ہے۔

۲. **غیبت:** کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے ایسے عیوب کا تذکرہ کرنا جو اس میں موجود ہو۔ اگر وہ سنے تو برا مانیں۔ غیبت کہلاتا ہے۔ غیبت بدترین اخلاقی عیب ہے۔ اور حدیث پاک میں اسے زنا سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں اسے اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

غیبت کے نتیجے میں غیبت کرنے والے کا مقام گرا کر اس کا اعتماد ختم ہوجاتا ہے نفرت اور بغض پیدا ہوجاتی ہے۔ رواداری، عدل و انصاف اور رحم دلی ختم ہوجاتی ہے غیبت کرنے والا حقوق العباد میں کوتاہی کرنے کا مجرم ہوتا ہے جو ناقابل معافی جرم ہے۔ غیبت سے احسان، مساوات اور اخلاقی حسنہ ختم ہوکر معاشرتی زندگی میں فتنہ وفساد پیدا ہوتی ہے۔

۳. **منافقت:** معنی کے لحاظ سے منافقت دورنگی اور دوغلاپن کے ہیں۔ یعنی ظاہر اور باطن دونوں میں تضاد ہو۔ قول اور فعل میں تضاد، ظاہر میں خود کو مسلمان ظاہر کرنے والا اور عمل اس کے خلاف ایسے شخص کو منافق کہتے ہیں۔ منافقین کی دو قسمیں ہیں۔ اعتقادی منافق۔ جس میں ایمان سرے سے نہیں ہوتا۔ اس کی سزا ابدی خلود جہنم ہے۔ دوسری قسم عملی منافق کی ہے۔ یہ کمزور ایمان والے ہیں۔

قرآن مجید میں منافقین کے لیے سخت ترین سزا کا بیان ہوا ہے کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے منافقین کی تین بڑی نشانیاں ارشاد فرمائے ہیں۔ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کردی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

اسلام کو سب سے زیادہ نقصان منافقین سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ گھر کے بھیدی اور آستین کے سانپ ہوتے ہیں۔

منافق بزدل ہوتا ہے۔ منافق قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ منافق مسلمانوں کے راز کافروں کو آشکارا کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ وہ مسلمان کو بھی باہم لڑاتے ہیں۔

۴. **تکبر:** تکبر کے معنی خود کو بڑا اور برتر سمجھنے اور ظاہر کرنے ہیں۔ جب کہ دوسروں کو حقیر سمجھنے کے ہیں۔

مخلوقات میں سب سے زیادہ پہلے تکبر شیطان نے کیا تو اللہ کی رحمت سے مردود ہوا۔ آخرت میں متکبر انسانوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ ط۔

**ترجمہ:** کیا جہنم میں غرور اور تکبر کرنے والوں کے ٹھکانہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر غرور ہوگا وہ انسان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

متکبر انسان دوسروں کو کمتر اور حقیر سمجھ کر ظلم وزیادتی کرتا ہے۔ گناہوں پر بے باک ہوتا ہے۔ وہ مروت، ایثار، اور اخوت جیسے تمام قسم کی بھلائی سے محروم ہوجاتا ہے۔

۵. **حسد:** کسی کی ترقی، خوشحالی، فضیلت، منصب اور نعمت کو دیکھ کر جلنے اور اس سے نعمت کی چھین جانے کی تمنا آرزو کرنا حسد کہلاتا ہے۔

اَلْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

**ترجمہ:** حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔



حسد ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جس سے انسان کئی دوسری اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ وہ بہت سے عزیزوں سے ترک تعلق کرلیتا ہے۔ وہ کبھی قانع نہیں ہوتا۔ اپنی صلاحیتیں تخریبی سرگرمیوں میں ضائع کرتا ہے وہ دل میں اندر جلتا ہے۔ حاسد کو کبھی سکون نصیب نہیں ہوتا۔ حسد سے معاشرے میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے حاسد کے دل میں سوائے نفرت اور جلن کے کوئی شریفانہ جذبہ جگہ نہیں پاسکتا۔

سوال10: میاں بیوی کے باہمی حقوق وفرائض قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں؟

**جواب: میاں بیوی (زوجین) کے باہمی حقوق:** معاشرے کی بنیادی اکائی گھر ہے۔ اور گھر کے سکون اور خوشحالی کا انحصار میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات پر ہے۔ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات معاشرے اور آئندہ نسلوں کی فلاح وبہبود کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے میاں بیوی کے حقوق وفرائض بڑی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ہم ان دونوں کے حقوق اور فرائض بیان کرتے ہیں۔

## شوہر کے حقوق (بیوی کے فرائض)

شوہر کے حقوق بیوی کے فرائض ہوتے ہیں۔ چونکہ شوہر اس چھوٹی ریاست کے سربراہ ہوتا ہے لہٰذا پہلے اس کے حقوق کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ **اطاعت:** خاوند کا یہ اولین حق ہے۔ کہ بیوی اس کی اطاعت کرے۔ شوہر کی اطاعت اس قدر لازمی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" اگر غیر اللہ کے سامنے سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے خاوند کو سجدہ کرے"۔

البتہ بیوی شوہر کی کوئی ایسی بات جو خلاف شریعت ہو۔ اس کو ماننے سے انکار کر سکتی ہے۔

۲۔ **تحفظ مال و عصمت:** عورت کا فرض ہے کہ وہ خاوند کے گھر کے مال و اسباب کی

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

حفاظت کرے اور اپنی زت و ناموس کو محفوظ رکھے۔ قرآن کی آیت۔۔۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ۔

**ترجمہ:** "نیک بیویاں اطاعت شعار ہوتی ہے۔ اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے" کا یہی مطلب ہے۔ حدیث میں بھی اس طرح مفہوم بیان ہوا ہے۔

۳۔ **شوہر کی خوشحالی کا خیال:** شوہر کا حق ہے کہ بیوی اس کی خوشحالی کا خیال رکھے۔ بیوی کو شوہر کی مزاج شناس ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں آتا ہے "اگر بیوی اس عالم میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ جنت میں جائے گی"۔

۴۔ **شوہر کے لیے زیبائش و آرائش:** شوہر کا بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ وہ اس کی خاطر شرعی حدود میں رہتے ہوئے بناؤ سنگار کرے بیوی خود کو صاف ستھرا رکھے تاکہ شوہر کا اس سے محبت پیدا ہو اور جب وہ اسے دیکھے تو خوش ہو جائے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ "بہترین بیوی وہ ہے کہ جب اس کا خاوند اس کو دیکھے تو خوش ہو جائے"۔

۵۔ **قناعت و شکر گزاری:** عورت کا فرض ہے کہ شوہر جو کچھ اپنی بس کے مطابق کرتا ہے وہ اس کی ناشکری نہ کرے۔ قناعت اپنے اندر پیدا کرے اور شوہر کو بے جا تنگ نہ کرے رسول اللہ ﷺ کے ایک حدیث کے مطابق جہنم میں عورتوں کی کثرت اور جانے کی ایک وجہ لعن طعن اور شوہروں کی ناشکری ہے۔

۶۔ **شوہر کے رشتہ داروں سے حسن سلوک:** شوہر کا یہ بھی حق ہے کہ اس کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اس سے گھر کا ماحول اچھا ہو جائے گا۔ ورنہ تو گھر میں روز جھگڑے ہوں گے جس سے گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے۔



# بیوی کے حقوق (شوہر کے فرائض)

اسلام نے اگر ایک طرف شوہر کے حقوق اور عورت کے فرائض متعین کئے ہیں۔ تو دوسری طرف شوہر پر کچھ فرائض بھی عائد کئے ہیں۔ جو بیوی کے حقوق ہیں۔ ان کا ذکر ذیل کے سطور میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ **حق مہر:** مہر عورت کا حق اور شوہر کی اولین ذمہ داری ہے کہ جو مہر مقرر کیا گیا ہے وہ عورت کو ادا کرے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ۔۔۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ

ترجمہ: یعنی عورتوں کے مہر ہنسی خوشی ادا کرو۔

۲۔ **حسن سلوک:** شوہر پر فرض ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کی عزت کرے اور اس کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار نہ کرے۔ قرآن حکیم کا حکم ہے کہ۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

**ترجمہ:** اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح گزران کرو۔ حدیث میں آتا ہے کہ "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہیں۔

۳۔ **نان و نفقہ کی ادائیگی:** نان و نفقہ سے مراد ضروریات زندگی ہیں۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ بیوی کی جائز ضروریات کا خیال رکھے۔ اپنے اہل و عیال پر خرچ صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ مرد نگران ہیں۔ اس لیے نان و نفقہ کی فراہمی اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر شوہر اپنے اس فرض میں کوتاہی کرے تو عورت قانونی طریقہ سے بھی اپنے اس حق کو حاصل کر سکتی ہے۔

۴۔ اصلاح و تربیت: مرد نگران کی حیثیت سے عورت کی اصلاح و تربیت کا ذمہ داری ہے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ○

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

**ترجمہ:** اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ حدیث شریف میں مرد کو اہل وعیال کا نگران بنا کر اس کے بارے میں مسئول بتایا گیا ہے۔

۵۔ **عفوودرگزر:** عورت سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو مرد کو چاہیے کہ وہ عفوودرگزر سے کام لے۔ کیونکہ حدیث شریف کے مفہوم میں بھی یہی ہدایت دی گئی ہے۔

۶۔ **عدل وانصاف:** ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں ان کے درمیان عدل وانصاف مرد کی ذمہ داری ہے۔ جس طرح قرآن وسنت کے احکامات سے واضح ہوتا ہے۔ ایک بیوی کی صورت میں اس کے مکمل حقوق کی ادائیگی عدل وانصاف ہے۔

۷۔ **حق خلع:** عورت کا حق ہے کہ اگر وہ مرد کے ساتھ گزارا نہ کر سکے وہ عدالت کے ذریعے سے طلاق لے سکتی ہے۔ اسے حق خلع کہتے ہیں۔

۸۔ **بیوی کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک:** عورت کا بھی یہ حق ہے کہ شوہر اس کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ اس سے گھر کے ماحول پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

۹۔ **حق وراثت:** شوہر کے وفات پر اس کے چھوڑے ہوئے مال میں بیوی کا اپنا حصہ ہوتی ہے خاوند کے وفات پر بیوی کو حق وراثت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

**سوال 11: اسلام نے عورت کو معاشرہ میں کیا مقام دیا ہے؟ اس کے حقوق اور اس کے ذمہ داریاں بیان کریں؟**

**جواب:** انسانی زندگی میں استحکام اور فساد کی بنیاد پر مرد اور عورت کے متوازن اور غیر متوازن تعلق پر ہے۔ مرد اور عورت انسانی زندگی کا لازم وملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں بھی ان دونوں کا برابر کا حصہ ہے۔



عورت نصف انسانیت ہے کسی ترقی پسند معاشرے اور صالح تمدن کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ عورت کی حیثیت متعین کرے۔ اسلام جو ایک نظام حیات ہے اور انسانیت کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اس نے مسئلہ عورت پر خصوصی توجہ دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اسلامی نقطہ نظر پیش کریں۔ ہمیں اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت پر ایک سرسری نگاہ ڈال لینی چاہیے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔

اسلام سے پہلے تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورت ظلم وستم اور محکومیت کے دور سے گزری ہے مثلاً قدیم ترین تہذیب یونان میں عورت کو مصائب کا موجب قرار دیا گیا تھا۔ عورت ادنیٰ درجہ کی مخلوق اور معارتی مرتبہ کے اعتبار سے انتہائی پست درجہ پر تھی۔ رومی تہذیب میں غلاموں کی طرح عورت کا مقصد بھی خدمت اور چاکری تھا۔ اس کا کوئی حق نہ تھا خاوند اپنی بیوی کو قتل کر سکتا تھا۔ یہ اس کا قانونی حق تھا۔ ایران میں عورت کی حیثیت ویسی ہی تھی۔ اس کی ذات میں انہیں کوئی اخلاقی قدر نظر نہیں آتی تھی۔ حتیٰ کہ ماں، بیوی اور تمیز بھی اٹھ گئی تھی یہودیت کے مطابق عورت بدطینت اور مکار ہے۔ وہ باپ اور شوہر کے اختیار میں ہے۔ مرد وارث کی موجودگی میں عورت وراثت سے محروم ہو جاتی تھی عورت ناپاک ہے اور اس کائنات میں مصیبت اسی کے دم سے ہے۔ عیسائیت کے مطابق عورت ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دلربائی اور ایک آراستہ مصیبت ہے ہندومت میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں اور رسم ستی اس کا واضح ثبوت ہے۔ قبل از اسلام عربوں میں بھی عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی لڑکی موجب نفرت سمجھی جاتی تھی۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، نکاح پر کوئی پابندی نہ ہونا اور یہاں تک کہ بیٹا باپ کی بیوہ سے شادی کر سکتا تھا۔ عورت کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

دور حاضر میں مغربی تہذیب، جس کے پس منظر میں یونانی، رومی اور مسیحی تجربات ہیں۔ اس میں بھی عورت کی حیثیت ہمیشہ پست رہی۔ آزاد جنسی تعلقات اور طوائف کلچر مغربی تہذیب کا حصہ ہیں۔ عورت بناؤ سنگھار کے ذریعے فحاشی و عریانی کے نئے نئے طریقوں سے ایجاد اور تشہیر بازی کے لیے ہے۔

# اسلام میں ایک عورت کی حیثیت

اسلامی نظام معاشرت میں عورت کی حیثیت کو متعین کیا گیا۔ اس کا مقام و مرتبہ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ کار اور اس کے تعلقات کی نوعیتوں کا بھی تعین کیا گیا۔ اگر قدیم معاشروں کے پس منظر کو دیکھا جائے۔ تو اسلام کا گروہ واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ جو اس نے عورت کے وقار کو بلند اور معاشرے میں اسے محترم مقام دینے کے لیے ادا کیا۔

اسلام مرد و عورت کے بنیادی حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہتا ہے۔ کہ عورت مختلف حیثیتیں رکھتا ہے اس لیے ان حیثیتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً عورت ماں ہے بیٹی ہے بہن ہے اور بیوی ہے۔ فساد کا سبب یہ ہے کہ مرد جب کبھی عورت کے مسائل پر غور کرتا ہے۔ تو اپنی کے نقطۂ نظر سے غور کرتا ہے باپ بیٹے بھائی اور شوہر کی حیثیت سے نہیں۔ قرآن و حدیث نے عورت کی تمام حیثیتوں سے بحث کی ہے اور ان حیثیتوں کے تعین کے بعد اس کے حقوق و فرائض کو بھی بیان کیا ہے۔

۱۔ **عورت بحیثیت ماں:** قرآن و سنت کے اعتبار سے ماں کا مقام معراج انسانیت ہے۔ اسلام میں ماں کی جو حیثیت ہے دوسروں کے ہاں اس کا تصور بھی نہیں۔ اسلام نے ماں کو خدا اور رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ قابل احترام ٹھہرایا اور اس کی خدمت و اطاعت پر زور دیا۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق۔۔۔ اَلْجَنَّةِ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَات۔ "یعنی جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

اور یہ کہ اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کر دی۔



۲۔ **عورت بحیثیت بیٹی:** اسلام میں والدہ کے بعد عورت کی دوسری قابل عزت حیثیت بیٹی کی ہے۔ بیٹی کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک قرآن و سنت کا واضح اصول ہے۔ قرآن نے زندہ در گور کرنے کو جہنم میں جانے کا سبب بتایا ہے۔ اور نبیؐ نے بیٹی کی تربیت اور اس کے ساتھ شفقت کو آگ سے نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

نبیؐ کا ارشاد ہے۔ "جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی۔ وہ اور میں قیامت کے روز اس طرح آئیں گے۔ اور آپ نے دو انگلیوں کو ملایا۔"

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بہن یا بیٹی کو جنت میں داخلے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

۳۔ **بحیثیت بہن:** اسلام نے بہن کو بھی قابل احترام قرار دیا ہے۔ بھائیوں کو بہن سے شفقت و ہمدردی سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ بھائی کو باپ کے بعد بہنوں کا کفیل اور ان کے ناموس کا محافظ قرار دیا ہے۔ وراثت میں ان کا مقرر ہے۔

۴۔ **بحیثیت بیوی:** اسلام نے بیوی کی حیثیت سے عورت کو بلند مقام بخشا ہے۔ اس کے انفرادی تشخص کو تسلیم کر کے اس کے فرائض کے ساتھ اس کے حقوق بھی بیان کئے ان حقوق کی ادائیگی مرد کا فریضہ قرار دیا ہے۔ ان حقوق میں مہر، نان و نفقہ، خلع، حسن سلوک، وغیرہ شامل ہیں قرآن کریم کا واضح حکم ہے کہ۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

**ترجمہ:** "اور ان کے (عورتوں) دستور کے مطابق حقوق بھی ہیں مردوں پر"۔ ایک اور

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

آیت کریم میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔

## عورت کی عمومی حیثیت

اسلام نے ان خصوصی حیثیتوں کے علاوہ اس کی مطلق حیثیت کو بھی بلند کیا ہے اسے معاشرے میں عزت، وقار، اور احترام کا درجہ دیا ہے۔ اس کے معاشرتی مرتبے کو بلند کیا ہے اور حقوق میں مساوات کا اعلان کیا ہے۔ اسلام عورت کو مظلومیت سے نکال کر اس کے تعلیم و تربیت کے لیے اصول وضع کرتا ہے۔ اس کے دائرہ کار متعین کرتا ہے اور اسے خوب و ناخوب کی شناخت عطا کرتا ہے۔ اسلام اس کے واسطے طرز عمل تجویز کرتا ہے جس کے ذریعے وہ انسانی معاشرت کے لیے رحمت بن سکے۔ اور اسے ان راہوں سے دور رکھتا ہے۔ جن پر چل کر وہ معاشرتی آفت کا روپ دھار لیتی ہے۔ اسلام نے اس سلسلے میں صحیح تعلیم اور عمدہ تربیت کو بنیاد بنایا ہے۔

## اسلامی معاشرہ میں عورت کے حقوق

اسلام نے عورت کو معاشرتی، معاشی اور تمدنی ہر طرح کے باعزت حقوق دیئے ہیں۔ ان میں چند اہم درجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **انسانیت کا حق:** اسلام نے عورت کو انسانیت کا حق دیا اور بحیثیت انسان کے مرد و عوت میں فرق کو مٹا دیا ہے۔

۲۔ **زندگی کا حق:** بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے کی انسانیت سوز رسم کا اسلام نے خاتمہ کر کے عورتوں کو زندگی کا حق دیا۔

۳۔ **تعلیم کا حق:** علم انسانیت کا معراج ہے اس لیے اسلام نے مرد و عورت دونوں کے لیے تعلیم اور علم کو لازمی قرار دیا ہے۔

۴۔ **نکاح کا حق:** عورت کو نکاح کرنے اور اپنی پسند کا بھی اسلام نے حق دیا ہے۔



۵۔ **میراث کا حق:** اسلام نے عورت کو مختلف حیثیتوں سے وراثت کا حق دیا ہے۔ کوئی اسے وراثت کے حق سے محروم نہیں کر سکتا۔

۶۔ **حق مہر:** اسلام نے مرد پر فرض عائد کیا ہے۔ کہ وہ عورتوں کو مہر ادا کریں۔ اس سلسلے میں اسلام نے واضح احکامات موجود ہیں۔

۷۔ **ملکیت کا حق:** اسلام نے عورت کو ملکیت کا بھی حق دیا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام میں واضح احکام موجود ہیں۔

۸۔ **حق خلع:** شادی کے بعد اگر شوہر کسی طرح عورت کے حقوق میں کوتاہی کرے اور صحیح معاشرت اختیار نہ کرے تو عورت بذریعہ عدالت اس سے طلاق لے سکتی ہے۔

## اسلامی معاشرے میں عورت کے فرائض اور ذمہ داریاں

اسلام نے جہاں عورت کو قابل احترام بنایا ہے اور اس کو مختلف حیثیتوں سے مختلف حقوق عطا کئے ہیں۔ وہاں اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کئے ہیں۔ تاکہ معاشرے میں توازن، اعتدال، اور خوشگوار ماحول پیدا ہو سکے۔ اسلام کی رو سے عورت کے فرائض اور ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **حفاظت عصمت:** عورت کی سب سے قیمتی متاع اس کی عصمت اور ناموس ہوتی ہے۔ اس قیمتی چیز کی حفاظت اس کی پہلی ذمہ داری ہے۔

۲۔ **اطاعت و فرمانبرداری:** نیک و صالح عورتوں کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں۔ عورت کا فرض ہے۔ کہ وہ والدین اور شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ ان کے لیے موجب راحت و سکون بنے۔

۳۔ **حصول علم:** علم انسان کے لیے زیور ہے۔ اسلام نے مرد و زن دونوں پر حصول علم فرض قرار دیا ہے۔ عورت خود کو علم کے ہتھیار مسلح کر کے ہی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

**۴۔ کفایت شعاری اور قناعت پسندی:** عورت کا کفایت شعاری اور قناعت پسند ہونا ہی گھر کے ماحول کو پر امن اور اخوشحال بنا سکتا ہے۔ فضول خرچی بہت سے گھریلو مسائل اور مشکلات کا باعث ہے۔

**۵۔ اولاد کی صحیح تربیت:** ماں کی گود بچے کے لیے اولین درسگاہ ہوتی ہے۔ عورت ہر حیثیت میں اپنی اس فرض کو پورا کر کے معاشرے کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے۔ بصورت دیگر اس سے غفلت کی صورت میں معاشرے میں افراتفری اور عدم استحکام پیدا ہوتی ہے۔ مغرب کی موجودہ صورت حال جو کہ اخلاقی طور پر تنزلی کے آخری حدود میں ہے اسی کا نتیجہ ہے۔

عورت کے یہ وہ فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جو بحیثیت عورت ہر حیثیت میں لازم ہے۔



﴿باب سوم﴾

# اسوہ رسول اکرم ﷺ

**سوال1:** رسول اکرم ﷺ کے "رحمت للعالمین" ہونے پر ایک نوٹ لکھیں؟ (یا) رسول اللہ ﷺ "رحمت للعالمین" تھے۔ مفصل بحث کریں؟

**جواب:** حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ حقیقی معنوں میں قائد انسانیت اور محسن انسانیت ہیں۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پوری کائنات میں نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی اعلیٰ صفات میں "رحمت للعالمین" بہت ہی نمایاں ہیں۔

**رحمت للعالمین:** رسول اکرم ﷺ کا پیغام ہدایت تمام عالم انسانیت کے ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین۔ (ترجمہ) "ہم نے آپ کو نہیں بھیجا بلکہ مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ط۔

**ترجمہ:** اے پیغمبر! کہہ دیجئے کہ اے انسانوں! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آپ کی بعثت نہ صرف عالم انسانیت بلکہ جنات کی طرف بھی ہوئی۔ رحمت پیار و محبت، ہمدردی اور غمگساری کو کہتے ہیں۔ عالمین جمع عالم کی یعنی دونوں جہاں۔ تو رحمت للعالمین کا معنی ہوا دونوں جہاں کے لیے رحمت یعنی دنیا و آخرت میں انسانوں اور جنوں کی طرف قرار پائے گی۔ جب کہ دیگر آیات کو ساتھ ملا کر دیکھا جائے گا۔ اور عالمین سے مراد مخلوقات اور رحمت کا عام معنی یعنی رحم کرم مراد لیا جائے تو حضور ﷺ پھر سارے جہانوں یعنی جمادات، نباتات، حیوانات اور جن کے لیے رحمت ہیں آپ ﷺ نے رحم و کرم کے جو احکامات دیئے ان کا تعلق بھی ساری مخلوق

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

سے ہے۔ جانوروں پر رحم کرنے، درختوں کو بلا ضرورت نہ کاٹنے، باغوں اور کھیتوں کو نہ اجاڑنے انسانوں میں اپنے مسلم و غیر مسلم اور دوست و دشمن سب کے لیے آپ ﷺ کا پیغام اور احکام رحمت ہیں۔ قرآن مجید میں سب کے لیے آپ ﷺ کے رحمت ہونے کا اعلان کیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ الانبیاء۔

**ترجمہ:** ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۱۔ **امت مسلمہ کے لیے رحمت:** رسول اکرم ﷺ اپنی امت پر بے حد شفیق اور مہربان تھے۔ آپ ﷺ کو ہمیشہ حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتے۔ ساتھیوں کو تکلیف میں دیکھ کر بے قرار ہو کر ان کی اعانت کرتے۔ آپ ﷺ امت پر اس درجہ مہربان تھے کہ آپ ﷺ اپنے پسندیدہ عمل کو بھی اس لیے ترک فرماتے کہ کہیں وہ عمل امت پر فرض نہ ہونے پائے۔ مسواک کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ "اگر امت پر دشوار نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا! یعنی آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؕ۔

بے شک تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے۔ جو خود تم ہی میں سے ہے اور تمہارا مشقت میں پڑنا اس پر گراں گزرتا ہے۔ وہ تمہاری فلاح چاہتا ہے۔ ایمان والوں کے لیے وہ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔



**کافروں کے لیے رحمت:** آپ کی رحمت صرف مومنین تک محدود نہ تھی۔ بلکہ کفار بھی آپ ﷺ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ آپ ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے کفار دنیاوی عذاب سے محفوظ رہے ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ (الانفال)

**ترجمہ:** اور اللہ ان پر عذاب نازل کرے گا جب تک آپ ﷺ ان میں موجود ہیں۔

کفار کے طرف سے مختلف تکالیف جیسے اوجھڑی کا واقع، گھر میں کوڑا کرکٹ ڈالنا، راستے میں کانٹے بچھانا، برا بھلا کہنا۔

شعب ابی طالب میں تین سالہ محصوری اور سوشل بائیکاٹ طائف کے سفر میں تکالیف، قتل کا منصوبہ، ہجرت پر مجبور کرنا۔ وندان مبارک کا شہید کرنا، آپ ﷺ کو شہید کرنے کے مختلف کوششیں' خوراک میں زہر ملانا وغیرہ۔ ان تمام کے باوجود آپ ﷺ کا ان کے لیے بددعا نہ کرنا، ان کے لیے ہدایت کی دعا کرنا اور آخر میں جب یہی لوگ مفتوح ہوئے تو ان سب کو آزاد اور معاف کر کے لا تثریب علیکم الیوم کا اعلان یہ سب آپ ﷺ کا کافروں کے لیے رحمت ہونا ثابت کرتا ہے۔

**عورتوں کے لیے رحمت:** آپ ﷺ سے پہلے عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ عورت مظلوم محکوم اور قابل نفرت وباعث شرم سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو عزت واحترام عطا کر کے ان کے حقوق و فرائض متعین کر کے انہیں ماں، بہن بیٹی اور بیوی ہر حیثیت سے معاشرے میں صحیح مقام سے نوازا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ۔

**ترجمہ:** جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہیں۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے بہتر وہ ہے۔ جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو"۔

**بچوں کے لیے رحمت:** نبی اکرم ﷺ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ اور ان سے بے انتہاء پیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ بچوں کو سلام کرتے۔ راستے سے گزرتے ہوئے بچے آپ سے لپٹ جاتے اور آپ ﷺ ان سے پیار کرتے تھے۔ بچوں کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔ "بچے تو اللہ کے باغ کے پھول ہیں"۔

ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت حسن بن علیؓ سے پیار کر رہے تھے۔ کہ اقرع بن حابس تمیمی نے کہا، رسول اللہ ﷺ میرے دس بچے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو اس طرح پیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ "جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا" آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔

مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا ؕ۔

**ترجمہ:** یعنی جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

**یتیموں اور غلاموں کے لیے رحمت:** آپ ﷺ یتیم بچوں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

"میں اور یتیم کی نگہداشت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے۔ (اور اپنی دونوں انگلیاں ملالیں)۔

غلاموں کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل بڑا ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا ماتحت بنایا ہے۔ تم جو خود



کھاؤ۔ وہی انہیں بھی کھلاؤ۔ اور جیسا خود پہنو انہیں پہناؤ۔ اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر کام کا بوجھ نہ ڈالو"۔ آپ ﷺ غلاموں کو آزاد کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے غلامی کے خاتمے کے لیے کئی عملی اقدامات کیے۔ اور جو غلام موجود تھے۔ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ "ہر روز ستر بار اُن کو معاف کیا کرو"۔

**جنوں اور ملائک کے لیے رحمت:** آپ ﷺ نوری اور ناری دونوں قسم کے مخلوق کے لیے رحمت تھے جنوں کو اسلام کی دعوت دی تاکہ وہ آگ سے بچ جائیں۔ ملائکہ کو کوئی تکلیف نہ ہونے کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بدبودار چیز کھانے والے مسجد میں نہ آئیں۔

**جانوروں کے لیے رحمت:** آپ ﷺ کی رحمت عام تھی صرف جن وانس اور ملائک ہی نہیں جانور بھی آپ ﷺ کے رحمت سے محروم نہ تھے۔ جانوروں پر ظلم و ستم کے تمام طریقوں کو ختم کر دیا۔ جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا۔ زندہ جانوروں پر تیر اندازی کے مشق سے منع کروایا۔ پرندوں اور دیگر حیوانات پر آپ ﷺ نے رحم کرنا سکھایا جانوروں پر بے رحمی کرنے والوں کو جہنم کا مستحق اور رحم کرنے والوں کو جنت کا مستحق ٹھہرایا۔ ضرورت کے وقت ذبح کرتے وقت ان پر رحم کرنا سکھایا۔ سب آپ ﷺ کا جانوروں کے لیے رحمت ہونے کے بین ثبوت ہے۔

**درختوں کے لئے رحمت:** آپ ﷺ نے بلا ضرورت درختوں کے کاٹنے سے منع فرمایا۔ باغوں اور کھیتوں کی تباہی سے آپ ﷺ نے روک دیا۔ درخت لگانے کو انسان کے لیے صدقہ قرار دیا ہے۔ مختصر یہ کہ حقیقت میں آپ ﷺ "رحمت للعالمین" تھے۔ تمام مخلوقات کے لیے رحمت۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**سوال2: اخوت اسلامی سے کیا مراد ہے؟ اور مسلمانوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے کیسے اخوت قائم کی؟**

**جواب:** اسلام ایک عالمگیر دین ہے۔ یہ ساری دنیا کے انسانوں کو ایک اسلامی برادری میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے روشنی میں انسانوں کے آپس میں بھائی چارہ اخوت اسلامی کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

**اخوت اسلامی کا مفہوم:** اخوت بھائی چارے کو کہتے ہیں۔ کلمہ طیبہ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کی بنیاد پر جو بھائی چارہ تشکیل پاتا ہے۔ اخوت اسلامی کہلاتا ہے۔ اسلامی اخوت کی بنیاد ایک نظریئے پر ہے۔ رنگ، نسل، زبان اور وطن کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ ارشاد خداوندی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ یعنی کہ بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کی تعمیل ہے۔

اخوت اسلامی دنیا کے دیگر تمام رشتوں سے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہیں یہ خونی رشتے سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

**مسلمانوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے کیسے اخوت قائم کی؟**

رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب معاشرہ میں فتنہ و فساد اور جنگ وجدل روزمرہ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے انقلابی کردار اور تعلیم سے ان لوگوں کا مزاج بدل دیا۔ دشمن دوست ہوگئے۔ اور خون کے پیاسے بھائی بن گئے۔

محبت کا یہ جذبہ رحمت عالم ﷺ کی صحبت سے پیدا ہوا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ط اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○



**ترجمہ:** اور ان کے قلوب میں الفت پیدا کر دی۔ اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے۔ تب بھی ان کے قلوب میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم محبت پیدا کر دی۔ بے شک وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کے حکم کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ یعنی کہ یقیناً تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کو عملی جامہ پہنایا۔ اور جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ تو آپ ﷺ نے مہاجر مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان اخوت اسلامی اور بھائی چارے کا رشتہ قائم کر دیا۔ "مواخات" کا ایسا رشتہ قائم ہوا کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انصار نے اپنے مکانات، باغات اور کھیت آدھوں آدھ اپنے بھائیوں کو پیش کیے۔ کہ ہم اکثر مہاجرین نے تجارت و محنت سے پیٹ پالنے کو ترجیح دی۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ ہر مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے۔ جیسے ایک جسم کا اگر کوئی عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔

آپ ﷺ نے مسلمان کا تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے۔

آپ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق بیان فرمائے جس کی بنیاد ایک دوسرے کی خیر خواہی پر ہے آپ ﷺ نے سارے دین کو خیر خواہی قرار دیا ہے۔ قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ کی ایک ایسی جماعت ابھری۔ جس میں ہر ایک دوسرے سے قربان ہوتا تھا۔ جنگ یرموک کا واقعہ ہوا پھر قحط کے زمانے میں حضرت عثمانؓ نے

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

کردار ہو۔ خلفاء راشدین کے واقعات ہوں یا خود پر دوسروں کو ترجیح دینے کے واقعات ہوں یہ اس قرآنی آیات کے مصداق تھے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔

یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھی ہیں وہ کفار کے لیے سخت اور آپس میں مہربان اور شفیق ہیں۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

یہ سب کچھ سیرت رسول ﷺ اور تعلیمات رسول ﷺ کا نتیجہ ہیں۔

## سوال 3: مساوات کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ بیان کریں؟

**جواب:** اسلامی تعلیمات میں مساوات کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ معاشرتی اور قانونی لحاظ سے اسلام کے نظر میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ رنگ نسل، زبان اور جغرافیائی حدود سے بالاتر اسلامی نظام حیات میں تمام مسلمانوں کو یکساں حیثیت حاصل ہے۔

**مساوات کا مفہوم:** مساوات کے لغوی معنی برابری کے ہیں۔ اصطلاحی لحاظ سے دین اسلام میں تمام مسلمانوں کو تمام بنیادی پہلوؤں سے برقرار کر دیا گیا ہے۔ اس کو اسلامی مساوات کہتے ہیں۔

مساوات کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ جاہل وعالم، دوست و دشمن، مرد و عورت، استاد و شاگرد، لائق اور نالائق، اور افسر وماتحت، سب یکساں حیثیت اور برابر سہولتیں حاصل کرنے کے حقدار ہوں۔ مساوات کا یہ نظریہ معاشرتی امن وسکون کو ختم کر کے بہت سے مسائل پیدا کرتی ہے۔ یہ نظریہ فطرت انسانی اور عقل کے بھی خلاف ہیں۔ جب کہ مساوات کا صحیح مفہوم معاشرتی اور



قانونی مساوات ہے۔ یعنی یہ کہ تمام افراد کے لیے قانون کی پابندی یکساں ضروری ہے۔ اور تمام افراد کو ہر قسم کے ترقی کے یکساں مواقع مہیا کیے جائیں گے۔ معاشرتی لحاظ سے تمام افراد برابر ہیں ہر کسی کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر کام عہدے اور معاوضے دینا۔ کسی کو اپنے حق سے محروم نہ کرنا۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہونا۔

**مساوات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ:** رسول اکرم ﷺ کے بعثت سے قبل انسانیت مساوات کے تصور سے ناآشنا تھی انسان مختلف طبقات میں تقسیم تھا۔ بندہ و آقا کے امتیازات قائم تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایسے حالات میں قرآن کریم کا نسخہ کیمیا ساتھ لاکر دُنیا کو تصور مساوات سے متعارف کیا۔ آپ ﷺ نے دنیا کو اپنے قول و عمل سے مساوات کی بہترین تعلیم دی۔

آپ ﷺ کے نزدیک امیر غریب، حاکم ومحکوم اور آقا وغلام سب برابر تھے۔ آپ ﷺ نے ذات پات اور رنگ ونسل کے امتیازات مٹا دیئے۔ حضرت سلمان فارسیؓ، صہیب رومیؓ۔ اور بلال حبشیؓ کی قدر و منزلت رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں قریش کے معززین سے کم نہ تھی۔

معاشرتی مساوات کا عملی مظاہرہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے کروا دی۔ مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر اور جنگ خندق کے موقع پر خندق کھودنے میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ کسی بھی موقع پر آپ ﷺ نے اپنے آپ ﷺ کو دوسروں سے برتر نہیں سمجھا۔

آپ ﷺ نے ساری دنیا کے انسانوں کو مساوات کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ

اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے۔ اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ مگر تقویٰ کے سبب۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

قانونی مساوات کا بہترین موقع وہ تھا۔ جب قریش کی ایک معزز خاتون فاطمہ نامی چوری کرتی ہے تو آپ ﷺ نے سزا کے طور پر اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب سفارش کی جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ جنگ بدر میں اپنے چچا حضرت عباسؓ سے پورا جنگی فدیہ لیا۔ ان کو کسی قسم کی رعایت نہیں دی۔

آپ ﷺ نے اقتصادی اور تعلیمی مساوات کو بھی اپنے عملی اسوۂ حسنہ سے پیش کیا۔

آپ ﷺ نے مساوات کو عملی شکل دیکر اپنے اسوہ حسنہ سے ثابت کر دیا۔

**سوال 4: رسول پاک ﷺ کے عفوودرگزر پر ایک جامع نوٹ لکھیں؟ یا آپ ﷺ کے صبر و استقلال پر نوٹ لکھیں۔**

**جواب: عفوودرگزر:** بدلہ لینے یا سزا کی طاقت ہونے کے باوجود محض خدا کی خاطر اور گنہگار کی اصلاح کے لیے اسے چھوڑ دینا عفوودرگزر کہلاتا ہے۔ یہ ایک بلند انسانی خلق ہے جو بہت اونچے لوگوں کو ملتا ہے۔ ورنہ خواہشات نفس کا تقاضا تو اس کے خلاف ہی ہوتا ہے۔ لیکن انجام کار فتح عفوودرگزر کی ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق عالیہ میں عفوودرگزر کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ ﷺ نے کسی سے اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ معاف کر دیا۔

**عفوودرگزر کے سلسلے میں حضور پاک ﷺ کا اسوۂ حسنہ:**

عفوودرگزر صفت خداوندی ہے۔ اس سے دشمن دوست اور دوستوں میں محبت بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے صفات میں عفوودرگزر بھی ذکر فرمایا ہے۔ کہ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ (آل عمران) یعنی وہ مومن لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ عفوودرگزر نہ صرف صفت مومن بلکہ حکم خداوندی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔" فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا۔ (البقرہ) پس معاف کرو اور درگزر کرو۔ صفت عفو تقویٰ کی نشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کی زندگی



عفوودرگزر کے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔

۱۔ **اہل طائف کا ظلم وستم:** رسول اللہ ﷺ نے دعوت دین کے سلسلے میں طائف کا سفر کیا۔ لیکن وہاں کے کفار اور سرداروں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے آپ کو نہایت تکلیف پہنچائی اور آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کو ایک باغ میں پناہ لینی پڑی۔ لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ان کے لیے بد دعا نہ کی لیکن ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ یہی وہ قبیلہ تھا جس کو بنو ثقیف کہتے ہیں اور اسی ہی قبیلے کے محمد بن قاسم نے پاکستان و برصغیر میں اسلام کا پرچم لہرایا۔

۲۔ **اہل مکہ کی شدید مخالفت:** اہل مکہ نے مختلف طریقوں سے آپ ﷺ کو اذیتیں پہنچائی۔ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ جادوگر، کاہن دیوانہ اور شاعر تک کہا۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ عفوودرگزر سے کام لیا۔ ابو جہل۔۔۔۔ آپ ﷺ کے مخالفت میں سب سے زیادہ پیش پیش تھا۔ آپ ﷺ دعوت اسلام دینے کہیں جاتے تو وہ پیچھے چلتے ہوئے آپ ﷺ کا مذاق اڑاتا۔ لیکن جب ایک دفعہ گڑھے میں جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھودا تھا۔ گرا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نکالا۔ اہل مکہ کے شدید مخالفت کے باوجود جب مکہ میں قحط پڑا تو آپ ﷺ نے امداد بھی کی اور قحط کے خاتمے کے لیے دعا بھی کی۔ ابو سفیان، صفوان بن امیہ، وحشی اور ہندہ اور دیگر ہزاروں دشمنان اسلام کو معاف کیا۔

ایک واقعہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے قتل کے لیے آئے ہوئے بدو کے ہاتھ سے جب تلوار گری۔ آپ ﷺ نے اسے بھی معاف کر دیا۔

۳۔ **منافقین اور یہود مدینہ سے درگزر:** منافقین آستین کے سانپ تھے۔ مسلمانوں کو اندرونی اور بیرونی تکالیف دیتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ درگزر سے کام لیتے رہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

اور منافقین کا سرغنہ جب مرتا ہے تو آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھا اور اپنا کرتہ بھی پہنایا۔ اسی طرح یہود مدینہ کے ساتھ میثاق مدینہ کے باوجود یہود مختلف سازشوں میں مصروف رہے۔ دشمنوں کے ساتھ سازباز، آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے اور آپ ﷺ کو زہر دے کر ہلاک کر دینے کی تمام سازشوں کے باوجود آپ ﷺ حتیٰ المقدور درگزر کرتے رہے۔

۴۔ **فتح مکہ اور عام معافی:** اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا۔ آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تاہم جب ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا۔ اور وہ سب لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کے خلاف بدر، احد اور احزاب جیسے جنگیں لڑی تھی۔۔۔۔سب کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا وَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ۔

**ترجمہ:** آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

غرض حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں عفو و درگزر کے بے شمار واقعات ہیں ہمیں آج سیرت رسول ﷺ کے ایک ایک پہلو کا مطالعہ کر کے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

**سوال 5: صبر و استقلال کا مفہوم واضح کر کے آپ ﷺ کے صبر و استقلال پر نوٹ لکھیں؟ (یا) حضور اکرم ﷺ صبر و استقلال کے پہاڑ تھے۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں واضح کریں؟**

**جواب: صبر و استقلال کا مفہوم:** صبر کے لغوی معنی روکنے اور برداشت کرنے کے ہیں۔ استقلال استحکام اور مضبوطی کو کہتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں دین اسلام پر چلتے ہوئے مشکلات، مزاحمتوں، نقصانات اور آزمائشوں کے موقع پر ثابت قدم رہنا صبر و استقلال کہلاتا ہے۔ صبر و استقلال دل کی مضبوطی اخلاقی بلندی اور ثابت قدمی کا نام ہے۔ صبر و استقلال قرآن و سنت میں بڑی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت



نقل کر کے ذکر فرمایا ہے۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ط۔

**ترجمہ:** "اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اسے برداشت کر۔ یہ بڑے عزم کی بات ہے"۔ ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

**ترجمہ:** بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

**نبی اکرم ﷺ کا صبر و استقلال:** اللہ تعالیٰ نے مصیبت اور پریشانی کے وقت اپنے بندوں کو صبر و استقلال کی تاکید کی ہے۔ چونکہ انسان کی جان اور مال سب اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اس لیے انسان پر لازم ہے۔ فرمایا کہ آزمائش کے وقت رضائے الٰہی کی خاطر صبر و سکون سے کام لے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ یعنی کہ اے نبی ﷺ! صبر کر۔ جس طرح اولعزم رسولوں نے صبر کیا۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تعمیل میں صبر و استقلال کے پہاڑ ثابت ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو کفار نے آپ ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دی۔ آپ ﷺ کو جھٹلایا آپ ﷺ کا مذاق اڑایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ کسی نے جادوگر اور کسی نے کاہن کہا مگر آپ ﷺ صبر و استقلال کے پہاڑ ثابت ہوئے اور اشاعت دین کا کام مسلسل کرتے رہے۔

ایک دن خانہ کعبہ میں نماز کے دوران عقبہ بن ابی معیط نے ابوجہل کے اکسانے پر اونٹ کی اوجھڑی سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ڈال دی۔ کافر قہقہے لگانے لگے۔ حضرت فاطمہؓ نے آکر غلاظت دور کی اور کافر کو بددعا دی۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بیٹی صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے یہ نہیں جانتے۔ کہ ان کی بہتری کس چیز میں ہے"۔ مکہ میں

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

تبلیغ دین کے دوران کفار کے مختلف وفود کا مختلف تجاویز لے کر آنا۔ ابو جہل کے رویے کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنا، ابولہب اورام جمیل کی اذیتیں، طائف کے سفر میں کفار اور سرداروں کی بے رخی اور تکالیف پہنچانے اہل مکہ کا آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ اور ہجرت مدینہ پر مجبور ہونا۔ مدینہ آکر منافقین اور یہود کی شدید ترین مخالفت اور مختلف سازشیں اور ان جیسے بے شمار واقعات میں آپ ﷺ صبر واستقلال کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ اور اپنا مشن ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑا۔

غزوہ بدر میں مٹھی بھر جماعت صحابہؓ کے ساتھ کفار کا مقابلہ کرنا پھر اُحد میں آپ ﷺ کے دندان مبارک کا شہید ہونا۔ خندق میں نامساعد حالات میں مقابلہ کرنا، غزوہ حنین میں میدان جنگ میں بالکل اطمینان اور سکون کے ساتھ موجودگی تمام زندگی تکالیف اور مزاحمتوں کا صبر و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔

**سوال 6: ذکر سے کیا مراد ہے؟ ذکر الٰہی کی اقسام اور اس کے فضائل لکھیں؟**

**جواب: ذکر کا مفہوم:** ذکر کا لغوی معنی ہے یاد کرنا اور قول وبیان۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کو بروقت ذہن میں یاد کرنا ہے۔ یعنی زبان دل اور عمل سے اللہ کو یاد کرنا ذکر کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو بار بار یاد کرنے اور یاد رکھنے کا حکم آیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ط

**ترجمہ:** اے ایمان والو! اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو۔

ذکر الٰہی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ط



**ترجمہ:** خبردار رہو اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

ذکر میں قرآن مجید کی تلاوت، نمازیں، دعائیں، تدبر و تفکر، درود شریف اور مختلف قسم کی تسبیحات وغیرہ شامل ہیں۔

**ذکر کی اقسام:** ذکر کے لئے استعمال ہونے والے اعضاء کے حوالے سے ذکر کے تین قسمیں ہیں۔

۱۔ **ذکر قلبی:** ذکر قلبی سے مراد یہ ہے کہ انسان ہر وقت دل میں اللہ کو یاد رکھے اور اسی کی طرف دھیان رکھے، دن رات کے کسی وقت میں بھی دل اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ دل میں اخلاص پیدا کرکے اسلام اور اہل اسلام کی بھلائی کے لیے سوچنا اور دل کو مختلف روحانی امراض جیسے بغض، حسد، ریا اور تکبر سے بچانا دل میں ہر وقت اللہ اور اللہ کے احکامات کی یاد اور دل سے غیر اسلامی نظریات نکالنا سب ذکر میں شامل ہیں۔

**ذکر لسانی:** زبان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ذکر لسانی کہلاتا ہے ہر وقت زبان سے اللہ کو یاد کرنا مختلف مواقع پر حضور ﷺ نے جو دعائیں امت کو سکھائے ہیں۔ ان سے زبان تر رکھنا ذکر لسانی ہے۔ مختلف قسم کے تسبیحات اور نماز کے بعد دعائیں اور تسبیح و تحمید بھی ذکر لسانی میں شامل ہیں۔

**ذکر عملی:** اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنا عملی ذکر ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ وہ بجالانا اور جن سے منع کیا گیا ہے۔ ان سے باز رہنا عملی ذکر ہے۔

## ذکر کے فضائل

ذکر الٰہی کے چند فضائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ **ذکر افضل ترین عبادت:** عبادات کا مقصد اللہ کی یاد ہوتی ہے۔ اور ذکر کے ذریعے

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

براہ راست اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اس لیے ذکر افضل ترین عبادت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

**ترجمہ:** اللہ کا ذکر سب سے افضل وبرتر ہے۔

۲۔ **قرب الٰہی کا ذریعہ:** ذکر قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔

۳۔ **شیطان سے بچاؤ:** ذکر سے بندہ شیطانی حملوں اور وسوسوں سے بچتا ہے۔ اس طرح بندہ عذاب الٰہی سے بچ جاتا ہے۔

۴۔ **ذکر دل کی روح وجان:** جو دل اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا۔ ان دونوں کی مثالیں زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہوتا ہے۔

۵۔ **اطمینان قلب:** ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○

**ترجمہ:** خبردار اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

۶۔ **ذکر صدقات وخیرات کا نعم البدل:** ایک حدیث شریف میں ذکر کو صدقات وخیرات کا نعم البدل قرار دیا گیا ہے۔

۷۔ **صفائی قلب کا ذریعہ:** گناہوں کے سبب انسان کے دل پر سیاہ دھبے پڑ جاتے ہیں ان کی صفائی کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ قرآن مجید اور موت کی یاد حدیث مین آتا ہے کہ "دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے"۔

۸۔ **ذاکرین کا مخصوص شان:** حدیث میں آتا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے



ایک دروازہ ذاکرین کے لئے خاص ہے۔

۹۔ **قبولیت دعا:** کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہے۔

۱۰۔ **بخشش کا ذریعہ اور سب سے وزنی عمل:** احادیث مبارکہ میں ذکر الٰہی کو بخشش کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر آسان ہیں اور میزان کے ترازو میں بہت بھاری ہیں اور وہ کلمے ہیں "سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم"۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

﴿چوتھا باب﴾

# تعارف قرآن وحدیث

سوال1: قرآن مجید کے اسماء کون کون سے ہیں؟ پہلے وحی کے نزول کا واقعہ تفصیل سے لکھیں؟

**جواب: قرآن مجید کے اسماء:** قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ آخری آسمانی ہدایت نامہ ہے یہ بہت ہی معزز اور محفوظ ترین کتاب ہے اس کے کئی صفاتی اسماء ہیں۔ قرآن مجید کے 55 نام ایسے ہیں جو قرآنی آیات سے ماخوذ ہیں ان میں سے چند اسماء مبارکہ درجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **الکتاب:** (مکمل تحریر) دنیا کی تمام کتابوں میں الکتاب کہلانے کا مستحق قرآن ہی ہے۔

۲۔ **الفرقان:** سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والا۔

۳۔ **نور:** روشنی اور ہدایت دکھانے والی۔

۴۔ **شفاء:** روحانی شفاء اور پیغام صحت۔

۵۔ **تذکرہ:** عبرت و نصیحت کا سامان۔

۶۔ **العلم:** یہ کتاب سراپا علم و معرفت ہے۔

۷۔ **البیان:** اس کتاب کی ہر تعلیم وضاحت سے پیش کی جاتی ہے۔

۸۔ **الذکر:** یاد دلانے والا، شرف اور بزرگی کا ذریعہ۔

۹۔ **التنزیل:** اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ۔

۱۰۔ **القرآن:** سب سے زیادہ پڑھا جانے والا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی چند صفتوں کا بھی بیان فرمایا ہے مثلاً۔۔۔

**حکیم:** حکمت والا



**مجید:** بزرگ/شان

**مبارک:** بابرکت/برکت والا

**العزیز:** زبردست عزت والا

**مبین:** ہدایت کو واضح کرنے والا

**کریم:** کرامت اور بزرگی والا

**نزول وحی کا واقعہ:** قرآن مجید حضور ﷺ پر ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت و موقع نازل ہوا۔ قرآن کریم نزول سے پہلے لوح محفوظ میں مکتوب تھا۔ پھر لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمانی دنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے محمد ﷺ پر اس کا نزول شروع ہوا۔ جب حضرت محمد ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی۔ تو آپ ﷺ بکثرت سچے خواب دیکھا کرتے تھے۔ ان دنوں آپ ﷺ مکہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر فاران نامی پہاڑ کے "حرا" نامی غار میں کئی کئی دن عبادت میں گزارتے۔ ایک دن اچانک جبرائیلؑ ظاہر ہوئے۔ اور آپ ﷺ سے فرمایا۔ اِقْرَاْ۔ پڑھئے۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔ میں خواندہ نہیں ہوں۔ دوسری بار جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو سینے سے لگایا اور پھر کہا اَقْرَاْ۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت جبرائیلؑ نے ایسا ہی کیا اور پھر سورۃ علق کی پہلی پانچ آیات پڑھیں۔

آپ ﷺ پر چونکہ رہنمائی کا عظیم بار امانت ڈال دیا گیا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے قلب پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ اور گھر تشریف لا کر حضرت خدیجہؓ سے فرمایا۔ کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ کچھ سکون کے بعد حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی۔ اور آپ ﷺ کے اطمینان کے لیے آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل جو تورات کے

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

بہت بڑے عالم تھے۔ کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پر وحی لاتا تھا۔ پھر اس کے بعد تقریباً تین سال تک وحی نہ آئی جسے "فترۃ الوحی" کا زمانہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات سے وحی کا سلسلہ پھر شروع ہوا اور تقریباً 23 سال کے عرصے میں موقع و محل کے مطابق قرآن مجید نازل ہوتا رہا۔

## سوال 2: مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات تحریر کریں؟

**جواب:** جس طرح رسول اللہ ﷺ کی نبوی زندگی کے دو دَور تھے۔ قبل از ہجرت مدینہ مکی دور اور بعد از ہجرت مدینہ مدنی دور۔ اسی طرح قرآن کے بھی یہی دو دور ہیں مکی اور مدنی۔ ان دو ادوار کے تقاضے اور احوال جدا جدا تھے۔ لہٰذا ان میں نازل شدہ قرآن ان تقاضوں کے مطابق تھا۔

**مکی سورتیں اور ان کی خصوصیات:** قرآن مجید کی جو سورتیں ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں۔ خواہ وہ حدودِ مکہ سے باہر ہی نازل ہوئی ہوں۔ مکی سورتیں کہلاتی ہیں۔ مکی سورتوں کی تعداد 87 ہے مکی سورتوں کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **بنیادی عقائد:** مکی سورتوں میں عام طور پر بنیادی عقائد یعنی توحید رسالت اور آخرت کی طرف دعوت دی گئی ہے اور اس کے لیے ہر قسم کے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

۲۔ **باطل عقائد کی تردید:** باطل عقائد مثلاً شرک، انکار رسالت و آخرت کی تردید دلائل کے ساتھ کی گئی ہے۔ اور ان کے خوفناک نتائج جہنم سے ڈرایا گیا ہے۔

۳۔ **اختصار اور جامعیت:** مکی سورتوں میں اختصار اور جامعیت ہے۔ جملے چھوٹے اور موثر ہیں نیز آیتوں میں ادبی رنگ نمایاں ہے۔ بڑے سے بڑے مخالفین بھی قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں موثر انداز بیان کی وجہ سے مخالفین چھپ چھپ کر قرآن سنا کرتے تھے۔

۴۔ **سابقہ اقوام و اشخاص کے قصے:** سابقہ اقوام اور بعض اشخاص کے قصے و



واقعات بطور عبرت بیان کیے گئے ہیں ان میں عاد، وثمود، اہل مدین وغیرہ کے واقعات اور ان کا انجام۔ حضرت یوسفؑ کا قصہ اور قارون وغیرہ کے واقعات عبرت کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ **سابقہ انبیاء کرام کے واقعات:** مکی سورتوں میں سابقہ انبیاء کرامؑ کے واقعات بطور عبرت اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تسلی کے لیے ذکر کئے گئے ہیں۔ نیز اس میں دعوت کی تاریخ کا بھی بیان ہے اور جنہوں نے اس دعوت سے انکار کیا ہے ان کے نتائج بیان کئے گئے ہیں۔

۶۔ **قسمیہ اسلوب:** مکی سورتوں میں قسمیہ اسلوب بیان ہے۔ اکثر چیزوں کی اہمیت واضح کرنے اور ان کو بطور گواہ پیش کرنے کے لیے ان پر قسم کھائی گئی ہے۔

۷۔ **سجدہ تلاوت:** زیادہ تر سجدہ ہائے تلاوت مکی سورتوں میں ہیں۔

۸۔ **پیشن گوئیاں:** مکی سورتوں میں بعض پیشن گوئیاں کی گئی ہیں۔

۹۔ **یا ایھا الناس سے خطاب:** مکی سورتوں میں عام طور پر یا ایھا الناس سے خطاب کیا گیا ہے۔

۱۰۔ **کائنات پر غور وفکر کی دعوت:** کائنات اور کائنات میں موجود اشیاء پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے اور ان کو اثبات توحید رسالت اور آخرت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ مکی سورتوں میں مشرکین کے ساتھ چونکہ واسطہ تھا لہٰذا ان سے بات کی گئی ہے۔ سادہ سہل اور ادبی رنگ لیے ہوئے چھوٹے جملے حروف مقطعات کا استعمال مؤمنین کو تسلی اور ایمان و آزمائش زیر بحث لائے گئے ہیں۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

# مدنی سورتوں کی خصوصیات

وہ سورتیں جو ہجرت مدینہ کے بعد کے زمانے میں نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئیں۔ خواہ وہ حدود مدینہ سے باہر ہوں یا مکہ میں ہوں۔ مدنی سورتیں کہلاتی ہیں۔ مدنی سورتوں کی تعداد 27 ہے۔

حضور اکرم ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ یہاں س پر یہود و نصاریٰ سے سابقہ پیش آیا۔ منافقین کی ایک نئی گروہ پیدا ہوئی۔ اور کفار کے ساتھ لڑائیوں اور جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مختلف قسم کے بین الاقوامی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل کی بھی ضرورت پیش آئی۔ لہٰذا اس دور میں نازل ہونے والی سورتوں میں ان ہی مسائل اور حالات کے مطابق احکام ہیں۔ مدنی سورتوں کی چند ایک خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **مختلف گروہوں سے برتاؤ:** مدنی سورتوں میں مختلف گروہوں یہودوں نصاریٰ اور منافقین کے ساتھ برتاؤ اور ان کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کا بیان ہے۔ قرآن مجید کو پہلے کتابوں کا مصدق اور نوید بتایا گیا ہے۔

۲۔ **عبادات کے احکام:** مدنی سورتوں میں اکثر و بیشتر عبارات و معاملات سے احکام، حلال و حرام فرائض وواجبات اور ممنوعات و منہیات کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ **جہاد کے احکام و مسائل:** مدنی سورتوں میں قتال فی سبیل اللہ اس کے احکام اور مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ مال غنیمت، خراج، جزیہ وغیرہ زیر بحث لائے گئے ہیں۔

۴۔ **عائلی قوانین:** عائلی قوانین، نکاح و طلاق اور میراث وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔

۵۔ **اہل ایمان سے خطاب:** "یا ایھا الذین امنو" سے اہل ایمان کو بار بار خطاب کیا گیا ہے۔ اور ایمان کے ساتھ عمل پر زور دیا گیا ہے۔



۶۔ **منافقین کا تذکرہ:** مدنی سورتوں میں منافقین کا تذکرہ ملتا ہے۔ جابجا ان کے ساتھ تعلقات کی نوعیت اور احکام بیان کئے گئے ہیں۔

۷۔ **اہل کتاب کے باطل عقائد کی تردید:** اہل کتاب کے ساتھ بحث اور مناظرے کی گئی ہے۔ ان کے باطل عقائد کی تردید کی گئی ہے۔

۸۔ **طوالت:** مدنی سورتیں اور آیات زیادہ طویل ہیں۔ جیسے سورۃ البقرہ وال عمران وغیرہ۔

۹۔ **اسلوب:** مدنی سورتوں کا اسلوب، عام فہم، زبان سادہ انداز بیان پر زور اور محکم ہیں۔

۱۰۔ **سیاسی نظام اور نظام عدل:** مدنی سورتوں میں اسلامی ریاست کے پورے اصول اور ڈھانچہ دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ مدنی سورتوں میں اسلام کے پورے نظام کی تشریح کی گئی ہے۔ اور اہل کتاب کے ساتھ عالمانہ انداز میں بحث کی گئی ہے۔

سوال 3: حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کریں؟

**جواب:** حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد جب پورا ہوا۔ اور آپ ﷺ کے ہاتھوں دین و شریعت کی تکمیل ہوئی اور سورۃ النصر نازل ہوئی۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کی طرف اشارہ تھا۔ تو آپ ﷺ نے ۱۰ھ میں اپنا پہلا اور آخری حج ادا فرمایا۔ اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں اس موقع پر ۹ ذی الحج ادا فرمایا۔ اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں اس موقع پر ۹ ذی الحج کو عرفات کے میدان میں بعد از دوپہر آپ ﷺ نے اپنا تاریخی خطبہ دیا جو "خطبہ حجۃ الوداع" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے اسلامی تعلیمات کا نچوڑ پیش کیا۔ جس میں معاشرتی، معاشی، سیاسی، اور فکری پہلوؤں کی اصولی اور بنیادی تعلیم دی۔ یہ خطبہ دراصل اسلام کا منشور ہے۔ اس خطبہ کے چیدہ چیدہ باتیں حسب ذیل ہیں۔

**خطبہ حجۃ الوداع:** نبی اکرم ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

اے لوگو! میری بات غور سے سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا لیکن ممکن ہے اس کے بعد پھر میں تم سے یہاں نہ مل سکوں۔

اس تمہید کے بعد آپ ﷺ نے درج ذیل نکات بیان کئے۔

۱۔ **ملاقات رب اور اعمال کی جوابدھی:** لوگوں تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ اچھی طرح جان لو کہ میں نے تمہارے رب کا پیغام تم تک پہنچا دیا۔

۲۔ لوگو! تمہارے جان، مال اور آبرو ایک دوسرے کے لئے ایسے محترم ہیں جیسے، یہ دن، یہ مہینہ اور یہ مقام۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

۳۔ لوگوں! جاہلیت کی ہر بات کو میں اپنے پاؤں تلے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے دور کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ اور سب سے پہلے اپنے خاندان ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔

۴۔ جاہلیت کے زمانے کا سود ملیامیٹ کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔ جس قدر اصل سرمایہ ہے وہ تمہارا حق ہے۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو گا۔

۵۔ لوگوں! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ تم نے اللہ کی ذمہ داری سے انہیں حاصل کیا ہے انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ تمہارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تم پر۔

غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرو جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ اگر تم ان کو معاف نہیں کر سکتے ہو۔ تو انہیں آزاد کر دو۔

۶۔ لوگوں! تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے۔ کسی گورے کو کالے پر



اور کالے گورے پر کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۷۔ اے لوگوں! اگر تم پر حبشی غلام امیر بن جائے۔ اور تمہیں کتاب و سنت کے مطابق چلائے۔ تو اس کی اطاعت کرنا۔

۸۔ اپنے پروردگار کے حکم کی حفاظت کرو۔ سال میں روزے رکھو۔ اور حج کرو۔ اپنے مال سے زکوٰۃ دو۔ نماز پڑھو۔ تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۹۔ لوگوں! نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ کوئی امت پیدا ہونے والی ہے۔

۱۰۔ عمل میں اخلاص، مسلمان بھائی کی خیر خواہی اور جماعت میں اتحاد۔ یہ تینوں باتیں سینے کو پاک رکھتی ہے۔

۱۱۔ لوگوں! میں تمہاری رہنمائی کے لیے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت ہے۔

۱۲۔ تم پر لازم ہے کہ میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچاؤ جو یہاں موجود نہیں ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ اس کلام کو یاد رکھے۔ اور حفاظت کرنے والے ہوں۔ جن کو اس کی تبلیغ کی جائے۔

۱۳۔ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے جاتے اور لوگوں سے دریافت فرماتے۔ "کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا"۔

سب بیک زبان ہو کر "حضورؐ! آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور نصیحت کا حق ادا کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے تین دفعہ فرمایا۔ "اے اللہ تو گواہ رہنا"

اس خطبہ کے بعد تکمیل دین کے بارے میں آیت مائدہ نازل ہوئی۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

سوال 4: مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں؟

(۱) **قرآن مجید کی حفاظت۔** (۲) **قرآن مجید کی تربیت**

**جواب: قرآن مجید کی حفاظت:** قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری آسمانی ہدایت ہے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ○

**ترجمہ:** ہم ہی نے اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت کے سلسلے میں غیر مسلموں کی شہادت بھی موجود ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو انتظامات فرمائے ہیں اس میں اس کا طریقہ، نزول، تلاوت قرآن، حفاظ قرآن کی کثیر تعداد، قرات فی الصلوٰۃ قرآن کریم کی تعلیم و تدریس، تفاسیر، کثیر اشاعت اور قرآن و تجوید کا ایک مستقل فن شامل ہیں۔

**۲۔قرآن مجید کی تربیت:** قرآن مجید کی موجودہ تربیت، نزولی نہیں بلکہ توفیقی ہے۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق اس کی تربیت کا خود اہتمام فرمایا۔ جب بھی نئی وحی آتی تو نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ اور کاتبان وحی کو بتادیا کرتے تھے۔ کہ اس سورت کو یا ان آیت کو فلاں فلاں سورت کے شروع درمیان یا آخر میں فلاں جگہ درج کرو۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہر سال رمضان میں جبرائیلؑ اس وقت تک نازل شدہ قرآن کا درد کیا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی زندگی کے آخری رمضان میں یہ درد دو دفعہ کیا گیا تھا۔ اس درد میں بھی یہی تربیت رہی جس تربیت سے آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے۔ یعنی سورۃ



الفاتحہ سے سورۃ الناس تک۔

سوال 5: مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں؟

(۱) **عہد صدیقی میں قرآن مجید کی جمع و تبدین**

(۲) **قرآن مجید کا اندازِ بیان** (۳) **قرآن مجید کی خوبیاں**

**۱۔عہد صدیقی میں قرآن مجید کی جمع تدوین:** قرآن مجید حضور ﷺ کے زمانے میں مدون ہو چکا تھا۔ اور بے شمار حفاظ موجود تھے تاہم ایک کتابی صورت میں قرآن مجید موجود نہ تھا۔ کیونکہ نئی وحی آنے کے امکانات موجود تھے۔ حضور ﷺ کے رحلت کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں جنگوں میں کئی سو حفاظ خصوصاً جنگ یمامہ میں بہت زیادہ حفاظ شہید ہو گئے۔ تو حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے اس طرف حضرت ابو بکرؓ کی توجہ مبزول کرائی۔ تاہم پہلے ابو بکرؓ اس کام کے لئے رضامند نہ تھے۔ بعد میں بحث و مباحثہ کے بعد راضی ہو گئے۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ پر یہ ذمہ داری ڈال دی۔ آپؓ کے ساتھ 75 صحابہ کرامؓ کی کمیٹی تھی۔ آپؓ اگرچہ خود حافظ و کاتب وحی تھے۔ تاہم وہ دوسروں سے بھی قرآن کے نسخے منگوا کر اور شہادت لے کر جمع کرتے۔ اس طرح اجماع صحابہ کرامؓ سے قرآن مجید کا نسخہ تیار کر کے ام المؤمنین حضرت خفصہؓ کے ہاں رکھ دیا گیا۔

**۲۔قرآن مجید کا انداز بیان:** قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ اس کا انداز نرالا ہے۔ اس کا انداز بیان تحریر نہیں بلکہ تقریری ہے۔ یہ عام کتابوں کی طرح تصنیفی انداز سے نہیں۔ بلکہ اس کا اندازِ عام کتابوں سے منفرد ہے۔ قرآن مجید اس قدر پر کشش، پُر حکمت اور پر معنی ہے۔ کہ زبان بے اختیار ان کو دہرانے لگتی ہے۔ تمام علوم کا خزانہ ہے۔ کتاب ہدایت ہے فطری اسلوب میں

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

ہے۔ قرآن مجید میں بلا کی تاثیر ہے۔ اور یہ اور یہ اثر مومن کے دل میں سکون و اطمینان کی کیفیت پیدا کرتی ہے جو رحمۃ اللہ کے نزول کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید، ہر قسم کی خامیوں سے پاک ہے۔ عربی مبین میں ہے فصاحت بلاغت میں اس کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ قرآن مجید کا موضوع انسان ہے۔ اور انسان کو خدا کی طرف بلاتا ہے۔

**۳۔ قرآن مجید کی خوبیاں:** قرآن مجید بے مثال خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ خالق کا کرم ہے۔ قرآن مجید کی چند چیدہ چیدہ خوبیاں حسب ذیل ہیں۔

**۱۔ ہدایت کا سرچشمہ:** قرآن کریم ہدایت کی کتاب ہے۔ ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے لیے اس کتاب سے رہنمائی نہ ملتی ہو۔ یہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہے۔

**۲۔ سچی اور محکم کتاب:** قرآن مجید سچی اور محکم کتاب ہے قرآن مجید ہر قسم کی تضاد سے پاک ہے اس کے بیان کردہ حقائق میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

**۳۔ شک و شبہ سے بالاتر:** یہ کتاب ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یہ لاریب فیہ ہے۔ باطل اس کے آگے نہیں ٹھہر سکتی ہے۔

**۴۔ عالمگیر کتاب:** قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لیے ایک عالمگیر دعوت ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ؟ط

**ترجمہ:** تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

**۵۔ محفوظ کتاب:** قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال سے زیادہ گزرنے کے باوجود قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔



**۶۔ حق و باطل میں فرق کرنے والا:** قرآن مجید حق اور باطل خیر اور شر میں تمیز کرنے والا کتاب ہے۔ یہ---

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

**ترجمہ:** یقیناً ہدایت کو گمراہی سے الگ واضح کر دیا گیا ہے۔

**۷۔ جامع تعلیمات:** قرآن مجید میں جامع تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔ اس میں انسان کے انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی اور مسجد سے لے کر بازار تک اور قومی مسائل سے لے کر بین الاقوامی مسائل اور فرد کی زندگی سے لے کر سیاسی زندگی تک کے تمام کا بیان ہے۔

**۸۔ تربیت و تزکیہ:** قرآن مجید کا مقصد فرد اور اجتماعیت کی انفرادی و اجتماعی تربیت و تزکیہ کرنا ہے۔ یہ ہر کسی کا تربیت و تزکیہ کرتا ہے۔

**۹۔ حقیقی کامیابی کا ضامن:** قرآن مجید پر عمل کر کے حقیقی کامیابی دنیا و آخرت دونوں میں حاصل کی جاسکتی ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ یقیناً اللہ اس کتاب کے ذریعے سے قوموں کو بلندی بخشتا ہے اور بہت سے قوموں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔

سوال 6: حدیث کے معنی بیان کریں؟ حدیث کی دینی حیثیت کیا ہے؟

**جواب:** حدیث کا معنی و مفہوم: حدیث کے لغوی معنی خبر یا بات چیت کے ہیں۔

اصطلاح شریعت میں حدیث اس خبر کا نام ہے جس کے ذریعے ہمیں رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول، فعل اور تائید تقریر (یعنی کسی کام پر خاموشی) معلوم ہو۔ اس طرح حدیث کی تین قسمیں بنتی ہیں۔

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

۱۔ **حدیث قولی:** جس میں رسول اللہ ﷺ کی بات کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کچھ فرمایا ہو یا اس میں کسی معاملے میں آپ ﷺ کی دی ہوئی زبانی ہدایت کا تذکرہ ہو۔

۲۔ **حدیث فعلی:** جس میں راوی نے حضور ﷺ کا اختیار کردہ کوئی عمل اور طریقہ بیان کیا ہو۔

۳۔ **حدیث تقریری (تائید):** جس میں ایسے امور کا تذکرہ ملے جو حضور ﷺ کے سامنے واقع ہوئے ہوں اور آپ ﷺ نے ان پر خاموشی اختیار فرمائی ہو۔ آپ ﷺ کا اس پر خاموش رہنا اس کی تصدیق کے مترادف ہے۔ کیونکہ خاموشی رضامندی کی علامت ہے "الخموشی نیم رضا"۔

## حدیث کی دینی حیثیت (اہمیت حدیث)

شریعت اسلامی کے چار بنیادی مآخذ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اجماع اور قیاس ہیں ان میں حدیث کو دوسرا بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید وحی جلی ہے۔ اس کے الفاظ و معانی دونوں اللہ کے طرف سے ہیں۔ جب کہ حدیث وحی خفی ہے۔ اس کے معانی و مفہوم اللہ کے جانب سے جب کہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔ قرآن مجید کی عملی صورت رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی عملی اور قولی تفسیر و تشریح ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا نام سنت اور حدیث ہے۔ درج ذیل نکات نے حدیث کی دینی حیثیت یا اہمیت حدیث واضح ہو جائے گی۔

**حدیث وحی خفی ہے:** حدیث وحی کی وہ شکل ہے جس کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں اور معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اسے وحی خفی کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ہر



عمل حکم الٰہی کے تابع تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

**ترجمہ:** اور ہمارے رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہو۔

اسی طرح اطاعت رسول اللہ ﷺ دراصل اطاعت خدا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

**ترجمہ:** جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۳۔ **اتباع رسول سے روگردانی اعمال کے ضیاع کا سبب:** اتباع رسول ﷺ سے روگردانی اعمال کے ضیاع کا سبب ہے ارشاد ربانی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ۔

**ترجمہ:** اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

۴۔ **اطاعت رسول محبت خداوندی کا سبب ہے:** قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔

**ترجمہ:** اے پیغمبر! کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

۵۔ **ہدایت آپ ﷺ کی اطاعت سے وابستہ ہے:** قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَہْتَدُوْا۔

**ترجمہ:** اور اگر اس کی (رسول اللہ ﷺ) اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

**۶۔ حدیث قرآن کی تشریح وتفسیر ھے:** پیغمبر کا کام فقط آیات قرآنیہ کا سنا کر یاد کروانا ہی نہیں بلکہ پیغمبر ﷺ کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ آیات الٰہیہ کی موقع محل کے مطابق توضیح و تشریح بھی کرے۔ ارشاد ربانی ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

**ترجمہ:** اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور ان کے برے نفوس کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

یعنی پیغمبر کے منصب رسالت میں قرآن کی تشریح و تفسیر شامل ہے۔

**۷۔ حدیث قرآن کی مجمل کی تفصیل ھے:** قرآن کریم میں بہت سے امور مثلاً عبادات حلال و حرام اور معاملات وغیرہ مجمل اصول و قواعد بتا دیئے گئے ہیں اور ان کی تفصیل و توضیح کا کام پیغمبر ﷺ کے ذمے ڈال دیا گیا ہے ارشاد ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ۔

**ترجمہ:** اور ہم نے آپ ﷺ کی طرف قرآن نازل کیا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لئے اس چیز کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔

**۸۔ بڑے بڑے تعزیرات میں سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم:** بڑے بڑے جرائم کے سلسلے میں تو قرآن نے حدود اور سزائیں بتلادیں۔



تاہم بقیہ جرائم کی تعزیرات کے سلسلے حضور ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔

**ترجمہ:** اگر تمہارا کسی معاملہ میں آپس میں تنازع ہو تو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔

۹۔ رسول اللہ ﷺ کو قاضی و حکم بنانے اور آپ ﷺ کا فیصلہ دل و جان سے تسلیم کرنے کو ایمان کا بنیادی تقاضا قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ۔

**ترجمہ:** تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک اپنے تنازعات میں آپ ﷺ کو حکم اور فیصلہ کنندہ نہ بنائے۔

ان تصریحات قرآنی سے واضح ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ جو عمل کیا اور جن چیزوں کو برقرار رکھا۔ آپ ﷺ نے جن چیزوں کو حلال ٹھہرایا۔ اور جن کو حرام ٹھہرایا۔ آپ ﷺ نے جو فیصلے کئے ان سب کی دینی اور تشریعی حیثیت دینی اسلام کے احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شارع بنایا ہے اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کا حکم دی ہے اور حقیقتاً آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ یعنی جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی در حقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

یعنی احادیث قرآن کی تشریح و تفصیل ہے اور احادیث پر عمل اصلاً دین اسلام پر عمل ہے۔

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

## سوال 7: تدوین حدیث کے تینوں اداروں کا تفصیلی ذکر کریں؟

**جواب:** قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ شریعت کے دو بنیادی ماخذ ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اسی طرح سنت رسول ﷺ کو بھی محفوظ رکھا ہوا ہے۔

ظہور اسلام کے وقت عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور زیادہ تر زور حفظ اور زبانی یادداشت پر تھا۔ نزول قرآن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حفظ کے ساتھ کتابت کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ اور کتابت وحی کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔ چونکہ ابتدا میں لکھنے والے کم تھے۔ اور قرآن و حدیث کے خلط ملط ہونے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے کتاب حدیث سے منع فرمایا۔ پھر جب کہ کتاب کی فن عام ہوئی اور قرآن مجید کا زیادہ حصہ نازل ہو کر صحابہ کرامؓ نے حفظ کر لیا۔ اور قرآن و حدیث کے خلط ملط ہونے کا اندیشہ نہ رہا۔ تو آپ ﷺ نے کتابت حدیث کی اجازت دے دی۔

**تدوین حدیث کا پہلا دور:** تدوین حدیث کا پہلا دور "عہد رسالت اور عہد صحابہ" کا دور ہے۔ اگرچہ ابتداء میں کتابت کا فن عام نہ ہونے کے باعث صحابہ کرامؓ زیادہ تر اپنے حافظے پر اعتماد کرتے تھے۔ تاہم حضور ﷺ کی طرف سے ہدایت ملنے کے بعد صحابہ کرامؓ نے احادیث لکھنے کا اہتمام کیا۔ حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر ضروری احکام و ہدایات کو قلمبند کروایا۔ میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، مختلف قبائل کو تحریری ہدایات، خطوط کے جوابات، مختلف بادشاہوں س کے نام دعوت اسلام کے خطوط، معاہدے، امن نامے اور اس قسم کی بہت سی تحریریں آپ ﷺ نے لکھوائیں۔

عہد رسالت میں کئی صحابہ کرامؓ نے اپنے طور پر احادیث لکھ کر محفوظ کر لی تھیں ان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے مجموعے کا نام "صادقہ" حضرت علیؓ کے لکھے ہوئے



احادیث اور حضرت ابوہریرہؓ کے مجموعے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ تقریباً بائیس صحابہ کرامؓ کا ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے احادیث کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ تاہم یہ سلسلہ ذاتی اور انفرادی سطح پر تھا۔

**تدوین حدیث کا دوسرا دور:** یہ تابعین کا دور ہے ۹ھ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے۔ تو آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرامؓ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ علم حدیث ضائع نہ ہو جائے۔ تو آپ نے باقاعدہ حکم کیا کہ "جہاں بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاؤ اسے لکھ لو کیونکہ مجھے اہل علم اور علم کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے"۔

اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور علم حدیث باقاعدہ ایک علم کی حیثیت سے منضبط ہونے لگا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس حکم کی تعمیل میں شام کے مشہور عالم محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے دن رات محنت کر کے احادیث کی ایک کتاب مرتب کی۔ ان کے علاوہ سعید بن المسیب، کوفہ میں امام شعبی اور شام میں مکحول جیسے علماء نے تدوین حدیث میں زبردست حصہ لیا۔

اس طرح جو تصانیف وجود میں آئیں وہ اس عہد کی یادگار ہیں۔ اس دور کے دیگر کتابوں میں امام ابوحنیفہ کی کتاب "الاثار" امام مالک کی کتاب "موطا" امام سفیان ثوری کی کتاب "جامع" اور امام اوزاعی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

**تدوین حدیث کا تیسرا دور:** یہ تبع تابعین کا عہد ہے یہ دور تدوین حدیث کا سنہری دور ہے۔ اس دور میں علم اصول حدیث اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ تابعین کے شاگردوں کے لیے حدیث کی زیادہ جامع کتابیں مرتب کرنا نسبتاً آسان ہو گیا تھا۔ علم اصول حدیث کی بنیاد پر حدیث کی وہ چھ مستند ترین اور صحیح ترین کتابیں مدون ہوئیں جن کو "صحاح ستہ" کہتے ہیں۔ وہ چھ کتابیں یہ ہیں:

(۱) **صحیح بخاری:** یہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی تالیف ہے۔ صحاح ستہ میں اس کتاب کو

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

دیگر پر فوقیت حاصل ہے۔

(۲) **صحیح مسلم:** یہ امام مسلم بن حجاج قیشری کی تالیف ہے۔

(۳) **جامع ترمذی:** یہ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی کی تالیف ہے۔

(۴) **سنن ابن ماجہ:** یہ امام محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ کی تالیف ہے۔

(۵) **سنن ابی داؤد:** یہ امام ابوداؤد سلیمان بن اشمت کی تالیف ہے۔

(۶) **سنن نسائی:** یہ امام ابوعبدالرحمان بن شعیب نسائی کی تالیف ہے۔

ان کے علاوہ مسانیہ بھی مدون ہوئیں۔

**سوال 8:** صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کے نام مع ان کے سن وفات لکھیں؟

**جواب:**

| نمبر شمار | نام کتاب | نام مصنف | سن وفات |
|---|---|---|---|
| 1 | صحیح بخاری | امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ | 256ہجری |
| 2 | صحیح مسلم | امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری | 261ہجری |
| 3 | جامع الترمذی | امام ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ الترمذی | 279ہجری |
| 4 | سنن ابوداؤد | امام ابوداؤد سلیمان بن اشعثؒ | 275ہجری |
| 5 | سنن النسائی | امام ابوعبدالرحمان احمد بن علی النسائی | 303ہجری |
| 6 | سنن ابن ماجہ | امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ | 237ہجری |

**سوال 9:** اصول اربعہ اور ان کے مصنفین کے نام مع ان کے سن وفات لکھیں؟

**جواب:** اصول رابعہ اور ان کے مصنفین مع ان کے سن وفات حسب ذیل ہیں۔



| نمبر شمار | نام کتاب | نام مصنف | سن وفات |
|---|---|---|---|
| 1 | الکافی | ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینیؒ | 339ہجری |
| 2 | مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْهُ | ابوجعفر محمد علی بن بابویہ قمیؒ | 381ہجری |
| 3 | اَلْاِسْتِبْصَارُ | ابوجعفر محمد بن الحسین الطوسیؒ | 460ہجری |
| 4 | تَهْذِيْبُ الْاَحْكَامِ | ابوجعفر محمد بن الحسین الطوسیؒ | 460ہجری |

# منتخب آیات قرآنی۔ترجمہ تشریح

**آیت نمبر1:** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب)

**ترجمہ:** اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور صاف بات کہو وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال درست کر دے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

**تشریح:** ان آیات مبارکہ میں ایمان والوں سے خطاب کر کے ان کو دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کے نتیجے میں دو چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت پر عظیم کامیابی کی بشارت دی گئی ہے جن دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں پہلا حکم تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔

تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کیا جائے۔ اور اس کے نواہی سے منع ہو جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی احکام اور دل میں اس سے ڈر اور خوف رکھا جائے۔ جس طرح کہ کعب الاحبارؓ نے تقوی کی تعریف میں فرمایا کہ گناہوں سے خود کو ایسا بچانا جیسے راہ چلتے ہوئے کانٹوں سے

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

خود کو بچایا جاتا ہے۔

آیت میں دوسرا حکم صحیح اور درست بات کہنے کا ہے یعنی ہمیشہ کے لیے صحیح اور درست بات کہی جائے، بات میں کج روی نہ ہو۔ ان دو باتوں کے کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دو باتوں کا وعدہ فرماتا ہے ایک یہ کہ تمہارا اعمال درست ہوں گے۔ اور جب اعمال درست ہوں گے تو نتیجہ جنت کی صورت میں ملے گا۔ پھر ایک اور وعدہ بھی فرمایا۔ کہ تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ یعنی اگر درستگی کے باوجود بھی چند گناہ باقی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دے گا۔ آیت کے آخر میں بڑی کامیابی کی بات کی گئی ہے۔ یعنی جو کوئی تقویٰ اختیار کرے درست بات کہے تو یہ در حقیقت اللہ کی حکم کی اطاعت ہے۔ اور یہی اطاعت الٰہی کامیابی کی نوید ہے یعنی اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔

**آیت نمبر2:** لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

**ترجمہ:** بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

تشریح: رسول اکرم ﷺ کی زندگی تمام انسانیت کے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا میں ایک کامیاب اور نیکی سے بھرپور زندگی گزاری ہے۔ آپ ﷺ چونکہ ایک راہنما تھے۔ اور آپ ﷺ کی براہ راست نگرانی اللہ تعالیٰ خود فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے زندگی میں جو کچھ بھی کیا ہے اللہ کی مرضی اور منشاء کے مطابق کی ہے لہٰذا جو کوئی قرآن پر عمل کرنا چاہیے۔ تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی سامنے ہے اسی کو اپنا کر اپنے لئے مشعل راہ تلاش کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ تم رسول اللہ ﷺ کے زندگی کو نمونہ بنا کر آپ ﷺ کی پیروی کرو۔ تمہارے تمام اعمال اللہ کے ہاں مقبول ہوں گے۔ اس آیت سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے۔ کہ دنیا و آخرت کی تمام تر سعادت کا انحصار آپ ﷺ کی ذات کی اتباع اطاعت اور تقلید میں پوشیدہ ہے۔



**آیت نمبر3:** وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ط۔ (آل عمران)

**ترجمہ:** اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

**تشریح:** اس آیت مبارکہ میں حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی سے مراد قرآن مجید ہے۔ حبل کا معنیٰ Cable کی ہوتی ہے نہ کہ Rope کا کیونکہ کیبل وہ رسی ہوتی ہے جس کے اندر بہت سے دوسرے تار ہوتے ہیں اور کیبل متین اور نرم بھی ہوتا ہے۔ یہ خصوصیات سادہ رسی میں نہیں ہوا کرتیں۔ مراد یہ ہے کہ تمام مسلمان مل کر قرآن مجید کو مضبوط پکڑ لو۔ یعنی اس کے احکام پر عمل کرو۔ قرآن مجید پر عمل مسلمانوں کی کامیابی کے لیے شاہ کلید ہے۔ پھر مسلمانوں کے تمام اعمال درست ہو جائیں گے۔ تمام مسائل حل ہوں گے۔ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ تفرقہ بازی ہے۔ اور فرقہ پرستی اور تفرقہ بازی تب پیدا ہوتی ہے جب مسلمان فکری لحاظ سے کمزور ہوں۔ جب فکر قرآن کے مطابق ہو قرآنی احکامات سامنے ہو تو پھر مسلمان اسلامی احکامات کے مطابق ایک مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوں گے۔ قرآن مجید سے ہدایت لینے اور اسے مضبوطی سے تھامنے کی صورت میں مسلمان فروعی اور جزئیاتی اختلافات میں مبتلا نہ ہوں گے۔ قرآنی احکامات کو چھوڑنے کے نتیجے میں مختلف قسم کی سماجی برائیاں حسد، بغض، اور کینہ وغیرہ پیدا ہوں گے۔ اور جب قرآن پر عمل ہو گا۔ تو پھر ان کی جگہ محبت، دوستی، اخلاص، اور ایثار جیسے بھلائیاں پیدا ہوں گے۔ جس کا لازمی نتیجہ مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد ہو گا۔

**آیت نمبر4:** اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ (الحجرات)

**ترجمہ:** بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

**تشریح:** سورۃ الحجرات میں مسلمانوں کو معاشرتی زندگی گزارنے کے آداب سکھائے گئے ہیں معاشرتی زندگی میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ خود کو دوسروں سے بالاتر اور اچھے سمجھتے

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

ہیں۔ اور دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہیں۔ اس آیت کا سیاق وسباق کچھ یوں ہے کہ اس سے پہلے معاشرتی برائیوں کا ذکر ہے۔ کہ کس طرح معاشرے میں لعن طعن اور عیب جوئی پیدا ہوتی ہے۔ غیبت اور بہتان اس کے بڑے اسباب ہیں۔ غیبت آدمی اس وجہ سے کرتا ہے۔ کہ وہ خود کو بڑا اور گناہوں سے پاک تصور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج بتایا ہے۔ کہ اللہ کے ہاں تمام انسان برابر ہیں۔ کسی کو کوئی برتری اور فوقیت اور فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی کو کوئی برتری حاصل ہو سکتی ہے۔ تو صرف ایک وجہ سے اور وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکامات کا کتنا پابند ہے یعنی جو بندہ جتنا نیک خصلت اور پرہیز گار ہو گا۔ اللہ کے ہاں معزز ہو گا۔ عزت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔ نیکی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

**آیت نمبر5:** اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ (آل عمران)

**ترجمہ:** بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

**تشریح:** اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دلائل توحید بیان فرمائے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ عقل کا تقاضا ہے کہ کائنات پر غور و فکر کر کے دیکھا جائے کہ کائنات کا اتنا وسیع نظام خود بخود کس طرح چل سکتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو دنیا میں ایک معمولی سی چیز بھی بغیر کسی صانع اور بنانے والے کے خود بخود پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ بغیر کسی کے کوئی چیز چل سکتا ہے تو پھر جب عقل کا یہ ہے۔ کہ نہ کوئی چیز خود بخود پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ چل سکتا ہے تو کائنات کا اتنا وسیع نظام کس طرح خود بخود پیدا ہوا ہے اور کس طرح چل رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کائنات کا ایک پیدا کرنے والا اور ایک چلانے والا موجود ہے جو اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید مختلف اشیاء پر گور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اور اس سے مقصود معرفت الٰہی ہے۔



**آیت نمبر6:** لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ (آل عمران)

**ترجمہ:** "تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے ہو جب تک اپنی پیاری چیز اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو۔

**تشریح:** انسان کی زندگی کا مقصد اللہ کی بندگی ہے اور بندگی رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کی جاتی ہے۔ دنیا میں مختلف لوگوں کے ہاں نیکی کا تصور مختلف رہا ہے۔ ان مختلف تصورات سے ہٹ کر قرآن نے نیکی کا تصور پیش کیا ہے کہ نیکی اصل میں کیا چیز ہے۔ نیکی دراصل حکم خداوندی کی تعمیل کا نام ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں بیان ہوا ہے۔ اس نیکی کے راستے میں کئی رکاوٹوں کے ساتھ ایک رکاوٹ انسان کا مال و دولت بھی ہے۔ مال و دولت سے محبت انسان کو نیکی سے دور کرتی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اس کا علاج بتایا ہے کہ نیکی کے حصول کے لیے انسان کو اپنا مال اس کے راستے میں خرچ کرنا چاہیے۔ اس سے انسان کا مال کے ساتھ محبت کم ہو گی اور اللہ سے محبت بڑھے گی۔ اس میں اللہ تعالیٰ دو شرائط عائد کرتے ہیں ایک یہ کہ اللہ کی محبت کی خاطر مال خرچ کیا جائے اور دوسرا ایسا مال خرچ کیا جائے جو انسان کو محبوب ہو۔ ایسا نہ ہو کہ خود اُسے لینے کے لیے تیار نہ ہو۔ اس آیت کا حکم عام ہے صرف مال کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ نیکی کا معیار یہ قرار دیا گیا ہے کہ اپنا محبوب ترین چیز جو وہ مال ہو، اولاد ہو یا کوئی اور چیز جب وہ محبوب یعنی خدا کے خاطر خرچ کیا جائے تو تب اللہ کی محبت ظاہر ہو گی اور نیکی اس صورت میں حقیقی نیکی ہو گی۔ مال و دولت خرچ کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو کوئی ذاتی اغراض و مقاصد پیش نظر نہ ہو۔

**آیت نمبر7:** وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۃ الحشر)

**ترجمہ:** "اور جو چیز تمہیں اللہ کا رسول دے پس وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ"۔

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

**تشریح:** اس آیت مبارکہ کا حکم عام ہے اور اطاعت رسول ﷺ کے بارے میں واضح نمونہ ہے یعنی مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ میں ایک واضح نمونہ موجود ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جس بات کا، جس طرح کا وہ حکم کریں فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے اور جس چیز سے بھی وہ روکیں اس سے رُک جائیں۔ اس آیت مبارکہ میں اسلامی زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ چونکہ خود اپنے آپ سے کچھ نہیں کہتا بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد تو منشاء خداوندی ہوتا ہے لہٰذا فوراً آپ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو شارع مقرر کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہے۔

**آیت نمبر8:** اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔ (سورۃ العنکبوت)

**ترجمہ:** "بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"۔

**تشریح:** اس آیت کریمہ میں نماز کو بے حیائی اور بری چیزوں کی راہ میں حائل رکاوٹ قرار دیا گیا ہے یعنی یہ کہ نماز میں ایسی خوبی ضرور ہے جس کے سبب نمازی بے حیائی اور برائی سے بچ جاتا ہے۔ بے حیائی اور منکرات روحانی بیماریاں ہیں۔ روحانی بیماریوں کے لئے قرآن مجید شفاء ہے۔ ان روحانی بیماریوں کے لئے بھی قرآن مجید نے یہ روحانی دوا تجویز کی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی بیماری کی تشخیص ہو جائے اور اس کے لئے مناسب دوا تجویز کی جائے تو دوا ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ بشرطیکہ بیمار کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کریں جو دوا کی تاثیر کے خلوف ہو۔ پرہیز اور دوا کا درست استعمال بیماری کو ختم کر سکتی ہے۔ اس لحاظ سے نماز بھی واقعی قوی التاثیر ہے۔

آیت کریم کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ نماز کے اندر ایسی خوبیاں ہیں جن کی موجودگی میں وہ آدمی جو اخلاص نیت سے اور تمام آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز پڑھتا ہو تو اس سے بے حیائی اور منکرات کا سرزد ہونا ممکن نہیں ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ نمازی اپنی عبودیت کا اظہار کرتی ہے اور



اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کر کے ملاقات خداوندی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ نماز کے بعد کسی بھی برائی کا ارتکاب کی صورت میں اُسے خیال ہوتا ہے کہ ابھی میں پھر خدا سے ملاقات کروں گا تو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اس طرح نمازی بہت سے منکرات سے بچ جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی نماز ہی بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

**آیت نمبر9:** وَلَا تَکْسِبُ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ (الانعام)

**ترجمہ:** "اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس کے ذمہ ہے۔ اور کوئی نفس کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا"۔

**تشریح:** اس آیت کریمہ میں ہر انسان کو اس کے اعمال کا خود ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ ہر شخص اپنی نیکیوں کی جزا اور بدیوں کی سزا پائے گا۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا۔ یہ ایک قاعدہ ہے کہ ہر شخص انفرادی طور پر اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ جو شخص جیسے اعمال کرے گا خواہ وہ اچھے ہوں یا برے۔ اُسے اس کے مطابق جزا و سزا ملے گا۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا۔ یعنی جس نے نیک کام کئے تو اس کا بدلہ اُسے ملے گا۔ اور اگر برائی کی تو اس کی سزا بھی اس پر ہوگی۔ اسلام ہر انسان کو اپنے اعمال کا خود ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید کے سورۃ البقرہ میں آتا ہے کہ تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ یعنی یہ ایک جماعت ہے جو گزر چکی ہے ان کے لیے ان اعمال کا بدلہ ہے جو انہوں نے کئے ہیں اور تمہارے لیے ان اعمال کا بدلہ ہے جو تم کرتے ہو اور تم سے ان کے اعمال کے لیے مسئول نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جوابدہ ہوں گے۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنے اعمال کی فکر کرنا چاہیے اور یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے آبا و اجداد تو ایسے نیک لوگ تھے بلکہ خود نیکی کے اعمال کرنا چاہیے۔ حدیث

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

شریف میں بھی فرمایا گیا ہے اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ یعنی کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے۔ یعنی کہ اپنے اعمال کے لیے مسئول ہے۔

**آیت نمبر10:** اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ (النحل)

**ترجمہ:** "بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے"۔

**تشریح:** اس آیت کریم میں عدل اور احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عدل کے معنی برابر برابر تقسیم کرنے، توازن رکھنے اور چیز کو مناسب اور موزوں جگہ پر رکھنے کے ہیں۔ عدل انصاف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی کسی کو اس کا پورا حق ادا کرنا، عدل معاشرے کی اساس ہے۔ عدل کے بغیر معاشرہ ترقی اور استحکام حاصل نہیں کر سکتا۔ احسان یہ ہے کہ کسی سے اس کے حق سے بڑھ کر مروت اور نیکی کر؟ احسان میں نیک برتاؤ، فیاضانہ معاملہ، ہمدردانہ رویہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، ایک دوسرے کا لحاظ کرنا، دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینا شامل ہیں۔ عدل معاشرے کی بنیاد ہے اور احسان اس کا جمال اور کمال ہے۔ عدل معاشرے کو تلخیوں سے بچاتا ہے اور احسان خوش گواریاں پیدا کرتا ہے۔

آیت کریمہ میں جہاں دین کے معاملے میں انصاف کرنے کا حکم موجود ہے وہاں سب عقائد، اخلاق اور اعمال کے معاملے میں بھی عدل اور انصاف کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ عدل ہی کائنات کی جان ہے۔ اس آیت کریمہ میں تمام بھلائیوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس آیت کے جامعیت کے پیش نظر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کو خطبہ جمعہ میں شامل کیا تھا۔



# منتخب احادیث

**حدیث نمبر1:** اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی۔

**ترجمہ:** "بیشک اعمال دارومدار نیتوں پر ہے اور یقیناً ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی"۔

**تشریح:** یہ حدیث شریف رسول اللہ ﷺ کے ان مختصر مگر جامع اور وسیع المعنیٰ ارشادات میں سے ہے جو مختصر ہونے کے باوجود دین کے کسی بڑے اہم حصے کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور "دریا بکوزہ" کے مصداق ہیں۔ بعض آئمہ نے اُسے اسلام کا ایک تہائی حصہ قرار دیا ہے۔ اس حدیث شریف میں اخلاص کا بیان ہے اور اخلاص وہ چیز ہے جس کی ضرورت ہر کام میں اور ہر قدم پر ہے۔

حدیث مبارکہ کا اصل منشاء اُمت پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ تمام اعمال کے صلاح و فساد اور مقبولیت و مردودیت کا انحصار نیت پر ہے یعنی عمل صالح وہی ہوگا اور اُسی کی اللہ کے یہاں قدر و قیمت ہوگی جو صالح نیت سے کیا گیا ہو اور جو "عمل صالح" کسی برے غرض اور فاسد نیت سے کیا گیا ہو وہ صالح و مقبول نہ ہوگا۔ بلکہ نیت کے مطابق فاسد اور مردود ہوگا۔ اگرچہ ظاہری نظر میں "صالح" ہی معلوم ہو۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ عمل کے ساتھ نیت کا اور ظاہر کے ساتھ باطن کا بھی دیکھنے والا ہے۔ اس کے یہاں ہر عمل کی قدر و قیمت عمل کرنے والے کی نیت کے حساب سے لگائی جائے گی۔ اس حدیث سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ جب دارومدار نیت ہی پر ہو تو اگر برے کام بھی کسی اچھی نیت سے کئے جائیں تو وہ اعمال صالحہ ہو جائیں گے اور ان پر بھی ثواب ملے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص اس نیت سے چوری اور ڈاکہ زنی کرے کہ جو مال اس سے حاصل ہوگا اس سے وہ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرے گا۔ مساجد و مدارس تعمیر کرے گا وغیرہ تو وہ بھی ثواب کا مستحق ہو سکے گا اصل بات یہ ہے کہ جو کام فی نفسہ برے ہیں اور جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے ان میں حسن نیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ تو بہر حال قبیح اور

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

غضب الٰہی کے موجب ہیں بلکہ ان کے ساتھ اچھی نیت کرنا اور اُن پر ثواب کی امید رکھنا شاید ان کی مزید قباحت کا اور سزا میں زیادتی کا باعث ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ ایک قسم کا مذاق ہو گا۔ بلکہ حدیث کا اصل منشاء "اعمالِ صالحہ" کے متعلق یہ بتلانا ہے کہ وہ بھی اگر کسی بری نیت سے کئے جائیں گے تو پھر "اعمال صالحہ" نہیں رہیں گے بلکہ بری نیت کی وجہ سے ان کا انجام برا ہی ہو گا۔ مثلاً ایک شخص نماز نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتا ہے جس کو ہم اعلیٰ درجہ کا عمل سمجھتے ہیں وہ اگر یہ خشوع و خضوع اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی دینداری اور خدا پرستی کے متعلق اچھی رائے قائم کرے اور اس کا اعزاز و اکرام کیا جائے تو اس حدیث کی رُو سے اس کی یہ خشوع و خضوع والی نماز اللہ کے یہاں کوئی قدر قیمت نہیں رکھتی یا کوئی شخص دارالکفر سے دارالایمان کی طرف ہجرت کرتا ہے اور اس ہجرت سے اللہ کی رضاجوئی نہیں بلکہ کوئی اور دنیاوی غرض پوشیدہ ہے تو یہ ہجرت، ہجرت اسلام نہ ہو گی اور اللہ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہ ہو گا بلکہ اُلٹ گناہ ہو گا۔ اس حدیث کا اصل منشاء یہی ہے۔

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے جو لفظ ادا ہو وہ نیت نہیں بلکہ کلام اور بیان بن جاتا ہے کیونکہ نیت کا محل نیت دل ہے زبان نہیں۔ اس لئے انسان کا نیت ہی ہر عمل کے صحیح یا غلط ہونے کی کسوٹی ہے۔ مثلاً کوئی شخص سرِراہ ایک کنواں کھودتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو پانی میسر آئے اور یہ اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے مگر یہ امکان بھی ہے کہ کبھی اس میں کوئی گر کر مر جائے تو اللہ کی نظر میں کنواں کھودنے والا مجرم نہیں گردانا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسا کنواں اس نیت سے کھودتا ہے کہ اس کے دشمن کا گزر ادھر سے ہوتا ہے اور کسی دن وہ کنویں میں گر کر مر جائے گا تو خواہ ہزاروں لوگ اس کنویں سے پانی پیتے رہیں اس آدمی کے نامہ اعمال میں اس کا ثواب نہیں لکھا جائے گا حالانکہ عمل ایک ہی ہے لیکن نیت کا فرق ہے۔

اس دنیا میں ظاہر پر فیصلے کئے جاتے ہیں جبکہ آخرت میں فیصلے نیتوں پر کئے جائیں گے۔



اس کی خصوصی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن شہید، عالم اور سخی کو اللہ تعالیٰ کے عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے۔ وہ اقرار کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے میرے لیے کیا کیا؟ وہ کہیں گے کہ میں تیرے لیے لڑتا رہا اور یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ دوسرا کہے گا کہ میں علم سیکھتا اور سکھاتا رہا اور تیسرا کہے گا کہ میں نے تیرے راستے میں مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک ایک کو فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ بولا۔ شہید سے کہا جائے گا کہ تو نے صرف اس لئے جان قربان کر دی کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ عالم کو کہا جائے گا کہ تو نے قرآن صرف اس لئے پڑھا تاکہ قاری و عالم کہلائے اور سخی کو کہا جائے گا کہ تو نے اس لئے خرچ کیا کہ لوگ مجھے سخی کہیں اور یہ تمہیں دنیا میں کہا جا چکا ہے۔ (کیونکہ ان کی نیت اس کی تھی) اور پھر ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکنے کا حکم ہو گا۔ حالانکہ یہ تمام اعمال بہت بڑے بڑے اعمال ہیں لیکن جب نیت صحیح نہ ہو تو یہ بڑے بڑے کام بھی جہنم سے نجات کا نہیں بلکہ اسباب جہنم بن گئے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس عمل کو ہرگز قبول نہیں کرتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا شامل ہو" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدنیتی انسان کو اس کے نیک اعمال سے محروم کر کے جہنم رسید کر دیتی ہے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ عادت اور عبادت میں فرق بھی نیت سے ہوتا ہے مثلاً مسجد میں بیٹھنا ہے۔ اگر نیت اعتکاف کی ہے تو عبادت ہے اور اگر نیت آرام کرنے کا ہے تو ایک عادت ہے اور عبادت نہیں ہے۔

**حدیث نمبر2:** إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ۔

**ترجمہ:** "بیشک مجھے اس خاطر رسول بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں"۔

**تشریح:** اخلاق انسان کی ان پختہ عادتوں کو کہتے ہیں جو اس میں رچ بس جائے اور بلا تکلف اس سے سرزد ہو۔ ایسے اخلاق و عادات جو آپس میں محبت، پیاز اور حسن سلوک کو رواج دیں اخلاق

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

حسنہ کہلاتے ہیں جیسے انصاف، شجاعت، دیانت داری، ایفائے عہد، سچائی، ہمدردی اور ایثار وغیرہ۔ اس کے مقابلے برے عادات واطوار جیسے جھوٹ، فریب، دھوکہ، ظلم وتعدی، بدعہدی، بددیانتی اور خود غرضی وغیرہ رزائل اخلاق کہلاتے ہیں۔ یہ رزائل اخلاق انسان کو شرف انسانیت سے گرا کر اسفل سافلین کے درجہ حیوانیت تک پہنچادیتے ہیں۔ رزائل اخلاق کے نتیجے میں انسان دنیا میں بھی ہر قسم کی نیکی اور بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے اور آخرت میں بھی دوزخ کا ایندھن بن جاتا ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے اور اسلام کا نظریہ اخلاق دین کا حصہ ہیں۔ اسلام محاسن اخلاق کو نشوونما اور ترقی دینا چاہتا ہے جبکہ رزائل اخلاق کو مٹانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نیکی کو معروف اور برائی کو منکر قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عرب کے ایسے معاشرے میں جو محاسن اخلاق سے نا آشنا تھی حسن اخلاق تعارف فرمائی اور لوگوں کے باطن کا تزکیہ کیا۔ جس کے نتیجے میں بہترین اخلاق سے متصف لوگوں کی ایک جماعت بن گئی۔ آپ ﷺ خود اخلاق کے بہت بڑے اعلیٰ درجے پر فائز تھے اور قرآن کریم نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ "یعنی اے رسول ﷺ! بیشک آپ ﷺ اخلاق کے بلند درجے پر ہیں"۔ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید کی تعلیمات تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی کہ آپ ﷺ کے خلاق قرآن ہی تھے گویا کہ آپ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی اور ایسی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد اخلاق حسنہ کی تکمیل قرار دیا ہے۔ گویا کہ سارے اسلام یا دین کی اساس حسن خلق ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر مومن کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا یعنی حسن خلق۔ ایک حدیث شریف میں حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہے کہ "بیشک ایک مؤمن اپنے حسن خلق کی وجہ سے روزے دار اور شب زندہ دار کے درجات حاصل کرلیتا ہے"۔



ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک حسن خلق میزان میں سب سے زیادہ وزن دار ہے اور حسن خلق کا مالک اللہ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور انبیاء کے سب سے زیادہ نزدیک بیٹھنے والوں میں سے ہوگا"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "کیا میں تمہیں اللہ کے لیے سب سے محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے قریب بیٹھنے والے کی خبر نہ دوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور۔ فرمایا: جو خلق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہو"۔

چونکہ حسن خلق بہت بڑی نیکی اور بہترین اخلاقی صف ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

**حدیث نمبر3:** لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ط

**ترجمہ:** "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

**تشریح:** اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ انبیائے کرام ﷺ انسانیت کے بہت بڑے محسن ہیں اور ان میں سب سے زیادہ محسن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے خود تکالیف برداشت کر کے اُمت کو تکالیف و مصائب سے بچائے رکھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کا سچا راستہ انسانوں کو بتایا جس کو اپنا کر انسان جہنم سے بچ کر جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ تمام مخلوقات سے بڑھ کر محنت کرنے کے مستحق ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیروی اور اطاعت کی جائے اور آپ ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اطاعت اصل میں ایمان ہے۔ اصل میں اللہ اور رسول ﷺ کی اور اسلام کی محبت میں باہم ایسا تعلق ہے کہ یہ ایک

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

دوسرے سے الگ ہو کر ہر گز نہیں پائی جا سکتیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسلام سے صحیح محبت بغیر رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ناممکن ہے اور اسی طرح اللہ اور اسلام کی محبت کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اللہ کے رسول سے جو محبت بحیثیت رسول کے ہو گی وہ درحقیقت اللہ ہی کی وجہ سے اور اللہ ہی کی تعلق سے ہو گی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام سے بھی پوری محبت ہو گی۔ اس لئے اس حدیث میں کمال ایمان کی شرط کے طور پر صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ لیکن مطلب وہی ہے کہ ایمانی انوار و برکات صرف اُن ہی خوش نصیبوں کو حاصل ہو سکتے ہیں جن کے دلوں پر اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کا ایسا غلبہ ہو کہ دوسری تمام محبتیں اس سے دبی ہوئی ہوں۔

اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ اہل ایمان کی جو محبت ہوتی ہے وہ ماں باپ اور بیوی بچوں کی محبت کی طرح خونی رشتوں یا دوسرے طبعی اسباب کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ روحانی اور عقلی وجہ سے ہوتی ہے اور جب وہ کامل ہوتی ہے تو اس کے سوا دوسری وہ تمام محبتیں جو طبعی یا نفسانی اسباب کی وجہ سے ہوتی ہیں اس سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ اس بات کو ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس کو اللہ نے اس کا کوئی حصہ نصیب فرمایا ہو۔

ان احادیث میں محبت سے مراد دل کی وہی خاص کیفیتی ہے جس کو محبت کے لفظ سے ادا کیا جاتا ہے اور اسی کا ہم سے مطالبہ ہے اور وہی گویا ہمارے ایمان کی جان ہے۔ قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے کہ !وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ۔ یعنی ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں۔ سورۃ توبہ کے آیت نمبر 24 کا تقاضا اور مطالب بھی یہی ہے کہ ایمان والوں کو اپنی تمام قابل محنت چیزوں سے زیادہ اللہ اور رسول ؐ کی اور اس کے دین کی محبت ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر اللہ کی رضا اور اس کی خاص ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی اور ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

یہ بات واضح ہے کہ جس کو یہ دولت نصیب ہو جائے اس کے لئے ایمان کے سارے



تقاضوں کو پورا کرنا اور اللہ اور رسول ؐ کے احکام پر چلنا نہ صرف یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس راہ میں جان عزیز تک دینے میں بھی وہ لذت محسوس کرے گا۔ اور اس کے برخلاف جس کے دل پر اللہ ورسول ؐ کی محبت کا ذرا غلبہ نہ ہو گا اس کے لئے روزمرہ کے اسلامی فرائض کی ادائیگی اور عام ایمانی مطالبات کی تعمیل بھی سخت گراں اور بڑی کٹھن ہو گی۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ جب تک اللہ اور رسول ؐ کی محبت دوسری ساری چاہتوں اور محبتوں پر غالب نہ ہو جائے ایمان کا اصل مقام نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور ایمان کی حلاوت حاصل نہیں ہو سکتی۔

**حدیث نمبر4:** لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

**ترجمہ:** ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے“۔

**تشریح:** اس حدیث مبارک میں مسلمانوں کو ایسے زرین اصول بتایا گیا ہے جس کو اپنا کر معاشرے میں امن، محبت اور خوشگوار تعلقات فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اسلام تمام مسلمانوں کو اخوت اسلامی کے رشتے میں جوڑنا چاہتا ہے اور حسد، بغض اور عناد جیسے برے عادات و اطوار سے پاک معاشرہ تشکیل کرنا چاہتا ہے۔ جس کے لیے بنیادی بات یہ ہے کہ انسان خود غرضی سے پاک ہو اور ایثار و قربانی کے جذبے سے سرشار ہو۔ جب معاشرے میں یہ اصول اپنائے جائیں گے اور ہر شخص دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے ہوئے اُس کے لئے وہی جذبات رکھے جو اپنے لیے اور اپنے بارے میں رکھتا ہے تو معاشرے میں امن و امان، آرام، ترقی اور خوشحالی ہو گی اور آپس کے تعلقات خوشگوار رہیں گے اور جب اس کے خلاف طریقہ کار اپنا جائے تو معاشرے کا امن و سکون تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے اصل مقام تک پہنچنے کے لیے اور اس کی خاص برکتیں حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آدمی خود غرضی سے پاک ہو اور اس کے دل میں

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

اپنے دوسرے بھائیوں کے لیے اتنی خیر خواہی ہو کہ جو نعمت اور جو بھلائی اور جو بہتری وہ اپنے لیے چاہے وہی دوسرے بھائیوں کے لیے بھی چاہے اور جو بات اور جو حال وہ اپنے لئے پسند کرے اس کو کسی دوسرے کے لیے بھی پسند نہ کرے، اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث اور اس جیسے دوسرے احادیث میں جو ایمان کی نفی کی گئی ہے وہ دراصل قطعی ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمال کی نفی مقصود ہے۔

**حدیث نمبر5:** اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

**ترجمہ:** "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

**تشریح:** اس حدیث شریف میں مسلمانوں کی شان بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ مسلمان اور مسلم کے معنی میں سلامتی کا معنی بھی موجود ہے۔ جس طرح کہ اسلام کے معنی میں سلامتی بھی ہے۔ مسلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عقائد کی درستگی کے ساتھ ارکان اسلام پر عمل پیرا بھی ہو اور وہ معاشرے کے لیے امن و سلامتی کا پیغام بھی ہو۔ دنیا میں بھی سلامتی اور آخرت میں بھی سلامتی۔ جس طرح ایک مسلمان دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت اس لئے دیتا ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے بچ کر تکالیف سے محفوظ ہو جائے اسی طرح وہ دنیا میں بھی پورا پورا خیال رکھے گا اور ان کی تحفظ بھی کرے گا۔ اس حدیث شریف میں صرف زبان اور ہاتھ سے ایذاء رسانی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ بیشتر ایذاؤں کا تعلق ان ہی دو سے ہوتا ہے ورنہ مقصد ہر قسم کے ایذاؤں کا انسداد ہے۔ چاہے وہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے یا قوت و اختیار حاصل ہونے کے بعد قلم یا دوسرے ذرائع سے ہو۔ اسلام نے ان تمام ایذاء رسانی سے منع کیا گیا ہے۔ اس حدیث شریف کی ایک اور روایت میں مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ کی بجائے مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ کے الفاظ آئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو تمام بنی نوع انسان کے لیے پر امن اور بے آزاد ہونا چاہیے۔



غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں تمام فتنے اور فساد زبان اور ہاتھ سے پھیلتے ہیں۔

اگر یہ دو اعضاء قابو میں آجائیں تو کبھی شر اور فساد رونما نہ ہو اور معاشرتی زندگی می ہر طرف امن اور سلامتی کی فضا پیدا ہو جائے اور اس کو آزاد چھوڑنے سے ظلم کا معاشرہ وجود میں آتا ہے لیکن واضح رہے کہ اس حدیث میں جس ایذاء رسانی کو منافی اسلام بتلایا گیا ہے وہ یہ ہے جو بغیر کسی صحیح وجہ اور معقول سبب کے ہو، ورنہ بشرط قدرت مجرموں کو سزا دینا اور ظالموں کی زیادتیوں اور مفسدوں کی فساد انگیزیوں کو بزور دفع کرنا تو مسلمانوں کا فرض منصبی ہے اور اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو دنیا امن و راحت سے محروم ہو جائے۔

**حدیث نمبر6:** لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ ط

**ترجمہ:** "اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا"۔

**تشریح:** رحمت دراصل اللہ کی خاص صفت ہے اور رحمن اور رحیم اس کے خاص نام ہیں۔ جن بندوں میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا جتنا عکس ہے وہ اتنے ہی مبارک اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اتنے ہی مستحق ہیں۔ اور جو جس قدر بے رحم ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسی قدر محروم رہنے والے ہیں۔

دنیا میں رحمت و شفقت اور مہربانی کے جتنے مظاہر ہیں وہ اللہ رب العالمین کے رحمت کے مظہر ہیں۔ اس حدیث شریف میں "الناس" کا لفظ عام ہے۔ جو مؤمن و کافر اور متقی و فاجر سب کو شامل ہے اور بلاشبہ رحم سب کا حق ہے۔ البتہ کافر و فاجر کے ساتھ سچی رحمدلی کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ اس کے کفر اور فجور کے انجام کا ہمارے دل میں درد ہو اور ہم اس سے اس کو بچانے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ اگر وہ کسی دنیاوی یا جسمانی تکلیف میں ہو تو اس سے اس کو بچانے کی فکر کرنا بھی رحمدلی کا تقاضا ہے اور ہم کو اس کا بھی حکم ہے۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دیا ہے۔ اب جو بندہ

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

اللہ تعالیٰ کے کنبے کے ساتھ رحم دلی کا جتنا سلوک کرے گا وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ کیونکہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلرّٰحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ۔ یعنی رحم کرنے والوں پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرے گا۔ زمین پر رہنے والو! اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا یعنی خدا کی خاص رحمت کے مستحق بس وہی نیک دل بندے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق کے لیے رحم ہے۔ اس حدیث میں زمین میں رہنے والی اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق پر رحم کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ جس میں انسانوں کے تمام طبقوں کے علاوہ جانور بھی شامل ہیں۔

جس طرح کہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص کو پیاسے کتے کو پانی پلانے پر بخش دیا گیا اور ایک عورت کو اس لئے جہنم میں گرائی گئی ہے کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کے بھوکا مار ڈالا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ رحمت کا مادہ بدبخت کے دل سے نکالا جاتا ہے۔ سنگدل اور سخت دل ایک روحانی بیماری ہے جس کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کمزوروں اور یتیموں کے ساتھ خصوصی طور پر شفقت و رحمت کا معاملہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

مسلمان تو سراپا رحمت کا پیغام ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسی وجہ سے مسلمانوں کی تشبیہ کھجور کے درخت سے دی ہے۔ مسلمان حاکم ہو یا محکوم، آقا ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت اس کی زندگی اس سدابہار، سایہ دار، سرسبز و شاداب اور پھلدار درخت کی مانند ہے کہ جس کے سائے تلے ہر ذی روح نہ صرف راحت و سکون کا سانس لیتا ہے بلکہ اس کے شیریں اور لذیذ پھل سے ہر آن اللہ تعالیٰ کی مخلوق فیض یاب ہوتی رہتی ہے۔ اس کا سایہ راحت جان اور اس کا پھل قوت بدن ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اُسے شجر طیبہ سے مثال دے کر بیان کیا گیا ہے۔

**حدیث نمبر7:** كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ۔

**ترجمہ:** "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے"۔



**تشریح:** اس حدیث پاک میں مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ قانونی طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ جان و مال اور عزت کا حق یہ ایک انسان کے بنیادی حقوق ہیں۔ کسی بھی انسانی معاشرے میں ان حقوق کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور اگر ان کا تحفظ کیا جاتا ہو تو وہ معاشرہ ایک مثالی اور پرامن معاشرہ ہوتا ہے۔ اور جب معاملہ اس کے برعکس ہو تو وہ معاشرہ ابتری اور تنزلی کا شکار ہو کر پرامن نہیں رہ سکتا۔ اسلام ایک پرامن اور مثالی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے اور اسی وجہ سے انسانوں کے ان بنیادی حقوق کا تحفظ قانونی طریقے سے کیا ہے۔ مسلمان اس دنیا میں امن اور سلامتی کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی، اس کی ذات نہ صرف اپنوں کے لیے سلامتی کا باعث ہوتی ہے بلکہ غیر بھی اس سے امن اور عافیت پاتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں مسلمان کی تعریف تو اس طرح کی گئی ہے کہ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں اور مؤمن وہ ہے جس کی طرف سے دوسرے انسانوں کو اپنی جانوں اور مالوں کا خطرہ نہ رہے۔

ناحق کسی کی جان لینا تو کجا ہادیٔ برحق ﷺ نے لوگوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ "جو شخص ہماری مسجد، ہمارے بازوں کے پاس سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو وہ ان کی رنی (Blade) کو روک لے یا تھام لے، اس خیال سے کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے"۔

دیکھیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی عزت و عظمت کا کتنا خیال فرمایا۔ کہ اس کے سامنے کھلے ہتھیار (Open Weapon) سے چلنا بھی ممنوع قرار دیا۔ مبادا اس سے کسی کی دل آزاری ہو ارو وہ وقتی طور پر پریشان ہو جائے۔ اسلام سلامتی کا دین ہے وہ ساری زمین کے انسانوں ن کو سلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ حقیقی اسلامی فلاحی مملکت میں غیر مسلموں کی جان و مال اور

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

ان کی عزت و آبرو تک محفوظ رہتی ہے۔ کسی بھی انسانی جان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس آیت مبارکہ سے لگائیے کہ!

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ط

یعنی جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے علاوہ (یعنی ناحق) یا زمین پر فساد برپا کرنے کی غرض سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○

یعنی جو شخص کسی مؤمن کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس قدر دردناک عذاب اور وعید کے بعد کیا کبھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کی جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے ہو سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں مسلمانوں کے عظیم جلسے میں یہ اعلان کیا گیا کہ اِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ یعنی تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو و عزت اسی طرح قیامت تک (ایک دوسرے پر) حرام ہیں جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں۔



ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کو مدِ نظر رکھیں اور ایک دوسرے کے ان بنیادی حقوق کا تحفظ یقینی بنائیں۔ دنیا میں تمام جھگڑوں و فساد کی بنیادی یہی چیزیں ہیں۔ اگر ان ارشادات پر عمل کیا جائے تو تمام جھگڑوں اور فسادات کو جڑ سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

**حدیث نمبر8:** مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔

**ترجمہ:** "جس نے میانہ روی اختیار کی وہ تنگ دست نہیں ہو گا"۔

**تشریح:** اعتدال اور میانہ روی خوشگوار زندگی گزارنے کے سنہری اصول ہیں۔ اور یہ انسانی فطرت کی آواز ہے۔ ہر کام میں میانہ روی، گھریلو اخراجات میں، کھانے پینے میں، رہنے سہنے میں، چلنے پھرنے میں، یہاں تک کہ عبادت و ریاضت میں اسے اپنانے سے راحت و آرام حاصل ہونے کے علاوہ بہت سی پریشانیوں سے انسان کو نجات مل جاتی ہے۔ گھریلو اخراجات کے بارے میں حکم خداوندی ہے کہ:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○ یعنی اور نہ اپنا ہاتھ گردن سے باندھ لو (بخل پر اتر آؤ) اور نہ اس کو بالکل کھول دو (ضرورت سے زائد خرچ کرو) کہ تم ملامت زدہ اور شکستہ حال ہو کر رہ جاؤ۔

اس حدیث شریف میں بھی اس حکیمانہ بات کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنا مال خرچ کرتے ہوئے اعتدال سے کام لیں۔ زندگی میں اس اصول کو اپنانے سے انسان کبھی بھی محتاج نہیں ہو گا۔ جو بندہ اپنی آمدن کے مطابق خرچ کرتا ہے وہ کبھی محتاج اور مقروض نہیں ہو گا اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ جلد ہی مقروض ہو کر خستہ حال ہو گا۔ فضول خرچی اور اسراف سے

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

قرآن مجید نے منع کیا ہے اور اُسے شیطان کے بھائی ہونے کا کام بتایا گیا ہے۔ خرچ کے معاملے میں اچھے بندوں کی خوبی اس طرح بیان کی گئی ہے کہ:

إِذَآ أَنفَقُوا۟ لَمْ يُسْرِفُوا۟ وَلَمْ يَقْتُرُوا۟ وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ۝

یعنی جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ ہاتھ تنگ کرتے ہیں بلکہ راہ اعتدال اختیار کرتے ہیں۔

شاعر نے اسی بات کو خوبصورت انداز میں نظم کیا ہے۔

خرچ میں اسراف وہ ہرگز کبھی کرتے نہ ہوں
خرچ جو ہو واقعی، اس میں کمی کرتے نہ ہوں

**حدیث نمبر9:** مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ۔

**ترجمہ:** "جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے میں چل پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے راستوں میں سے کسی راستے پر لے جاتا ہے"۔

**تشریح:** اس حدیث شریف میں حصول علم کی فضیلت کا بیان ہے۔ علم ایک بڑی نعمت خداوندی ہے۔ علم اور حصول علم ایک مسلمان کی زندگی کا ایسا جزو لاینفک ہے کہ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مسلمان علم کے بغیر نہ تو زندگی گزار سکتا ہے اور نہ ہی اپنی منزل مقصود کو پا سکتا ہے کیونکہ تلاش علم سے وہ ذیل کی باتیں حاصل کرتا ہے۔

- احکام الٰہی معلوم کرتا ہے۔
- سیرت رسول ؐ کے مطالعہ سے اطاعت رسول ؐ کا حق ادا کرتا ہے۔



- حقوق و فرائض سے آگاہ ہوتا ہے۔
- علم کے ذریعے حق و باطل، کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر لیتا ہے۔
- زندگی کو اعمال صالحہ سے اراستہ کر کے آخرت کی کامیابی کو یقینی بناتا ہے۔
- اپنے سکون و راحت کا سامان مہیا کرتا ہے کیونکہ حضرت معاذؓ کی روایت کے مطابق "علم وحشت میں مونس و غم خوار، اجنبی ماحول میں ساتھی، تنہائی کا رفیق، خوشحالی و تنگدستی میں رہنما اور دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے۔
- علم سے حلال و حرام کی تمیز پیدا ہوتی ہے وہی عمل کا رہنما ہوتا ہے اور عمل اس کے تابع فرمان۔

اسلام میں حصول علم کی بہت اہمیت ہے۔ خاتم النبیین محمد ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی حصول علم سے متعلق ہے یعنی کہ اقراء۔ پڑھئے۔ اور پھر اقراء کا لفظ دوبار استعمال ہوا ہے۔ اس سے پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام ایسے علم کا حامی ہے جو رب کی معرفت اور اس کے احکام معلوم کرنے والی ہو اور جو انسانیت کو نفع پہنچائیں۔ خواہ سائنسی علوم ہو یا جدید ٹیکنالوجی کا حصول۔ ایسا علم جو نفع کی بجائے نقصان کا باعث ہو اللہ تعالیٰ کے رسول ؐ نے اس سے پناہ طلب کی ہے۔

آپ ؐ اس شخص کے لیے دعاگو ہوتے ہیں جو حصول علم اور اشاعت علم میں دوڑ دھوپ کر رہا ہو گویا وہ مخلص مبلغ ہے۔ اور اسی زیر نظر حدیث میں بھی طالب علم کے لیے جنت کی بشارت موجود ہے۔

طلب علم کے لیے تمام ترجدوجہد، دوڑ دھوپ، سیر و سفر اور قیام فی سبیل اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com

سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔ یعنی جو شخص علم حاصل کرنے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلے تو جب تک وہ گھر واپس نہ ہو گا اس کا یہ زمانہ اللہ کے راستے میں شمار ہو گا۔

طالب علم کے لیے سب سے بڑی راحت اور مسرت یہ ہے کہ اس کی حصول علم اور اشاعت علم کے لیے تمام کوششیں نہ صرف اس کی دنیاوی زندگی کو اطمینان بخشتی ہیں بلکہ اس کی موت کے بعد وہ علم اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جاتا ہے۔ البتہ اخلاص اور للّٰہیت اس کے لیے شرط ہے۔

حقیقی علم وہ چشمہ صافی ہے جو کبھی اخراب اور بدبودار نہیں ہوتا اور نہ کبھی خرچ کرنے سے کم یا ختم ہوتا ہے بلکہ خرچ کرنے سے مزید بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل علم کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔

**حدیث نمبر10:** اَلْمُؤْمِنُ اَخُوا الْمُؤْمِنِ کَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِنِ شْتَکٰی شَیْئًا مِنْهُ وَجَدَ اَلَمَ ذٰلِكَ فِيْ سَائِرِ جَسَدِهٖ۔

**ترجمہ:** "ہر مومن ایک جسم کی مانند دوسرے مومن کا بھائی ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ بھی تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ اپنے سارے جسم میں تکلیف محسوس کرے گا"۔

**تشریح:** اس حدیث شریف میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں باہمی کیسی محبت اور کیسا تعلق ہونا چاہیے۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو باہمی بھائی قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ یعنی بیشک مسلمان آپس میں بھائی



بھائی ہیں۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں میں باہمی بھائیوں جیسا تعلق ہونا چاہیے اور ان میں باہم ایسی محبت و مودّت، ایسی ہمدردی اور ایسا دلی تعلق ہونا چاہیے کہ دیکھنے والا ہر آنکھ اُن کو اسی حال میں دیکھے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک کی مصیبت میں مبتلا ہو تو سب اس کو اپنی مصیبت سمجھیں اور سب اس کی فکر اور بے چینی میں شریک ہوں۔ اور اگر ایمان کے دعوے کے باوجود یہ بات نہیں ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ حقیقی اور کامل ایمان نصیب نہیں ہے۔ ایمان والوں کی یہی صفت قرآن مجید میں "رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" کے مختصر الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

حدیث زیر نظر میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی یہ نہایت عمدہ، خوبصورت اور عام فہم مثال رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ غور کیجیے کہ آنکھ میں چھوٹا سا ذرہ پڑ جائے تو جسم کو کسی کروٹ چین نصیب نہیں ہوتا۔ ذرا نکلتے ہی سارا جسم سکون وراحت سے آسودہ ہو جاتا ہے۔ کان میں درد کی شکایت ہو تو کسی پہلو یکسوئی و اطمینان نہیں بلکہ تکلیف کی زیادتی سے بخار بھی آجاتا ہے۔ مگر جونہی تکلیف رفع ہوئی جسم میں آرام پا گیا۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ایسا ہی حال مسلمانوں کا آپس میں ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان کو کوئی پریشانی اور تکلیف ہو تو اس بستی اور علاقہ کے تمام مسلمان اس کے دکھ درد کو محسوس کریں اور جب تک ان کا بھائی اس پریشانی اور تکلیف سے چھٹکارا نہ حاصل کر لے اُنہیں بھی کسی طرح کا سکون اور اطمینان میسر نہ آئے اور وہ اپنے بھائی کو اس پریشانی سے نجات دلانے کے لیے مال و جان کی ہر قوت کو استعمال میں لائیں۔ ایسے ہی دنیا کے کسی ملک میں بسنے والے مسلمان ظالموں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہوں تو دنیا میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں ان کے سینوں میں بھی ان کے دکھ درد کی آرزو اُٹھیں اور جب تک وہ اُنہیں ظالموں کے پنجہ استبداد

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

سے نہ چھڑالیں ان کی اپنی زندگی بھی دوبھر ہو جائے۔ یہی طرز عمل تکمیل ایمان کا باعث ہوتا ہے۔

اسلام بھائی چارے اور اخوت کے جذبات پر مبنی نظام حیات ہے اور اس پر لوگوں کے درمیان محبت و اخوت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ یعنی کہ تم اس کی نعمت (دین اسلام) سے بھائی بھائی بن گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی معاشرہ میں اُلفت و محبت کی فضا کا قائم ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو مال و دولت کے ڈھیر لٹانے سے نہیں مل سکتا ہے۔ اخوت اسلامی کا یہ رشتہ دوسرے تمام رشتوں سے بڑھ کر مضبوط و پائیدار اور بالاتر ہے۔ اسلام نے اس جذبہ اخوت کو کمزور کرنے والے تمام اُمور جیسے بغض، حسد، غیبت، چغلی اور الزام تراشی وغیرہ کو منع کر کے اس کو نفرت و حقارت سے دیکھا گیا ہے۔

OOO

classicnotespdf.xyz

www.perfect24u.com

# عزیز طلباء!

نایاب بک سیریز برائے نہم، دہم، فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کے
مندرجہ ذیل کتب مارکیٹ میں دستیاب ہیں

فزکس | کیمسٹری | بیالوجی

میتھس | انگلش | اردو

اسلامیات | مطالعہ پاکستان | کمپیوٹر سائنس

نایاب انگلش گرائمر

نایاب پریکٹیکل نوٹ بک برائے نہم، دہم
فرسٹ ائیر، سیکنڈ ائیر اینڈ ڈگری لیول

**نایاب M.C,Q,s**
برائے فزکس، میتھس، کیمسٹری اور انگلش

Design By: EXPERT Graphics Peshawar. 091-2592916

classicnotespdf.xyz
www.perfect24u.com